نوائے افغان جہاد

محرم ۱۴۳۸ھ
اکتوبر ۲۰۱۶ء

پاکستان کا مطلب کیا؟

لا الٰہ الا اللہ

اسلام کی نسبت سے،
اسلام کے تعلق سے،
اسلام کے رشتے سے

ہم پاکستانی ہیں اور پاکستان ہمارا ہے!

نواسہ رسول، سیدنا حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خطبہ

حضرت عقبہ بن ابی العیزار رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے بیضہ مقام میں اپنے ساتھیوں اور حر بن یزید کے ساتھیوں میں بیان کیا، پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی، پھر فرمایا:

”اے لوگو! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو آدمی ایسے ظالم سلطان کو دیکھے جو اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں کو حلال سمجھے اور اللہ تعالیٰ سے کیے ہوئے معاہدے کو توڑے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا مخالف ہو اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کے بارے میں گناہ اور زیادتی کا کام کرتا ہوں اور پھر وہ آدمی اس بادشاہ کو اپنے قول اور فعل سے نہ بدلے تو اللہ تعالیٰ پر حق ہوگا کہ وہ اسے اس جرم کے لائق جگہ یعنی جہنم میں داخل کرے۔

غور سے سنو! ان لوگوں نے شیطان کی اطاعت کو لازم پکڑ لیا ہے اور رحمن کی اطاعت چھوڑ دی ہے اور فساد کو غالب کردیا ہے اور اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود کو چھوڑ دیا ہے اور مالِ غنیمت پر خود قبضہ کرلیا ہے اور اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں کو حلال اور اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ چیزوں کو حرام قرار دے دیا ہے۔ ان لوگوں کو بدلنے کا سب سے زیادہ حق مجھ پر ہے۔ تمہارے خط میرے پاس آئے تھے اور تمہارے قاصد بھی مسلسل آتے رہے کہ تم مجھ سے بیعت ہونا چاہتے ہو اور مجھے بے یار و مددگار نہیں چھوڑو گے۔ اب اگر تم اپنی بیعت پر پورے اترتے تو تمہیں پوری ہدایت ملے گی اور پھر میں بھی علی کا بیٹا حسین ہوں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحب زادی فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کا بیٹا ہوں۔ میری جان تمہاری جان کے ساتھ ہے اور میرے گھر والے تمہارے گھر والوں کے ساتھ ہیں۔ تم لوگوں کے لیے میں بہترین نمونہ ہوں اور اگر تم نے ایسا نہ کیا اور عہد توڑ دیا اور میرے بیعت کو اپنی گردن سے اتار پھینکا تو میری جان کی قسم! ایسا کرنا تم لوگوں کے لیے کوئی اجنبی اور اوپری چیز نہیں ہے بلکہ تم لوگ تو ایسا میرے والد، میرے بھائی اور میرے چچازاد بھائی (مسلم بن عقیل) کے ساتھ بھی کر چکے ہو۔ جو تم لوگوں سے دھوکہ کھائے وہ اصل میں دھوکہ میں پڑا ہوا ہے، تم اپنے حصے سے چُوک گئے اور تم نے (خوش قسمتی میں سے) اپنا حصہ ضائع کردیا اور جو عہد توڑے گا تو اس کا نقصان خود اسی پر ہوگا اور عنقریب اللہ تعالیٰ تم لوگوں سے مستغنی کردے گا، تم لوگوں کی مجھے ضرورت نہ رہے گی۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ“

[ابن جریر عن عقبہ بن العیزار، حیاۃ الصحابہؓ: ج ۳، ص ۵۰۸]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نوائے افغان جہاد

جلد نمبر ۹، شمارہ نمبر ۸

محرم ۱۴۳۸ھ — اکتوبر 2016ء

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اپنے اموال، اپنی جانوں اور اپنی زبانوں کے ساتھ مشرکین سے جہاد کرو''۔ (ترمذی، ابوداؤد)

اس شمارے میں

تجاویز، تبصروں اور تحریروں کے لیے اس برقی پتے (E-mail) پر رابطہ کیجیے۔

Nawaiafghan@gmail.com

انٹرنیٹ پر استفادہ کے لیے:

Nawaiafghan.blogspot.com

Nawaeafghan.weebly.com

قیمت فی شمارہ: ۲۵ روپے

قارئین کرام!

عصرِ حاضر کی سب سے بڑی صلیبی جنگ جاری ہے۔ اس میں ابلاغ کی تمام سہولیات اور اپنی بات دوسروں تک پہنچانے کے تمام ذرائع 'نظامِ کفر اور اس کے پیروؤں کے زیرِ تسلط ہیں۔ ان کے تجزیوں اور تبصروں سے اکثر اوقات مخلص مسلمانوں میں مایوسی اور ابہام پھیلتا ہے، اس کا سدِ باب کرنے کی ایک کوشش کا نام 'نوائے افغان جہاد' ہے۔

نوائے افغان جہاد

- اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے کفر سے معرکہ آرا مجاہدین فی سبیل اللہ کا مؤقف مخلصین اور محبینِ مجاہدین تک پہنچاتا ہے۔
- افغان جہاد کی تفصیلات، خبریں اور محاذوں کی صورت حال آپ تک پہنچانے کی کوشش ہے۔
- امریکہ اور اس کے حواریوں کے منصوبوں کو طشت ازبام کرنے، اُن کی شکست کے احوال بیان کرنے اور اُن کی سازشوں کو بے نقاب کرنے کی ایک سعی ہے۔

اس لیے ....

اِسے بہتر سے بہترین بنانے اور دوسروں تک پہنچانے میں ہمارا ساتھ دیجیے

نہ خنجر اُٹھے گا نہ تلوار ان سے!

چار سال ہوتے ہیں کہ پاکستانی جرنیلوں نے ''فوجی ڈاکٹرائن'' سے بھارت کے خطرہ اور دشمنی کو نکال باہر کیا تھا اور اللہ تعالیٰ کی شریعت کو حرزِ جان بنانے والوں اور اُس شریعت کے نفاذ کی خاطر 'اللہ کے دشمنوں سے برسرپیکار مجاہدین کو اپنا اولین دشمن قرار دیتے ہوئے ان کے خلاف اپنی تمام توانائیاں اور ریاستی قوتیں جھونک دیں... صلیبی لشکر سولہ سال سے افغانستان میں اسی تحریکِ جہاد کو ختم کرنے کے لیے تمام تر جتن کر چکے ہیں، جن کے نتیجے میں کفار کو سوائے ہزیمت اور ناکامی کے کچھ بھی ہاتھ نہیں آیا...افغانستان میں اللہ کی نصرت سے امارت اسلامیہ کے مجاہدین ہر گزرتے دن کے ساتھ مضبوط اور طاقت ور ہو رہے ہیں...ان سطور کو صفحہ قرطاس پر منتقل کرتے ہوئے بھی یہ جاں فزا خوش خبری آئی کہ مجاہدین نے صوبہ قندوز کے صدر مقام پر ایک سال بعد دوبارہ قبضہ کر لیا ہے! پوری دنیا کا کفر جنہیں مٹانے کے لیے امڈتا چلا آیا تھا، وہ آج کے منظر نامے میں محض اپنے رب کی عطا اور نوازش کے بل بوتے پر پورے قد سے کھڑے ہو کر فاتح کی حیثیت سے نظر آ رہے ہیں۔ جب کہ متحدہ صلیبی لشکر اور اُس کے حواری بدترین شکست و ہزیمت سے دوچار ہیں...یہ تمام حالات ''رائل انڈین آرمی'' کے ''اپ ڈیٹ ایڈیشن'' کے لیے کیونکر قابل قبول ہو سکتے ہیں... کفر کا سر نیچے ہو، وہ مغلوب و مقہور ہو، اُس کے لیے ذلتوں کے سامان میسر ہوں جب کہ شریعت اسلامی کو چاہنے والے اپنے مالک کی نصرت کے طفیل 'فاتح و آبرومند ہو کر ابھریں اور اس خطے میں بہارِ شریعت کا عنوان و فیضان بن جائیں! 'خاکیوں' کے لیے تو یہ سب سوہانِ روح سے بڑھ کر ہے! اس لیے ''فوجی ڈاکٹرائن'' میں ان بندگانِ خدا کو اولین دشمن ڈکلیئر کیا گیا!

گزشتہ ڈیڑھ صدی سے صلیبی آقاؤں کا حق نمک ادا کرنے والی یہ فوج 'جو اب ''فرنٹ لائن اتحادی'' بھی بن چکی ہے۔ ماضی میں 'وکٹوریہ کراس' اور اب 'کولیشن سپورٹ فنڈ' ہی ان کا منتہائے نظر اور مقصد و ماویٰ ہے! یہ نمک خوار 'اہل ایمان کے خلاف اپنے کندھے تو صلیبی جنگ کے آغاز میں ہی پیش کر چکے تھے، افغانستان میں مجاہدین کے ہاتھوں اپنے آقاؤں کی درگت بنتی دیکھ کر انہوں نے اپنی گردنیں پیش کیں اور افغانستان و پاکستان کے مجاہدین کے تمام مجموعات کے خلاف کھلی جنگ کا آغاز کیا۔ نئی ''فوجی ڈاکٹرئن'' کا یہی بنیادی نقطہ تھا اور یہی مقصد 'کہ ''جیسے بھی ممکن ہو شدت پسندوں اور بنیاد پرستوں سے خطے کو محفوظ رکھنے کے لیے ہر ممکن قدم اٹھایا جائے''۔ رہا بھارت! تو وہ دشمنوں کی شمار سے نکل کر ''پسندیدہ'' کی فہرست میں جگہ بنا رہا تھا! ''فوجی ڈاکٹرائن'' میں تبدیلی میں بنیادی کردار اور محرک بھی مرتد راحیل شریف ہی ہے اور اسی نے دنیا بھر کے کفر کی حفاظت کا بیڑہ اٹھاتے ہوئے ''ضرب کذب'' شروع کیا... جس کے آغاز میں ہی آئی ایس پی آر کے ترجمان نے کھلے بندوں کہا تھا کہ ''اس آپریشن سے امریکہ، بھارت اور افغانستان سمیت پوری دنیا دہشت گردی اور شدت پسندی سے محفوظ ہو جائے گی''۔

صلیبیوں کے تلوے چاٹنے اور آخری حد تک اُن کی غلامی و تابعداری کرنے کے باوجود بھی یہود و نصاریٰ 'ان کے مخلص نہیں ہوئے کہ اب کولیشن سپورٹ فنڈ پر بھی قدغنیں عائد کی جا چکی ہیں اور گردن پر پاؤں رکھ کر Do More دیے جا رہے ہیں! جب کہ دوسری جانب ہندو بنئے کو ''صف دشمناں'' سے نکالنے کے باوجود وہ ان کے سروں پر پوری طرح سے سوار ہو چکا ہے! عسکری و سفارتی دونوں سطح پر بھارت نے پاکستان کا ناطقہ بند کر رکھا ہے! اور اس جانب حالات یہ ہے کہ خائن جرنیل اور بدعنوان سیاست دان ' بھارت کو عملی طور پر کوئی جواب دینے کی بجائے محض میڈیائی پروپیگنڈے کے زور پر ''دشمن کی صفوں میں کھلبلی مچائے ہوئے ہیں''۔

بھارت انہیں آنکھیں دکھاتا ہے بلکہ ان کی آنکھیں نکال لینے کے درپے ہے لیکن ان کی تان صرف ''دشمن کی توپیں خاموش کروانے'' جیسے بیانات پر آ کر ٹوٹتی ہے! ایک وقت تھا کہ کشمیر کی تحریکِ جہاد نے بھارت کو عسکری و معاشی طور پر نڈھال کر رکھا تھا، اگر بھارت کے مظالم سے مسلمانوں کو محفوظ رکھنے اور اُس کا زہر نکالنے ہی کے لیے یہ فوج اتنی بے تاب تھی تو کشمیر میں تحریکِ جہاد کے ساتھ خیانت اور غدر کرنے والوں کا تعلق کس قبیلہ سے تھا؟؟؟ معرکہ گیارہ ستمبر سے پہلے پاکستانی فوج اور خفیہ اداروں کی جہاد کشمیر سے غداری کی وارداتوں کی تفصیلات ہر کشمیری مجاہد کے سینے میں موجود ہیں! موجودہ صلیبی جنگ کے آغاز کے ساتھ ہی پاکستانی فوج کے لیے ''مستقل روزگار'' کا بندوبست ہو گیا اور صلیبی لشکروں کے صفِ اول کا اتحادی بننے کے عوض ڈالروں کی ''بہار'' آ گئی... ایسے میں کشمیر کی تحریکِ جہاد کو کاروبار بنانے والوں کے لیے یہ ''گھاٹے کا سودا'' ہی قرار پایا۔ لہٰذا اس تحریک کو لپیٹنے، بھارت کی نرخرے میں آئی جان کو اُس کے جسم میں لوٹانے اور اُسے قوی و جسیم بنانے کا فیصلہ کسی اور نے نہیں بلکہ ''پنڈی والوں'' نے ہی کیا تھا!

ان بد دیانت اور غدار جرنیلوں سے کوئی پوچھے گا کہ بندروں کے پجاری ہندو تو اس ملک کے مسلمانوں کے خلاف اپنے ازلی بغض و عداوت میں پھنکار رہے ہے! 'خاکیوں' کے پاس ان کے مقابلے کے لیے ''باجوہ پروڈکشن ہاؤس'' میں تخلیق کیے اور فلمائے جانے والے گانوں اور ڈھول تاشوں کے علاوہ بھی کچھ ہے؟! یا سب کچھ مظلوم قبائلی مسلمانوں، غیور پختونوں، خوددار بلوچوں اور 'بلڈی سویلینز' کو کچلنے مسلنے کے لیے ہی ہے! اور ہر طرح کے مہلک ہتھیار، جنگی طیارے، گن شپ ہیلی کاپٹر، آرٹلری، ٹینک اور گولہ بارود' مسلمانوں کے قتلِ عام ہی کے لیے مختص ہے! بھارت سے ہونے والی چار باقاعدہ جنگوں میں تو ''ڈھول سپاہیے'' بری طرح پٹے ہیں... اپنی ساکھ بچانے اور قوم کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لیے لے دے کر ۶۵ء کی جنگ ہی رہ جاتی ہے جس کے متعلق ''معاشرتی علوم و مطالعہ پاکستان'' کی حد تک یہ فاتح قرار پاتے ہیں! لیکن اس ''فتح'' کا سہرا بھی ''ملکہ ترنم'' کے سُر اور گلے پر سجتا ہے! اب وہ اور اُس کا ''آغا جان'' (جس میں موجود تمام رزائل و خبائث 'پاکستانی فوج کی پہچان اور ''امتیازی اوصاف'' ہیں) تو عالم برزخ سدھار چکے! فوج کے تمام ہتھیاروں کو مسلمانوں کا خون ''زنگ آلود'' کر چکا ہے اور اہل ایمان کے علاوہ کسی اور کے خلاف ان ہتھیاروں سے ایک شعلہ بھی برآمد نہیں ہو سکتا! لہٰذا موجودہ صورت حال کو Media Hype پیدا کر کے قابو کرنے کی سر توڑ کوششیں جاری ہیں!

پچھلے سولہ سالوں میں ہزاروں پاکستانی مسلمان بھارتی فوج کی فائرنگ اور گولہ باری سے شہید ہوئے ہیں... جواب میں پاکستانی جرنیلوں اور ''مخول سپاہیوں'' نے کیا کارنامہ سرانجام دیا؟ مسلمانوں کے دفاع کی خاطر چکوٹھی سے لے کر واہگہ تک بھارتی دشمن کو لگام ڈالنے کی بجائے ہولی، دیوالی پر مٹھائیاں پیش کرنے کی ''درخشاں روایات'' کو پروان چڑھایا گیا! دیدہ و دل فرشِ راہ کرنے کا یہ معاملہ اور خیر سگالی کا یہ جذبہ بھارت کے لیے مخصوص نہیں بلکہ امریکہ ہمارے ملک پر ڈرون حملے اور بم دھماکے کرتا ہے تو یہ جرنیل' بلیک واٹر اور ایگزی، سی آئی اے کو صرف اڈے اور جاسوسی کا پورا نظام ہی فراہم نہیں کرتے بلکہ اگر کوئی جاسوس گرفتار ہو جائے تو اُسے پورے پروٹوکول کے ساتھ (ریمنڈ ڈیوس، جیئول کاکس اور میتھیو بیرٹ جیسی مثالیں تو آنکھوں کے سامنے کی بات ہے!) اچھی نگہداشت کر کے پیار سے رخصت کرتے ہیں۔ ایران پاکستان کی سرزمین پر گولہ باری کرتا ہے ہمارے لوگوں کو قتل کرتا ہے لیکن یہ فوج اُف بھی نہیں کرتی۔ مسلمانوں کے حق میں غرانے اور کاٹ کھانے والے کتے 'بھارت کے مقابلے میں گیدڑ اور امریکہ کے سامنے سجدہ ریز غلام ہیں! شیخ عبداللہ عزام رحمۃ اللہ نے بالکل درست فرمایا تھا کہ:

> ''جہاں تک ہمارا تعلق ہے تو ہم نے اپنی افواج کو اس مقصد (دشمن سے لڑنے) کے لیے تو تیار نہیں کیا۔ ہم نے تو انہیں ہوائی اڈوں پر سلامی دینے اور تقریبات میں کرتب دکھانے کے لیے تیار کیا، ان کی تربیت تو اسلامی تحریکوں پر ظلم و تشدد توڑنے اور علما کو سولیوں پر لٹکانے کے لیے ہوئی ہے۔ ان کو تو لوگوں کو گن گن کر نظر میں رکھنے اور مسلمانوں کو اندھے منہ مغلوب رکھنے کے لیے پالا گیا ہے۔ ان کی تیاری تو بہنوں کے حجاب اور مسلمانوں کی داڑھیوں کے سائز شمار کر کے رپورٹیں تیار کرنے کی ہے۔ یہ ان افواج کی تیاری کے مقاصد ہیں! رہا دشمن سے مقابلہ تو اس کے لیے انہیں تشکیل ہی نہیں دیا گیا!!!''

''دہشت گردی کے خلاف'' جنگ کے لیے ہر طاقت اِنہیں آگے لگا کر اپنا اُلو سیدھا کرتی ہے۔ یہی کچھ روس نے بھی کیا، اسی حالیہ ''ٹینشن'' کے موقع پر پاکستانی میڈیا میں روسی فوج کے ساتھ پاکستانی فوج کی مشترکہ مشقوں کو بنیاد بنا کر ''روس پاک اتحاد'' کے حوالے سے مضحکہ خیز تجزیے اور تبصرے کیے جاتے رہے۔ ۱۴ اکتوبر کو بھارت میں تعینات روسی سفیر الیگزنڈر کڈاکین نے پاکستانی دفاعی تجزیہ نگاروں کے منہ پر طمانچہ رسید کرتے ہوئے کہا کہ ''ہر ملک کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنے تحفظ کے لیے اقدامات کرے۔ پاکستان کو چاہیے کہ وہ کراس بارڈر دہشت گردی کے خلاف اقدامات اٹھائے۔ ہم سرجیکل سٹرائیک کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ بھارت کو ہماری فوج کی پاکستان کے ساتھ کی جانے والی مشقوں کے مطلق فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں، ہماری مشقیں دہشت گردی کے خلاف تھیں اور اس میں بھارت کا بھی مفاد ہے۔ ہم پاکستانی افواج کو سکھا رہے ہیں کہ کیسے وہ دہشت گرد حملوں کا مقابلہ کرے''۔

اس فوج نے مجاہدین کے خلاف جہاں ہر طرح کی حربی طاقت آزمائی اور ظلم و جور کے تمام ہتھیاروں کے وار اُن پر کیے، وہیں اُن کے خلاف ذرائع ابلاغ کے ذریعے زہر آلود پروپیگنڈہ اور رکیک و گھٹیا الزامات کا طومار بھی تسلسل سے باندھا۔ اُنہیں انڈین ایجنٹ قرار دیا گیا، بھارتی ایجنسیوں سے مدد لینے اور اُن کے لیے کام کرنے کے الزامات لگائے گئے... لیکن بھارت کی طرف نے ذرا سا دھمکایا ہے تو پاکستانی فوج اور اس کے خفیہ اداروں کی سٹی گم ہو گئی! جرنیل میڈیا میں تو بڑے بڑے دعوے کرتے ہیں اور سینہ پھُلا کر دعویٰ کرتے ہیں: ''یہ پاکستان ہے! کوئی ۵ کلومیٹر اندر آ کر اور زندہ واپس جا کر دکھائے!''... لیکن بھول جاتے ہیں کہ اِن کا آقا امریکہ 'سلالہ چیک پوسٹ پر ان کو کیسی ذلتوں

میں گرا کر جا چکا ہے اور ایبٹ آباد آپریشن میں ''ملٹری اکیڈمی'' سے متصل علاقے میں سرجیکل سٹرائیک کر کے پوری دنیا میں ان کے لیے رسوائی کا سامان کر چکا ہے! یہ فوج کفار کے مقابلے میں محض کاغذی شیر ہی ہے! یہ اپنے ملک کی معیشت کو اور اس کے تمام اداروں کو دیمک کی طرح چاٹ گئے ہیں! ان کے مقابلے میں بھارت کی معیشت کہیں زیادہ مضبوط ہے۔اِنہیں امریکہ نے ڈالر دیے ہیں اور استعمال کیا ہے جب کہ بھارت کے ساتھ امریکہ کا مضبوط اتحاد ہے! ایسے حالات میں اس خطے کے مسلمانوں کا ہندو جیسے مکار اور فریبی دشمن کے مقابلے میں دفاع 'صرف اور صرف ایمان، توکل، تقویٰ، خوفِ الٰہی اور انابت الی اللہ جیسی خصوصیات اور صفات کا حامل گروہ ہی کر سکتا ہے...ان خصائل کا پاکستانی فوج کے ہاں شروع سے کال ہے! موجودہ صلیبی جنگ میں کردار ادا کرنے کے بدلے ڈالروں کی بارش نے تو رہی سہی ''صفائی'' بھی کر دی ہے! اب ان کے دلوں میں اللہ پر ایمان کی بجائے 'ہبلِ امریکہ کی عظمت گھر کیے ہوئے ہے...توکل علی اللہ کی بجائے امریکیوں، صلیبیوں اور ہر دشمنِ اسلام کی جانب للچائی نگاہوں سے دیکھتے اور جھولی پھیلانے میں ذرا دیر نہیں لگاتے ہیں! خوف الٰہی کی جگہ ''پتھر کے دور'' میں چلے جانے کا ڈر انہیں حواس باختہ کیے رہتا ہے! انابت الی اللہ کیا ہوتی ہے اِن کے حاشیۂ خیال میں بھی نہیں آسکتا! البتہ امریکی قدموں میں پڑے رہنے کی خُو میں یہ پوری طرح گُندھ چکے ہیں!

فوج اور اس کے خفیہ اداروں سے شرم وحیا کی کسی حد کی پاس داری کی توقع رکھنا عبث ہے لیکن یہ دھوکہ اور دغا میں بھی انوکھے قسم کے ریکارڈ قائم کرتے ہیں! دشمن سے مقابلہ کے خیال سے ہی ان کی گھگی بندھ جاتی ہے، ہندوؤں نے اِن پر غرانا شروع کیا تو ان کے شیطانی دماغوں نے طالبان کے رسمی چینل ''عمر میڈیا'' کی طرف سے ''بیان جاری کروایا''۔ جس میں ''مجاہدین'' بھارت کو پاکستانی فوج کو ''تنگ'' کرنے کی صورت میں ''بھیانک نتائج کی دھمکیاں'' دے رہے تھے۔اس جعلی اور جھوٹی ویڈیو کو یوٹیوب کے اس لنک پر دیکھا جا سکتا ہے!

http://www.youtube.com/watch?v=kC32DWnEfD0

طالبان کے ترجمان نے عمر میڈیا کی جانب سے ایسا کوئی بیان جاری کرنے کی تردید کر کے خفیہ اداروں کی جھوٹے چہرے کو بے نقاب کیا۔اسی طرح سوشل میڈیا پر ''محبان فوج'' کی جانب سے ایک ویڈیو کلپ پھیلایا جا رہا ہے، جس میں کچھ فوجی اہل کاروں کو اُن کے مورچوں میں سنائپر گن سے نشانہ بنا کر مار گرایا جا رہا ہے...ویڈیو پھیلانے والوں کے بقول ''یہ بھارتی مورچوں میں موجود فوجیوں کو پاکستانی فوج کے سنائپرز شکار کر رہے ہیں''...حالانکہ یہ ویڈیو کلپ 'جہادی کارروائیوں پر مشتمل اُس فلم کا حصہ ہے جو محسود مجاہدین نے تیار کی ہے اور جس میں علاقہ محسود میں پاکستانی فوجی اہل کاروں پر ہونے والے سنائپر گن حملوں کو دکھایا گیا ہے! ''جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے'' یہ تو سنا تھا لیکن ''جھوٹ بالکل ہی ہوائی ہوتا ہے'' یہ کارنامہ پاکستانی فوج ہی کے ہاتھوں سرانجام پا سکتا ہے! اسی طرح قبائلی مسلمانوں کے لشکروں کی جھوٹی ''بریکنگ نیوز'' چلوا چلوا کر بھارت کو ''سراسیمہ'' کیا جا رہا ہے! نام نہاد سرکاری مشران اور حکومتی خوانین سے بیانات دلوائے جا رہے ہیں کہ ''قبائلی مسلمانوں کے لاکھوں کا لشکر بھارت سے مقابلہ کے لیے تیار ہے''...یہ وہی قبائلی مسلمان ہیں جنہیں پچھلی ایک دہائی سے پاکستانی فوج نے ظلم کی چکی میں پیس کر رکھا ہے! اب ہندو بنئے پر رعب جمانے کے لیے اِنہی کا نام استعمال کیا جا رہا ہے! حالانکہ آزاد قبائل کا ہر غیور جوان 'اس اسلام دشمن، دین دشمن اور امریکہ غلام فوج کے خلاف مورچہ زن ہونے، اِن پر گھات لگانے اور ان سے ان کے بے پناہ جرائم کا بدلہ لینے کو تیار بیٹھا ہے!

یہ فوج نہ کل سرزمینِ پاکستان کے مسلمانوں کا دفاع کر سکی ہے نا ہی آئندہ کبھی اس سے یہ امید باندھی جا سکتی ہے! اس ڈالر خور فوج کا کام تو مسلمانانِ پاکستان کو لوٹنا، کھسوٹنا، دبانا، نوچنا، قتلِ عام کرنا، ان کی گردنوں پر سوار رہ کر عیش وطرب کا سامان کرنا اور کفار کی ہر طرح سے خدمت گزاری کرنا ہی ہے! اس فوج کے مذکورہ بالا کردار سے انکار ممکن نہیں لیکن اگر کسی کی تسلی نہ ہو تو وہ پاکستانی فوج کے سابق جرنیل 'لیفٹیننٹ جنرل (ر) حبیب اللہ خٹک (جو کہ جہانگیر کرامت کے فارغ ہونے کے بعد فوج کے 'موسٹ سینئر جرنیل' کے عہدے پر موجود اور آرمی چیف بننے کے مضبوط ترین امیدوار علی قلی خان کا باپ بھی تھا) کے الفاظ کو نہیں جھٹلا سکتا! وہ کہتا ہے:

''پاکستان ایک خوب صورت عورت کے مانند ہے، اسے چاہیے کہ اپنے آپ کو اُسے بیچے جو سب سے زیادہ قیمت لگائے''۔

ان جرنیلوں کی نظر میں ارضِ پاکستان اور اس میں بسنے والے مسلمانوں کا یہی مقام اور مرتبہ ہے! لہٰذا اس بات کو ذہن نشین کر لیجیے، لکھ رکھئے کہ مسلمانوں کے دین، ایمان، عزت، آبرو، زمین اور وسائل کو دنیا بھر کے کفار سے بچانے اور اُن کا دفاع کرنے کا فریضہ اللہ پاک کی توفیق سے ہر صورت میں ''اھل الثغور'' اور مجاہدینِ کرام ہی ادا کریں گے! ان شاء اللہ

☆☆☆☆☆

اصلاحِ ظاہر و باطن

عارف باللہ محی السنۃ حضرت اقدس مولانا شاہ ابرار الحق ہر دوئی رحمہ اللہ

ظاہر کا اثر باطن پر پڑتا ہے:

اسی طرح اعمال ظاہری مثلاً نماز، روزہ میں کمی ہونے کی وجہ سے اور معاملات کے درست نہ ہونے سے قلب پر بُرا اثر پڑتا ہے۔ چنانچہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے میں حکم ہے کہ صفوں کو درست رکھا جائے، سیدھا رکھنے کا اہتمام کیا جائے۔ اسی سلسلہ میں ایک موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

استووا ولا تختلفوا فتختلف قلوبکم (رواہ مسلم مشکوۃ ۱؍۹۸)

''نماز کی صفوں میں سیدھے رہو، آگے پیچھے مت ہو ورنہ تمہارے قلوب بھی اسی طرح مختلف اور متفرق ہو جائیں گے''۔

تو صفوں کو سیدھا رکھنا یا نہ رکھنا یہ ایک ظاہری عمل ہے۔ مگر باطن پر اس کا اثر پڑتا ہے کہ اس سے یا تو قلب میں راستی و استقامت پیدا ہوتی ہے یا کجی اور اختلاف پیدا ہوتا ہے۔ اسی حدیث میں ہے کہ جب مسلمان کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ:

کانت نکتۃ سوداء فی قلبہ

''اس کے قلب میں ایک سیاہ نقطہ ہو جاتا ہے''۔

اگر وہ توبہ استغفار کرے تو اس کا دل صاف ہو جاتا ہے لیکن اگر وہ برائی کرتا رہتا ہے تو فرمایا کہ اس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ

زادت حتّٰی تعلوا قلبہ

''یہ سیاہ نقطہ بھی بڑھتا جاتا ہے یہاں تک کہ اس کا قلب سیاہ پڑ جاتا ہے''۔ (مشکوۃ ۱؍۲۰۴)

ظاہری اعضا سے برے اعمال کا صدور ہوا، جس کا اثر باطن پر پڑا کہ اس کا قلب گندہ اور خراب ہو گیا۔

باطن کا اثر ظاہر پر پڑتا ہے:

اسی طرح باطن کا بھی اثر ظاہر پر پڑتا ہے، مثال کے طور پر ایک شخص ہے اس کے چہرے پر مردنی چھائی ہوئی ہے، پورا جسم نحیف و لاغر اور پھوڑے پھنسی نکلے ہوئے ہیں تو کیا اس مریضانہ صورت سے یہ اندازہ نہیں ہو گا کہ اس شخص کے خون میں فساد ہے اور اندرون اس کا بیمار ہے جس کی بنا پر ظاہر بدن پر اس کے اثرات ظاہر ہو رہے ہیں۔ تو اندر کے فساد و بگاڑ کا اثر انسان کے ظاہر پر پڑتا ہے۔ اسی طرح باطنی اعمال، امانت و دیانت وغیرہ کی خرابی سے معاشرت اور معاملات پر غلط اثر پڑتا ہے۔ حدیث شریف میں فرمایا گیا:

الاوان فی الجسد مضغۃ اذا صلحت صلح الجسد کلہ واذا فسدت فسدت الجسد کلہ الاوھی القلب (مشکوۃ ۲؍۲۴۱)

''جسم کے اندر ایک مضغہ (گوشت کا ٹکڑا) ہے جب وہ درست ہوتا ہے تو سارا بدن درست رہتا ہے اور جب وہ خراب ہوتا ہے تو سارا بدن خراب ہو جاتا ہے خوب جانو کہ وہ قلب ہے''۔

باہر کا انتشار اور ظاہر کا یہ فساد نتیجہ ہے اندر کے انتشار اور باطن کے فساد کا۔ اصل چیز ہے دل کا سنور جانا اور صحیح ہو جانا کہ گندے اخلاق سے پاک و صاف ہو جائے۔ بس تو پھر سارے کام آسان ہیں۔

باطن کی درستی اور اس کے ثمرات:

دلوں کے درست ہو جانے سے بڑے سے بڑا کام، بڑی سہولت اور آسانی کے ساتھ ہو جاتا ہے۔ اس پر ایک واقعہ یاد آیا، عبرت کے لیے عرض کرتا ہوں تاکہ ہم اندازہ کریں کہ ہمارا کیا حال ہے اور ہمارے پیشواؤں اور بڑوں کا کیا حال تھا۔ جس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ابو لولو مجوسی نے زخمی کیا اور آثار سے وقتِ آخر معلوم ہوا تو لوگوں کی درخواست پر آپؓ نے اپنی جاں نشینی کے لیے چھ اشخاص حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت عبدالرحمنؓ بن عوف، حضرت طلحہؓ بن عبید اللہ اور حضرت زبیرؓ بن عوام کے نام پیش کیے اور فرمایا کہ یہ وہ حضرات ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لے گئے تو ان سے راضی اور خوش ہو کر گئے۔ پھر فرمایا کہ ان چھ حضرات میں سے جس کسی کے نام پر اتفاق ہو جائے یا اسے اکثریت کی حمایت اور تائید حاصل ہو جائے اسے خلیفہ بنا دیا جائے۔ ساتھ ہی اس کام کے لیے حکم ہوا کہ تین دن کے اندر اس کا فیصلہ ہونا چاہیے اس وقت تک حضرت صہیبؓ بن سنان الرومی امامت کریں گے۔ چنانچہ آپؓ کی وفات اور آپ کی تدفین سے فارغ ہونے کے بعد حضرت مقداد بن الاسودؓ نے اپنے مکان پر سب کو جمع کیا، اور دو دن تک اس سلسلہ میں مشورے ہوتے رہے اور کوئی فیصلہ نہ ہو سکا۔ چونکہ اس کام کے لیے ہدایت تھی کہ تین دن میں ہونا چاہیے اس لیے آخر میں حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ نے یہ تجویز پیش فرمائی کہ چھ اشخاص میں سے تین کو سب اختیار دے دیا جائے۔ چنانچہ حضرت زبیرؓ نے حضرت علیؓ کو، حضرت طلحہؓ نے حضرت عثمانؓ کو، حضرت سعد بن وقاصؓ نے حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کو اپنا اپنا حقِ خلافت سپرد کر دیا۔ حضرت عبدالرحمنؓ بہت مال دار رئیسوں میں تھے، مال داری کا یہ عالم تھا کہ بوقت انتقال ۳۰۲ء۳۲ کروڑ روپیہ چھوڑا، یہ اس وقت کے ۳۰۲ء۳۲ کروڑ اس وقت کے نہ معلوم کتنے ارب ہو گا، اسی کے ساتھ ساتھ بڑے جلیل القدر صحابی، خلافت کی اہلیت رکھنے والوں میں سے تھے، اسی کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا:

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ (پ۲۸، ع۱۱)

”یہ ہیں مردانِ خدا کہ جن کو اللہ کی یاد سے اور نماز پڑھنے سے اور زکوٰۃ دینے سے نہ خرید غفلت میں ڈالنے پاتی ہے اور نہ فروخت، وہ ایسے دن سے ڈرتے رہتے ہیں جس میں بہت سے دل اور بہت سی آنکھیں الٹ جائیں گی“۔

بہر کیف اب خلیفہ کے انتخاب کا معاملہ تین حضرات میں رہ گیا، تو حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ نے معذرت کر دی کہ میں اس کام کی ہمت نہیں رکھتا اور حضرت عثمان و حضرت علیؓ سے کہا کہ میں اپنا نام واپس لیتا ہوں اور آپ دونوں حضرات اپنا معاملہ میری صواب دید پر چھوڑ دیں کہ جس کو اس کام کے لیے تجویز کر دوں، دوسرا اس کو بخوشی قبول کرے اور یہ سب کو تسلیم کرنا ہوگا۔ چنانچہ سب نے اس بات کو منظور کر لیا کہ جس کے حق میں یہ فیصلہ کر دیں وہی بار خلافت کا متحمل ہوگا۔ چنانچہ آپؓ نے حضرت عثمانؓ کے لیے خلیفہ ہونا تجویز کیا، اس کو سب نے منظور کر لیا اور حضرت عثمانؓ کو خلیفہ بنایا گیا۔

دل کا سنورنا اصل ہے:

اتنا بڑا معاملہ اتنی جلدی طے ہو گیا! بات کیا تھی؟ بس یہی کہ دنیا کی محبت نہیں تھی، دین کی محبت تھی! دل درست ہوتا ہے تو سب اعضا درست ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ حدیث شریف میں فرمایا گیا۔

الاوان فی الجسد مضغة اذا صلحت صلح الجسد کله واذا فسدت فسدت الجسد کله الاوھی القلب (مشکوۃ ۲، ۲۴۱)

”جسم کے اندر ایک مضغہ گوشت ہے جب وہ درست ہوتا ہے تو سارا بدن درست رہتا ہے اور جب وہ خراب ہوتا ہے تو سارا بدن خراب ہو جاتا ہے خوب جانو کہ وہ قلب ہے“۔

تو باطن کی اصلاح و درستی کا اثر ظاہر پر پڑتا ہے کہ سارے اعضا اپنا اپنا کام بالکل صحیح کرتے ہیں اور اپنی اپنی ڈیوٹی ٹھیک انجام دیتے ہیں۔

انسان کا ظاہر باطن کا آئینہ دار ہوتا ہے:

یہاں سے ایک اور مسئلہ بھی حل ہو گیا وہ یہ کہ انسان کا ظاہر یہ عنوان ہوتا ہے کہ اس کا باطن کس طرح کا ہے۔ اس کی ایک بڑی عمدہ مثال یاد آئی کہ مسجد کے امام صاحب جو پنج وقتہ نماز پڑھاتے ہیں۔ اگر وہ کسی ایک دن نماز کے وقت اپنے حجرہ سے محراب مسجد کی طرف اپنے کپڑے اتارے ہوئے آئیں اور یہ کہیں کہ میں اس حالت میں اس لیے آیا ہوں تاکہ آپ لوگوں کو مسئلہ بتادوں کہ نماز اس طرح بھی ہو جاتی ہے تو کیا آپ آنے دیں گے؟ یا یہ سمجھیں گے کہ عقل میں فتور آ گیا ہے! حالانکہ امام صاحب کہہ رہے ہیں کہ بھائی ہم کو نماز پڑھانے دو، مجھے نماز کے مسائل اور سورتیں یاد ہیں، میرا باطن بالکل ٹھیک ہے، صرف ظاہر کی خرابی سے آپ لوگ گھبرا گئے۔ آپ ان کی بات نہ سنیں گے اور نہ مانیں گے، سیدھے مسجد سے نکال کر دماغ کے ڈاکٹر یا پاگل خانے لے جائیں گے۔ ظاہر کی خرابی سے آپ کو باطن کی خرابی پر کیوں یقین آ گیا۔ اسی لیے کہ ظاہر یہ ترجمانی کر رہا ہے باطن کے گڑبڑ ہونے کی۔

ظاہر کی اہمیت اور اس کا تقاضا:

جو لوگ یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ اصل تو باطن ہے ظاہر کیسا بھی ہو۔ بڑی غلطی کی بات ہے! ایک مرتبہ ایک صاحب کہنے لگے کہ نیت اچھی ہو اور قلب صاف ہو، گناہوں سے بچتا ہو، یہ کافی ہے، لباس سے کیا ہوتا ہے؟ جو بھی صورت و شکل اور وضع اختیار کرے۔ تو میں نے جواب میں عرض کیا کہ بھائی ماشاءاللہ آپ کی والدہ صاحبہ نماز کی پابند ہیں، ہمشیرہ صاحبہ نماز کی پابند ہیں اور دوسرے دین کے کام کرتی رہتی ہیں۔ آپ ایسا کیجیے کہ ان کا دوپٹہ اوڑھ کر بازار، دوست واحباب میں تشریف لے جائیں۔ اگر آپ ایسا کر کے دکھائیں آپ کی خدمت میں ۵ روپے انعام پیش کروں گا۔ اس پر وہ کہنے لگے کہ صاحب! لوگ ہنسیں گے اور مذاق اڑائیں گے۔ میں نے کہا: اس میں ہنسنے اور مذاق اڑانے کی کیا بات ہے؟ جب آپ کی بہن اور ماں دین کی پابند ہیں تو ظاہر میں دوپٹہ اوڑھنے سے کیا ہوتا ہے؟ اس پر وہ خاموش ہو گئے تو جس طرح بہن کا دوپٹہ اوڑھ لینا خلافِ مذاق ہے۔ اسی طرح غیرِ وضع اور خلافِ شریعت صورت کا اختیار کرنا، اسلامی شریعت کے خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کے لیے مناسب حکم دیا ہے، مردوں کا خاص درجہ عطا فرمایا ہے اگر عورت مرد کی وضع اختیار کرے تو غلطی کی بات ہے۔ ایسے ہی مرد کو عورت کی وضع اختیار کرنا منع ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ

لعن رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم الرجل یلبس بسة المرأة والمرأة تلبس بسة الرجل (ابوداؤد ۲، ۵۶۶)

”لعنت کی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مرد پر جو عورت کی وضع اختیار کرے اور لعنت کی ہے اس عورت پر جو مردوں کی وضع اختیار کرے“۔

جیسے کہ پولس والوں کو ڈاک خانہ والوں کی وردی اختیار کرنا جرم قرار دیا جاتا ہے۔ اسی طرح ڈاک خانہ والوں کو پولیس والوں کی وردی اختیار کرنا خلاف قانون اور قابل مواخذہ ہے۔ اس لیے کہ حکومت نے سب کی وردی کو الگ الگ کر رکھا ہے۔ ایسے ہی شریعت نے مرد و عورت کی وضع کو الگ الگ متعین کیا ہے۔ لہٰذا ایک دوسرے کی مشابہت جرم ہے۔ اسی طرح مرد کا پردہ میں رہنا مردانگی کے خلاف ہے اور عورت کا بے پردگی کے ساتھ رہنا عورت ہونے کے خلاف ہے۔

شریعت و طریقت میں تعلق اور ان کی حقیقت:

بات میں بات نکلتی چلی گئی... کہہ رہا تھا کہ ایک تو ہے ظاہر اور ایک ہے باطن۔ اور شریعت میں دونوں ہی کے متعلق احکام ہیں جس کی پابندی کرنا ضروری ہے۔ سارے تصوف و

طریق کا حاصل یہی ہے کہ تعمیر الظاہر والباطن کہ اپنے ظاہر و باطن کو شریعت کے موافق بنانا۔ بعض لوگ کہہ دیا کرتے ہیں کہ شریعت اور چیز ہے اور طریقت اور چیز ہے، دونوں الگ الگ ہیں۔ یہ غلطی کی بات ہے! ایسا نہیں ہے بلکہ دین کے جتنے احکامات ہیں چاہے ان کا تعلق ظاہر سے ہو یا باطن سے ہو' ان سارے احکامات اور تعلیمات وہدایات کے مجموعہ کا نام شریعت ہے، اب آسانی کے لیے نام الگ الگ کر دیے گئے ہیں۔ ظاہری اعمال کو فقہ کہا جاتا ہے اور باطنی اعمال کو تصوف کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ ان دونوں کے مجموعے کو شریعت کہا جاتا ہے۔ اب جب کہ شریعت میں احکام ظاہر اور احکام باطن دونوں آ گئے تو ایک کو لینے دوسرے کو چھوڑنے سے پورے دین پر کیسے عمل ہو گا؟ اور انسان کو ایسی حالت میں کیسے سکون میسر ہو گا؟ بلکہ اس سے تو یہ معلوم ہوا کہ ظاہر کی تکمیل بغیر باطن کی اصلاح کے نہیں ہو سکتی اسی طرح باطن کی تکمیل بغیر ظاہر کی اصلاح کے نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ مشہور محدث حضرت ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں۔

لا یتحقق شیء من علم الباطن الا بعد التحقق باصلاح الظاهر کما ان علم الظاهر لایتم الا باصلاح الباطن (مرقات ص ۳۱۳ ج ۱)

"علم باطن کچھ بھی حاصل نہیں ہو سکتا بغیر ظاہر کی اصلاح کے جیسا کہ علم ظاہر مکمل نہیں ہوتا بغیر باطن کی اصلاح کے"۔

شیخ ابو طالب مکیؒ فرماتے ہیں۔

هما علمان اصلیان لا یستغنی احدهما عن الاخر بمنزلة الاسلام والایمان مرتبط کل منهما باالاخر کالجسم والقلب لاینفك احدعن صاحبه (مرقات ص ۳۱۳ ج ۱)

"یہ دونوں اصل علم ہیں، کوئی ایک دوسرے سے مستغنی نہیں ہے یہ دونوں بمنزلہ اسلام وایمان کے ہیں کہ ایک کا ربط دوسرے سے ایسا ہے جیسے جسم و دل کا کہ کوئی کسی سے جدا نہیں ہو سکتا"۔

اس موقع پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ کے ایک گرامی نامہ کی چند سطور کو ذکر کر دیا جائے فرماتے ہیں:

"بعض جہلا جو کہہ دیا کرتے ہیں کہ شریعت اور ہے اور طریقت اور ہے، محض ان کی کم فہمی ہے طریقت بے شریعت خدا کے گھر مقبول نہیں، صفائی قلب کفار کو بھی حاصل ہوتی ہے، قلب کا حال مثل آئینہ کے ہے، آئینہ زنگ آلود ہے تو پیشاب سے بھی صاف ہو جاتا ہے اور عرق گلاب سے بھی صاف ہو جاتا ہے، لیکن فرق نجاست اور طہارت کا ہے۔ ولی اللہ کو پہچاننے کے لیے اتباعِ سنت کسوٹی ہے جو متبع سنت ہے وہ اللہ کا دوست ہے اور اگر مبتدع ہے تو محض بیہودہ ہے خرق عادات تو دجال سے بھی ہوں گے"۔

تو معلوم ہوا کہ تصوف اور طریقت یہ شریعت سے علیحدہ کوئی چیز نہیں ہے بلکہ شریعت ہی کا ایک جز ایسا ہے کہ بغیر اس کے ظاہر کی تکمیل نہیں ہو سکتی۔ حضرت امام مالکؒ فرماتے ہیں:

من تفقه ولم یتصوف فقد تفسق ومن تصوف ولم یتفقه فقد تزندق ومن جمع بینهما فقد تحقق (مرقات ص ۳۱۳، ج ۱)

"جس نے علم فقہ حاصل کیا اور تصوف نہیں سیکھا تو وہ فاسق ہو گیا اور جس نے تصوف کو حاصل کیا اور مسائل دینیہ کو نہیں سیکھا تو وہ بے دین ہو گیا، اور جس نے دونوں حاصل کیا وہ محقق ہو گیا"۔

ظاہر و باطن دونوں ہی درست ہونا چاہئے:

غرضیکہ ظاہر بھی درست ہو اور باطن بھی درست ہو۔ دونوں کے متعلق شریعت کے جو احکام ہیں ان کے موافق معاملہ کیا جائے اور پوری پوری شریعت کی اتباع کی جائے۔ یہی توجہ الی اللہ کا حاصل ہے کہ جس سے دنیا کی محبت کا بھی علاج ہے اور اس سے انسان کو سکون واطمینان بھی حاصل ہو گا۔ سکون نہ ہونے کے اسباب اندر اور باہر کی خرابی ہے، اگر سب ٹھیک ہو تو سکون حاصل ہو گا۔ جن لوگوں کے ظاہر و باطن سب درست ہو جاتے ہیں ایسے حضرات کو ولی اللہ اور بزرگ کہا جاتا ہے ان ہی لوگوں کو حقیقی سکون نصیب ہوتا ہے۔

دل باغ و بہار کب ہو گا:

کیونکہ سکون احکامِ ظاہر و باطن کی اطاعت ہی سے حاصل ہوتا ہے۔ دیکھئے کوئی گندی جگہ ہو تو اس کو اگر چاہتے ہیں، کہ وہ جگہ اچھی اور بھلی ہو جائے تو اس کے لیے دو کام کرنا پڑیں گے، ایک تو غیر مناسب چیزوں کو وہاں سے نکال دیا جائے اس کی گندگی کو صاف کر دیا جائے، کوڑا کرکٹ نکال کر پھینک دیا جائے دوسرے یہ کہ مناسب چیزوں کو داخل کر لیا جائے کہ پانی وغیرہ دے کر اس کے نشیب وفراز کو درست کر دیا جائے اور اس کے اندر پھول پتیاں لگا کر مزین کر دیا جائے۔ اب ان دونوں کاموں کی وجہ سے وہی جگہ سیر و تفریح اور دل خوش کرنے والی بن جائے گی۔ اسی طرح دل سے نامناسب چیزوں کو نکال دیا جائے مثلاً کسی کے اندر بغض، حسد، یا بخل وغیرہ کی بیماری کی وجہ سے گندگی پیدا ہو گئی ہے اب اس گندگی کو ہمت کر کے نکال دیا جائے اور اچھی اور محمود چیزیں مثلاً صبر، تقویٰ، خشیت، عاجزی، انکساری، خلوص و محبت سے آراستہ کیا جائے تو دل باغ و بہار کا خزانہ ہو جائے گا۔

ذکر میں حیات قلب کی تاثیر ہے:

اور اسی کے سکون سے سارے بدن کو سکون حاصل ہو جائے گا۔ دل کے سکون کے لیے اللہ کا ذکر ہے اس بات کی طرف حق تعالیٰ نے متوجہ فرمایا ہے۔

اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ (پ ۱۳ ع ۱۰)

"سمجھ لو کہ اللہ کے ذکر ہی سے دلوں کو اطمینان ہو جاتا ہے"۔

(بقیہ صفحہ ۱۳ پر)

بزرگوں سے اصلاحی تعلق قائم کیجیے!

مفتی تنظیم عالم قاسمی

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا ایک مقصد قرآن کریم نے تزکیۂ قلب بیان کیا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

هُوَ الَّذِىْ بَعَثَ فِى الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ(الجمعۃ:۲)

''وہی ہے وہ ذات جس نے ان پڑھوں میں انہی میں کا ایک رسول بھیجا جو ان کے سامنے اس کی آیتوں کو پڑھ کر سناتا ہے، ان کا تزکیہ کرتا ہے اور ان کو کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے''۔

تزکیۂ قلب 'دل کی پاکی کو کہا جاتا ہے یعنی انسان کے دل ودماغ کو بے حیائی اور دنیوی آلائشوں سے پاک کرکے اس میں خوفِ آخرت اور اللہ کی محبت پیدا کی جائے۔ عام طور پر انسانی نفوس کا رجحان ان چیزوں کی طرف ہوتا ہے جو شریعت کے خلاف ہیں۔ جن میں نفس کو لطف اور مزہ آتا ہے۔ ان رجحانات کو موڑ کر نفس کو رشد وہدایت اور خیر پر لگانے کی محنتوں کو تصوف وسلوک اور تزکیہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ شریعت میں تزکیے کی بڑی اہمیت ہے، اس لیے کہ اگر انسان کا دل پاک ہو جائے، سوچ وفکر قرآنی اصول کے سانچے میں ڈھل جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ معاشرہ صالح اور نیک نہ ہو۔ زناکاری، شراب نوشی، ظلم وزیادتی، چوری، ڈاکہ زنی اور ہزار طرح کے جرائم اس لیے وجود میں آتے ہیں کہ دل میں اللہ کا خوف ہے اور نہ آخرت پر یقین۔ خدا کی قدرت اور وجود کا تصور بلاشبہ بڑے سے بڑے گناہ کے عادی انسان کے ہاتھوں غیر مرئی ہتھکڑیاں اور پاؤں میں بیڑیاں لگا دیتا ہے۔ پھر وہ اس طرح سنور جاتا ہے کہ رات کے سناٹے میں بھی اس کا ذہن کسی برائی کی طرف نہیں جاتا، دولت کے خزانے میں بھی رہ کر دل میں خیانت کا تصور نہیں آتا۔ بے حیائی کے تمام اسباب ووسائل موجود ہوں، پھر بھی طبیعت اس پر آمادہ نہیں ہوتی۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن نے تزکیۂ قلب پر بڑا زور دیا ہے۔

سورہ الاعلیٰ آیت ۱۴ میں ارشاد فرمایا گیا:

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى

''تحقیق کہ وہ شخص کامیاب ہو گیا جس نے اپنا تزکیہ کیا''

یہی مفہوم سورۃ الشمس آیت ۹ میں ان کلمات میں بیان کیا گیا:

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا

''بلاشبہ وہ آدمی کامیاب ہو گیا جس نے اپنے نفس کو سنوارا اور ناکام ہوا جس نے اس کو خاک میں ملایا یعنی خواہشات نفس کی پیروی کی''۔

ان دونوں آیات میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کامیابی اور فوز وصلاح تزکیۂ قلب کے ساتھ مربوط ہے، دل پاک وصاف ہے تو اخروی نعمتیں استقبال کریں گی۔ دنیا میں سکون واطمینان، رعب ودبدبہ، عزت اور بلند مقام تو حاصل ہو گا ہی اسی کے ساتھ جنت کی ابدی راحت رساں چیزیں سامنے حاضر ہوں گی۔ وہ جب اور جس طرح چاہے گا کھائے گا اور مزے لے گا، اللہ کی رضامندی اس کو مکمل طور پر حاصل ہو گی۔

عرب قوم جس کے درمیان رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی تھی، پلے بڑھے اور جوان ہوئے، یقیناً وہ ایک خوں خوار اور جنگ جُو قوم تھی۔ تہذیب وتمدن سے نابلد، برائیوں کے خوگر، معرفت الٰہی سے کوسوں دور اور طبیعت کے اعتبار سے انتہائی سخت اجڈ اور گنوار تھی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر کرم نے ان کو ایسا بدلا کہ ساری دنیا کے لیے وہ ہدایت کے چراغ بن گئے۔ جو پہلے گنوار تھے مہذب بن گئے، مشرک تھے موحد ہو گئے، سخت تھے نرم ہو گئے، جو پہلے بے حیثیت تھے وہ دنیا کے امام بن گئے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ کو صدیقیت کا مقام نہ ملتا اگر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت نصیب نہ ہوتی، حضرت عمر فاروقؓ کو فاروق، حضرت عثمان غنیؓ کو غنی اور ذوالنورین (دو روشنی والے) اور حضرت علیؓ کو شیر خدا کا خطاب اور اعزاز 'رسولِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اور محبت کا اثر ہے۔ حضرت بلال حبشیؓ اور حضرت سلمان فارسیؓ عرب کے باہر سے تشریف لائے، کوئی تعارف اور سناشائی نہیں، پہلے غلام تھے لیکن اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت وصحبت نے انہیں وہ مقام عطا کیا کہ تمام مسلمانوں کے وہ چہیتے اور سردار بن گئے۔ بقول کسی شاعر

خود نہ تھے جو راہ پہ اوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مُردوں کو مسیحا کر دیا

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صحابہؓ، تابعین، تبع تابعین اور پھر اولیاء اللہ اور بزرگانِ دین کی مجالس اور صحبت میں وہ تاثیر پائی جاتی ہے جس سے سخت سے سخت انسان کا دل بھی موم بن جاتا ہے۔ اللہ کا خوف اور آخرت کی تڑپ پیدا ہوتی ہے، انسانوں کے اندر تکبر ہے، حسد ہے، بغض ہے، حب دنیا ہے، آخرت سے بے فکری ہے، گناہوں سے دلچسپی ہے۔ اس طرح کے تمام گندے اوصاف شیطانوں کے مکر وفریب اور ان کے بہکاوے سے پیدا ہوتے ہیں۔ صلحا اور بزرگان دین مدتوں ریاضت سے جن کے نفوس منجھے ہوئے ہوتے ہیں، وہ شیطان کے مکر وفریب کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ ان بزرگوں کی صحبت جو اختیار کرتا ہے اور ان کے توسط سے جو ہدایت حاصل کرنا چاہتا ہے یہ نفوسِ قدسیہ ان کو شیطان اور نفس سے بچنے کی تدبیریں بتاتے ہیں۔ اگر ان کی ہدایات پر عمل کیا جائے تو بہت جلد

نفس کے عیوب اور رزائل کا ازالہ ہو جاتا ہے اور ان کی فیضِ صحبت سے انسان اخلاقِ فاضلہ، معرفتِ الٰہی، خوفِ خدا، آخرت کی طرف رغبت کی صفات سے متصف ہوتا ہے۔ پھر وہ کہیں بھی رہے اللہ کی قوتِ گرفت کا احساس ہمیشہ ساتھ رہتا ہے۔ اس کو صوفیا کی اصطلاح میں تصوف و سلوک کہا جاتا ہے۔ تصوف و سلوک اور تزکیۂ قلب دونوں ایک چیز ہے، جب دل پاک ہوگا تو خود بخود اللہ کی طرف میلان بڑھے گا، خدا سے قرب دل کی صالحیت پر موقوف ہے۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریاؒ سے کسی نے پوچھا کہ یہ تصوف کیا بلا ہے؟ حضرت نے فرمایا:

''اس کی ابتدا ''انما الأعمال بالنیات'' (اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے)

سے ہے اور انتہا ''أن تعبد اللہ کأنّک تراہ'' (اللہ کی اس طرح عبادت کرو

کہ گویا تم اسے دیکھ رہے ہو) پر ہے''۔

بظاہر یہ صرف دو جملے ہیں مگر تصوف و سلوک کا خلاصہ اس میں بیان کر دیا گیا ہے۔ یعنی انسان ہزار عمل کرے، اگر نیت درست نہیں ہے تو کوئی بھی عمل مفید نہیں۔ اس لیے تصوف کے طالب علم کو سب سے پہلے تصحیح نیت کی ترغیب دی جاتی ہے۔ یہاں سے اس کے سفر کا آغاز ہوتا ہے، جب نیت درست ہو گئی تو اللہ کی رحمتوں کا نزول شروع ہو جاتا ہے۔ معرفتِ الٰہی کا یہ راستہ انسان کو اس مرتبہ تک پہنچا دیتا ہے کہ عبادت کرتے ہوئے معبود کو گویا وہ اپنی نظروں سے دیکھ رہا ہے۔ کسی کو جب یہ مقام حاصل ہو جائے تو پھر اس کی شرافت و سعادت کا کیا کہنا۔ تصوف کا مقصود اصلی شریعت پر چلنا ہے، شریعت کو چھوڑ کر طریقت کی کوئی حیثیت نہیں۔ حضرات مشائخ نے جو اصلاح نفس کے لیے کچھ تدبیریں اور طریقے تجویز کیے ہیں یہ مقاصد نہیں، وسائل ہیں۔ ان کی صحبت اور نظروں میں رہ کر آدمی 'کامل انسان' بنتا ہے جس کا خدا نے حکم دیا ہے اور شریعت میں جو مطلوب و مقصود ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ پہلے کے مقابلے میں آج مصروفیت بڑھتی جا رہی ہے، وقت تنگ ہو گیا ہے۔ لوگوں کو اتنی فرصت نہیں کہ از خود تصوف و سلوک کی راہ پر چل کر کامیابی حاصل کریں۔ یہ ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے، اس لیے بہتر یہ ہے کہ اہل دل علما، صلحا اور اولیاء اللہ سے اصلاحی تعلق قائم کیا جائے، ان کی رہ نمائی اور قرآن و سنت کی روشنی میں دیے گئے خطوط پر عمل آوری سے ایک شخص بہت جلد اس راہ کی مسافت کو طے کر سکتا ہے۔ جب بھی وقت ملے فرصت پا کر بزرگانِ دین کی مجالس سے استفادہ کرنا چاہیے۔ اللہ کے ولی کا اللہ سے بڑا قرب ہوتا ہے، ان کے مجاہدہ و ریاضت کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ان کی مجالس، صحبت اور نظروں میں تاثیر رکھی ہے، جو محض مطالعہ، وعظ و تقریر، مال و زر یا شخصی محنت سے حاصل نہیں ہو سکتی۔

مشہور شاعر اکبر الٰہ آبادی نے اس مفہوم کو اس طرح ادا کیا ہے۔

؎ نہ کتابوں سے نہ وعظوں سے نہ زر سے پیدا

دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

شیخ العرب والعجم حضرت اقدس مولانا حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہ نے ایک موقع پر فرمایا:

''آج ہمارا حال مختلف ہے، اللہ والوں کی مجلس سے ہم بھاگتے ہیں۔ ہم جس ماحول میں رہتے ہیں وہ گناہ و عصیان کا ماحول ہے۔ گرد و پیش سے عام انسان تو عام انسان ہے، ''ولی'' بھی متاثر ہو جاتا ہے، سنیما اور گانوں کی آواز، دنیا کی فحاشی یہ سب کچھ انسان کو متاثر کرتے ہیں۔ صحابہؓ کا عاد و ثمود کی بستی سے جب گزر ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منہ چھپا لیا اور صحابہ کو جلدی سے گزر جانے کے لیے فرمایا۔ دیکھئے ماحول کا اثر، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ میں کس قدر اہمیت کا حامل ہے، اگر اثر کا خوف نہ ہوتا تو جلدی سے کیوں گزرتے؟ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ برے ماحول سے کٹ کر اللہ والوں کی مجلس میں بیٹھو، نورانیت پیدا ہو گی اور اچھے اثرات پڑیں گے''۔

(باتیں ان کی یاد رہیں گی صفحہ ۳۵، از مولانا محمد رضوان القاسمیؒ)

یہ واقعہ ہے کہ انسان جس طرح کی صحبت اختیار کرتا ہے، مزاج، طبیعت، رجحان ویسے ہی بن جاتے ہیں۔ بزرگوں کی صحبت میں اگر کوئی مکمل بزرگی اختیار نہ بھی کرے، پھر بھی کچھ دیر کے لیے ہی سہی ضرور اس کے دل میں آخرت کی فکر پیدا ہو گی۔ اسے اپنے گناہوں پر شرمندگی محسوس ہو گی اور دل میں اللہ کا خوف پیدا ہو گا۔ بزرگوں کی نظر میں وہ کیمیائی اثر ہے جو بہت جلد انسان کو متاثر کرتا ہے، گنہگار اپنے گناہوں سے توبہ کر لیتے ہیں اور نیکو کار کی رفتارِ عمل دوچند ہو جاتی ہے۔ حضرت والا مولانا حکیم محمد اختر صاحب رحمہ اللہ نے اس کی چار وجوہات بیان کی ہیں جو یقیناً پڑھنے کے قابل ہیں۔ ایک موقع پر فرمایا:

''اہل اللہ کی صحبت اختیار کیجیے ان کی صحبت بابرکت سے چار وجہوں سے فیض حاصل ہوتا ہے:

پہلی وجہ نقل ہے، یعنی انسان اپنی فطرت کے اعتبار سے نقال واقع ہوا ہے، جب آپ اہل اللہ کی صحبت میں رہیں گے اور شب و روز ان کے طریقۂ مناجات، ان کے طریقۂ فریاد ان کے آداب و اخلاق اور خدا کے حضور ان کے رونے اور گڑگڑانے اور نالۂ نیم شبی کو دیکھیں گے تو ممکن نہیں کہ آپ ان صفاتِ عالیہ کو اپنے اندر جذب کرنے کی کوشش نہ کریں۔ آپ کی نقال طبیعت یقیناً ان اعمال میں نقل کی سعی کرے گی۔

دوسری وجہ صحبت کی عام برکت ہے۔ اگر کوئی اہل اللہ کی صحبت میں بغیر کسی خاص ذہن و فکر کے آئے اور کوئی غرض بھی ہو جب بھی وہ اس کی

برکت محسوس کرے گا۔ اور آہستہ آہستہ ان کی مقناطیسی شخصیت اپنی طرف کھینچتی رہے گی۔

تیسری وجہ معرفت ہے۔یعنی ان کی صحبت سے اللہ کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔ نفس اور شیطان سے مقابلہ کرتے ہوئے اسے کس طرح مغلوب کیا جائے؟ان کی صحبت سے اس کا فن آتا ہے۔ نفسانی اور شیطانی مکر وفریب سے ایک انسان خوب واقف ہو جاتااور ان سے بچنے کی تدبیروں سے اچھی طرح آگاہ ہو جاتا ہے۔

چوتھی وجہ دعا ہے، یعنی یہ جہاں ساری اُمت کے لیے دعا کرتے ہیں وہاں خصوصیت کے ساتھ اپنے متعلقین اور مردوں کے لیے دعا کرتے ہیں۔ بارگاہِ الٰہی میں ان کی مخلصانہ دعا بہر حال قبولیت کی تاثیر رکھتی ہے۔

ان چار وجوہ کے علاوہ مولانا رومیؒ ایک اور وجہ بیان کرتے ہیں۔ وہ یہ کہ دلوں میں سے دلوں میں خفیہ راستے ہوتے ہیں۔ غیر مرئی طور پر اللہ والوں کے دلوں کی ایمانی طاقت ان کے ہم نشینوں پر اثر کرتی ہے۔ اور ان کے طاقت وریقین کا نور ان کے جلیسوں کے ضعیف اور کمزور یقین کو توانائی بخشتا اور نورانی بناتا رہتا ہے۔

مولانا رومیؒ اس کی مثال دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ دیکھو، دو چراغ ہوتے ہیں، ان کا وجود اور جسم ایک دوسرے سے الگ ہوتا ہے مگر فضا میں دونوں کے نور ایک ہوتے ہیں، ان میں کوئی علیحدگی نہیں ہوتی۔ اسی طرح اللہ والے کا جسم اور تمہارا جسم تو الگ الگ ہے مگر ان کے دل کا نور تمہارے ضعیف نور کو کامل کر دے گا اور درمیان میں جسم حائل نہیں ہو سکے گا''۔

(باتیں ان کی یاد رہیں گی صفحہ ۱۳۸)

لیکن واضح رہے کہ کسی بھی مرشد اور اللہ کے ولی کی صحبت سے اسی وقت فائدہ ہو سکتا ہے جب کہ استفادے کی سچی تڑپ ہو۔ اس کے لیے ان بزرگوں کے کڑوے کسیلے جملے بھی سننے کے لیے اپنے آپ کو آمادہ کرنا ہوگا۔ طالب علم اگر معلّم کی سختی برداشت نہ کرے تو علم حاصل نہیں ہو سکتا۔ تصوف کی کتابوں کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ جن لوگوں نے اپنے کو کسی کامل اور ماہر کے حوالے کیا، ان کی حالت ہی بدل گئی۔

حضرت خواجہ عزیز الحسن صاحب مجذوبؒ جب خانقاہ تھانہ بھون میں تھے، کچھ بے اصولی کی بنا پر حضرت حکیم الامت مولانا تھانویؒ نے حضرت خواجہ صاحبؒ کو خانقاہ سے نکال دیا۔ ان کے اندر سچی تڑپ اور محبت تھی۔ یہ پھاٹک سے نکل کر فٹ پاتھ پر لیٹ گئے۔ لوگوں نے ان سے کہا کہ آپ کو حضرت تھانویؒ نے جب نکال دیا ہے تو اب آپ اپنے گھر چلے جائیے۔ حضرت خواجہ صاحبؒ نے فرمایا کہ یہ تو ان کی جگہ نہیں ہے، یہ جگہ تو سرکاری ہے، میں یہاں سے کیوں چلا جاؤں اور ایک شعر پڑھا کرتے کہ

؎ اُدھر وہ دَر نہ کھولیں گے　　اِدھر میں دَر نہ چھوڑوں گا
حکومت اپنی اپنی ہے　　کہیں اُن کی، کہیں میری

غرض کہ حضرت خواجہ صاحبؒ پر حضرت تھانویؒ کو پھر ترس آیا کہ بے چارے کے اندر سچی طلب ہے۔ پھر چند ہی دنوں کے بعد جب تاجِ خلافت لیے ہوئے خانقاہ سے نکل رہے تھے تو یوں فرماتے ہوئے گئے کہ

؎ نقش بتاں مٹا یاد کھایا جمالِ حق
آنکھوں کو آنکھ دل کو میرے دل بنادیا
آہن کو سوزِ دل سے کیا نرم آپ نے
ناآشنائے درد کو بسمل بنادیا
مجذوب در سے جارہا دامن بھرے ہوئے
صد شکر حق نے آپ کا سائل بنادیا

حضرت خواجہ عزیز الحسنؒ، حضرت تھانویؒ کے معتمد اور مخصوص خلفا میں سے ہیں۔ انھوں نے حضرت تھانویؒ کے انتقال کے بعد تین جلدوں میں ''اشرف السوانح'' کے نام سے کتاب تصنیف کی، جس کو پہلی مرتبہ مکتبہ تالیفات اشرفیہ تھانہ بھون ضلع مظفر نگر نے شائع کیا ہے۔ یہ کتاب حضرت تھانویؒ کی سیرت پر ہے جو ان کی سیرت پر لکھی گئی تمام کتابوں میں کلید کی حیثیت رکھتی ہے۔ خواجہ عزیز الحسنؒ کو سچی تڑپ تھی، اس لیے گیٹ کے باہر نکالے جانے پر بھی اپنے مرشد کا دامن نہیں چھوڑا، اگر وہ برہم ہو کر یا عزت نفس کا پاس و لحاظ رکھتے ہوئے حضرت تھانویؒ کا در چھوڑ کر چلے جاتے تو انہیں خلافت ملتی اور نہ ہی یہ اعزاز حاصل ہوتا۔

بعض لوگ یہ کہہ کر اس مسئلہ کو نظر انداز کر دیتے ہیں کہ اب ویسے بزرگ کہاں جو پہلے تھے۔ چاہنے کے باوجود بھی اولیاء اللہ کی صحبت آج میسر نہیں، یہ سوچ سراسر شیطانی دھوکہ ہے۔ یاد رکھنا چاہیے کہ اولیاء اللہ اور صلحاہر زمانے میں ہوتے رہے ہیں اور قیامت تک ہوتے رہیں گے، سورہ توبہ آیت ۱۱۹ میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ہدایت دی ہے کہ وہ اللہ سے ڈرتے رہیں اور صادقین کی صحبت اختیار کریں۔

اگر سچے لوگ ہر زمانے میں پیدا نہ کیے جائیں تو یہ ایسا حکم ہوا جس کی تکمیل پر انسان قادر نہیں، اور ایسا حکم ایک کامل حکیم کی طرف سے نہیں دیا جا سکتا۔ اس لیے معلوم ہوا کہ صادقین، صلحا، اولیاء اللہ کا وجود ہر زمانے میں رہے گا، ان کو ڈھونڈنا اور سچی تڑپ کے ذریعہ ان تک پہنچنا ہماری ذمہ داری ہے۔

(بقیہ صفحہ ۱۳پر)

وقت آن پہنچا ہے کہ پندرہ سالہ جہاد کے ثمرات سمیٹے جائیں

عیدالاضحیٰ کی مناسبت سے عالی قدر امیر المؤمنین شیخ الحدیث ہیبت اللہ اخندزادہ حفظہ اللہ کا پیغام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ واللہ اکبر، اللہ اکبر و للہ الحمد

الحمد لله الذي أنعم علينا بنعمةِ الإيمان والإسلام، حيث أنزل علينا خيرَ كُتبه، وأرسل إلينا أفضلَ رسُلُه، وشرع لنا أفضلَ شرائع دينه، له الحمد كلُّه، وبيده الخير كلُّه، وإليه يُرجع الأمر كلُّه، يخلق ما يشاء ويختار، ما كان لنا الخِيَرة، سبحانه له الحمدُ في الأولى والآخرة، وله الحكم وإليه ترجعون. وأشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له، وأشهد أنّ محمدًا عبده ورسوله، بلّغ الرسالة، وأدّى الأمانة، ونصح الأمّة، وجاهد في الله حقّ جهاده، فصلوات ربي وسلامهُ عليه، وعلى آله الطيبين الطاهرين، وعلى أصحابه والتابعين ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين. وبعد:

فقد قال الله تعالى: فصل لربك وانحر. صدق الله العلي العظیم

مؤمن ہم وطنو اور دنیا کے گوشے گوشے میں ہم عقیدہ بہن بھائیو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ صحت، عافیت اور سعادت کی زندگی گزار رہے ہوں گے۔ آپ کو بقر عید (عیدالاضحیٰ) کی مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالی آپ کی تمام عبادات، قربانیاں، صدقات اور اللہ تعالی کی رضا کی خاطر انجام دیے جانے والے اعمال کو قبول فرمائیں۔

عیدالاضحیٰ کی مبارک باد کے ساتھ تمام مجاہد عوام اور بالخصوص راہِ حق کے مجاہدین کو ان فتوحات کی مبارک باد دیتا ہوں، جو حالیہ دنوں میں اللہ تعالی نے اپنے خصوصی فضل و نصرت، مجاہدین کی قربانی اور عوام کے تعاون سے جہادی صف پر مرحمت فرمائیں اور دشمن کی ہر قسم زور آزمائی، بیرونی افواج کی کثرت اور مختلف طیاروں کے فضائی حملوں کے باوجود ملک کے مختلف صوبوں میں بیش تر اضلاع اور علاقے دشمن کے وجود سے پاک ہو گئے اور وہاں الحمدللہ امارت اسلامیہ کے سفید جھنڈے لہرا رہے ہیں!

مجاہد بھائیو! اگرچہ جارحیت کے ابتدائی سالوں میں ہماری ذمہ داری صرف دشمن کے خلاف قتال اور مقابلہ تھا، لیکن اب چونکہ ملک کے بیش تر رقبے پر ہمارا کنٹرول ہے، وہ وقت آن پہنچا ہے کہ پندرہ سالہ جہاد کے ثمرات سمیٹے جائیں اور جہادی اہداف کو حاصل کیا جائے۔ جہاد کے عظیم اہداف اللہ تعالی کی زمین پر شریعت الٰہی کا نفاذ، استحکام، امن کی بحالی، سرحدوں کی حفاظت اور اہل وطن کے جان، مال، عزت اور تمام شعائر اللہ کا تحفظ اور ان کا دفاع شامل ہے۔

فوجی کمیشن کے ذمہ داران، گورنرز، عدالتی امور کے کارکنان، صوبائی کمیشنز کے اراکین، ضلعی سربراہان، جہادی کمانڈرز نیز تمام سویلین کمیشنز کے ذمہ داران ان مفتوحہ علاقوں میں امن اور انصاف کا استحکام، شریعت کا نفاذ، بہترین حکمرانی، دینی اور عصری علوم کی ترقی اور عامۃ الناس کی منفعت کے کاموں مثلاً راستوں، پلوں، صحت کے شعبے، پینے کے پانی، زراعت اور تجارت کی پیشترفت وغیرہ جیسے رفاہی امور پر خصوصی توجہ دیں۔ اس راہ میں جو بھی رکاوٹ ہو اس کا سدباب کرو، تاکہ مومن عوام 'شرعی حاکمیت کے زیر سایہ خوش حال، روشن اور غیر محتاج زندگی کی سعادت سے روشناس اور امن کی فضا میں سکون کا سانس لے سکیں۔

اس لیے کہ مجاہدین عظیم امتحان میں کامیاب ہو جائیں، تو انہیں خصوصی طور پر درج ذیل نکات کو ضرور متوجہ ہونا چاہیے:

- نیتیں خالصاً للہ فی اللہ ہوں۔
- تمام مجاہدین خود کو تقوی کی زینت سے آراستہ کریں۔
- اللہ تعالی کا شکر ادا کریں، جس نے جہاد کے مقدس فریضے کی توفیق دی۔
- عدل کریں، احسان کریں۔
- کبر، غرور، عجب، ظلم اور غداری سے اپنے آپ کو بچائیں۔
- قوم پرستی، علاقائی، لسانی اور دوست پرستی سے شدید گریز کریں۔
- امتیازات صرف اور صرف تقویٰ اور امانت داری کے بنیاد پر ہونے چاہئیں۔
- آپس میں اعتماد اور بھائی چارے کی فضا کو قائم کریں اور ایسی حرکات سے اپنے آپ کو بچائیں، جو آپس میں بے اعتمادی کو جنم دیں۔
- مجاہد بھائی اپنی صفوف میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضے کو ہرگز نظرانداز نہ کریں۔
- نمازیں باجماعت ادا کریں۔
- بیت المال میں خیانت سے اپنے آپ کو بچائیں۔
- شہدا اور قیدیوں کے اولادوں کی بہتر کفالت کریں، انہیں کبھی بھی فراموش اور نظر انداز نہ کریں۔
- اپنے کوچ کر جانے والے محبوب قائدین (مرحوم امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ اور شہید امیر المؤمنین ملا اختر محمد منصور رحمہ اللہ) کی شرعی پالیسی کو بھرپور قوت سے تھامے رہیں۔
- مسلمانوں کی خدمت، عوام کا سکون اور رفاہ عامہ کو ایک دینی خدمت کے طور پر عظیم مقصد تصور کریں۔ کیونکہ اللہ تعالی کے ہاں عوام کو فائدہ پہنچانا سب سے محبوب عمل ہے۔

عن ابن عمر رضي الله عنهما، أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: أحب الناس إلى الله أنفعهم، وأحب الأعمال إلى الله عزوجل سرور تدخله على مسلم، أو تكشف عنه كربة، أو تقضي عنه ديناً، أو تطرد عنه جوعاً، ولأن أمشي مع أخي المسلم في حاجة أحب إلي من أن أعتكف في المسجد شهراً. رواه الطبراني.

"حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اللہ تعالی کے ہاں محبوب ترین افراد میں سے وہ شخص ہے، جو عوام کو فائدہ پہنچائیں اور اللہ تعالی کے ہاں سب سے محبوب عمل یہ ہے کہ ایک مسلمان کے دل کو خوش کریں، یا ان کے اندیشے کو رفع کریں، یا ان کی طرف سے ان کے قرض کو ادا کریں، یا ان کے بھوک کو ختم کریں، یعنی انہیں کھانا کھلائیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں ایک مسلمان بھائی کیساتھ ان کی حاجت کو پورا کرنے کی خاطر جاؤ، یعنی ان سے تعاون کروں، اسے اس سے بہتر سمجھتا ہوں کہ میں مسجد النبوی میں ایک ماہ اعتکاف کی عبادت کروں"۔

- مجاہد بھائی اپنی صفوف کے تصفیہ پر خصوصی توجہ دیں۔
- بدکار، بدنام، عیاش، دنیاپرست اور بداخلاق افراد جو عوام کے ساتھ برا سلوک کرتے ہوں 'انہیں اپنی صفوف میں رہنے نہ دیں، تاکہ وہ عوام کی ایذارسانی کا سبب نہ بنیں۔
- علمائے کرام، مذہبی پیشواؤں، قومی عمائدین اور دیندار اہل نظر افراد سے مجاہدین تعلقات استوار کریں، ان سے مشورے لے اور ان کے تجربات سے فائدہ اٹھائیں۔
- عام مجاہدین کو فوجی اور عسکری ٹریننگ کے ساتھ مسلمانوں سے خوب برتاؤ، شہری نقصانات کی سد باب، عدالت کی تحفظ اور انسانی چال چلن کے شعبے میں بھی تربیت دیں اور وقتاً فوقتاً ان کے حقوق اور حیثیت کی تحفظ کے حصے میں لازمی ہدایات دیں۔
- جو افراد کابل کرپٹ انتظامیہ سے دست بردار یا قیدی بن جائیں، تو مجاہدین ان کے ساتھ بہتر سلوک کیا کریں۔

مجاہد بھائیوں کو میری ہدایت ہے کہ جہادی کارروائیوں کے ساتھ ساتھ دعوت اور دشمن کی صفوف سے وابستہ افراد کو مدعو ہونے پر بھی بھرپور توجہ دیں، اس راہ میں عام مجاہدین، دعوت وارشاد کے ذمہ داران، ثقافتی اور میڈیا کے شعبے سے وابستہ کارکن، اہل علم و قلم اور اہل لسان اشخاص کو چاہیے کہ اذہان کی تنویر اور دعوت پر خاص توجہ دیں اور اپنے مجاہدین اور نئی نسل کے تربیت کے ساتھ دشمن کی صف میں کھڑے افراد کے لیے ایسے پیغامات نشر کیا کریں، جن سے وہ جہادی صف کی سچائی اور کامیابی کو سمجھ پائیں۔ اپنی اسلامی اور غیور تاریخ سے باخبر ہو جائیں۔ غلامی اور محکومیت کے نقصانات سے آگاہ ہو جائیں اور استعماری لشکر میں ان کی موجودگی کو ایک نقصان دہ اور مہلک عمل کے طور پر بتلایا جائے۔

دنیا کے گوشے گوشے میں وہ مخیر حضرات جو امارت اسلامیہ سے تعاون کررہے ہیں اور اس جہادی صف کو مضبوط کرنے خواہاں ہیں، وہ علمائے کرام اور لکھاری جو ہمارے جہاد کی تائید اور حمایت کرتے ہیں، جنہوں نے ہمیشہ ہمیں اپنے نیک مشوروں سے نوازا اور ہمدردی کا اظہار کیا ہے اور خاص کر گزشتہ عرصہ میں مرحوم امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کی وفات اور امیر المومنین ملا اختر محمد منصور رحمہ اللہ کی شہادت کے سانحات کے دوران ہمارے ساتھ غم گساری کی تھی، ہم ان کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور اللہ تعالی سے دست بدعا ہوں کہ ان کے اس اخلاص کے بدلے انہیں اجر عظیم عطا فرمائیں۔

عیدالاضحیٰ کی اس مناسبت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ایک بار پھر ان افغانوں کو بتاتا ہوں، جو بیرونی استعمار کے فوجی اور سویلین شعبوں میں مصروف عمل ہیں، کہ ایک لمحہ کے لیے اپنے مؤقف کا از سر نو جائزہ لیں۔ انہیں سمجھنا چاہیے کہ افغانستان پر امریکہ اور اتحادیوں کا حملہ امت مسلمہ کے خلاف کافروں کی عالمی جنگ کا ایک حصہ ہے، جس کا ہدف حقیقی اسلامی نظام کا خاتمہ، اس کی جگہ اپنے تربیت یافتہ غلاموں کو برسراقتدار لانا اور اس اسلامی سرزمین میں اسلام مخالف مغربی قوانین، افکار، نظریات اور رسومات کو پھیلانا اور ترویج کروانا ہے' لٰہذا انہیں اپنے خطرناک کردار 'جو کہ استعماری جنگی صف کے ساتھی ہونے کے مترادف ہے' کے متعلق لازماً غور و خوض کرنا چاہیے۔ محارب کافروں کے ساتھ تعاون بدون شک 'اللہ تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام سے واضح مخالفت ہے۔ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ:

فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَن تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْيُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ:(النور: ٦٣)

"توجو لوگ ان کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں، ان کو ڈرنا چاہیے کہ ایسا نہ ہو کہ ان پر کوئی آفت پڑ جائے یا تکلیف دینے والا عذاب نازل ہو"۔

اسلامی ممالک اور دنیا کی حریت پسند اقوام کو میرا پیغام یہ ہے کہ ہماری جدوجہد کوئی غیر شرعی جنگ یا ناجائز اغراض پر مبنی بغاوت ہے اور نہ ہی شرعی فتویٰ کے بغیر محض جذبات کا اظہار ہے، بلکہ ہمارے ملک پر حملہ ہوا اور ہمارے عوام کے دین، فکر اور حریت پسند مزاج کے خلاف ایک اسلام دشمن، اجنبی پرور اور کٹھ پتلی نظام کو ٹینک، توپ اور طیارے کے بل بوتے پر ہمارے ملک پر مسلط کیا گیا ہے۔ اسلامی نظام اور ملک کی آزادی ہمارا مذہبی اور انسانی حق ہے۔ اسلامی ممالک اور دنیا کی آزاد اقوام کو چاہیے کہ اپنے فریضہ کے بنیاد پر ہمارے اس برحق موقف کی حمایت کریں اور ہمارے مظلوم عوام کی حمایت کرکے اپنی ذمہ داری ادا کریں۔ افغان مسئلہ کے حل کے لیے فوجی پالیسی کے ساتھ ساتھ امارت اسلامیہ سیاسی

جدوجہد بھی کر رہی ہے اور اس بارے میں دنیا اور دیگر تحریکوں سے تعلقات کی خاطر سیاسی دفتر کا انتخاب کیا گیا ہے۔ ہم دنیا کے ساتھ روابط چاہتے ہیں، کہ ہمارے بارے میں ان کے تشویش اور سوالات رفع ہو جائیں، تاکہ مستقبل میں اپنے ملک کو ضرر و نقصان سے محفوظ رکھ سکیں اور ہمارے ملک سے بھی کسی کو ضرر نہ پہنچے۔

دنیا کے بیش تر حصوں میں مسلمانوں پر طرح طرح کے مظالم ہو رہے ہیں، خاص کر شام میں مختلف ناموں سے عام مسلمانوں پر بم برس رہے ہیں۔ عوام کے گھر، مساجد، صحت اور تعلیمی مراکز ملیامیٹ ہو رہے ہیں۔ ہم ان مظالم کی شدید الفاظ میں مذمت کرتے ہیں اور دنیا بھر میں باضمیر افراد کو بتاتے ہیں کہ اس نوعیت کے مظالم کی روک تھام میں صدائیں بلند کریں۔ آج کمزور اقوام پر جو بے انصافی اور ناپرساں مظالم جاری ہیں، اگر ان کا سدباب نہ کیا گیا، تو نقصان سبھی کو پہنچے گا، کیونکہ ایک جانب ظالم اپنے مظالم اور زور کے استعمال کو جاری رکھے گا اور دوسری طرف مظلوم اپنے مظلومیت سے نجات اور انتقام کی غرض ہر وسیلے اور عمل کو اپنائے گا، جس کے نتیجے میں دنیا کا امن وامان مزید بگڑ جائے گا۔

آخر میں تمام صاحب ثروت اور مخیر بہن بھائیوں سے اپیل کرتا ہوں کہ عید کے ان مبارک ایام میں شہدا کے خاندانوں، قیدیوں اور ان کے خاندانوں، معذور، یتیم اور راہ حق کے محاذوں کے حقیقی محافظوں کے گھرانوں اور اولادوں کو بھی اپنی خوشیوں میں شریک کریں اور حسب توفیق ان کے ساتھ تعاون کریں۔

اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو۔

والسلام

امیر المؤمنین شیخ الحدیث ہیبت اللہ اخندزادہ حفظہ اللہ

زعیم امارت اسلامیہ افغانستان

۰۷/ذوالحجہ الحرام ۱۴۳۷ھ بمطابق ۰۹/اگست ۲۰۱۶ء

☆☆☆☆☆

بقیہ: اصلاحِ ظاہر و باطن

اللہ کے ذکر سے کبھی غافل نہیں ہونا چاہئے، ذکر کثرت سے کرنا چاہئے۔ ذکر کی خاصیت پانی کی سی ہے، درخت میں پانی ڈالتے رہنے سے درخت شاداب اور ہرا بھرا رہتا ہے۔ اسی طرح ذکر کے اہتمام سے قلب میں سکون واطمینان حاصل رہتا ہے اس کے اندر ہمت اور طاقت پیدا ہوتی ہے۔ نورِ ذکر کی برکت سے ذاکر اپنے قلب میں ایک خاص قسم کی تعلق مع اللہ کی کیفیت محسوس کرتا ہے جس کی وجہ سے احکام ظاہری و باطنی کی پابندی اور دوام علی الطاعت نصیب ہوتا ہے اس لیے روزانہ بلا ناغہ پابندی کے ساتھ کچھ نہ کچھ ذکر کا معمول رکھنا چاہئے۔ اہتمام اور توجہ سے ذکر کرنا چاہئے کسی دن بھی ناغہ نہ ہونا چاہئے اگر کسی دن وقت کم ہو تو جتنا بھی ہو سکے کچھ نہ کچھ ضرور ذکر کر لیا جائے۔

دوا کے ساتھ پرہیز بھی ضروری ہے:

لیکن دوا کے ساتھ پرہیز بھی ضرور ہے۔ کسی کو بخار ہے معالج اس کے لیے دوا تجویز کر دے، مریض اس دوا کو استعمال تو کرے مگر ساتھ میں شامی کباب اور پراٹھے بھی کھاتا رہے تو بتائیے اس بدپرہیزی میں دوا کیا کام کرے گی؟ بلکہ اس سے تو مرض اور بھی بڑھ جائے گا! اسی طرح سکون قلب کی دوا جو کہ ذکر ہے اس کے ساتھ گناہ کی بدپرہیزی بھی جاری رہے تو اس سے قلبی سکون کیسے حاصل ہوگا؟ اس لیے گناہوں سے بچنا ازبس ضروری ہے۔ بالخصوص اگر کسی سے بات چیت کرنا ہو تو اس میں فضول گفتگو سے بچنے کا اہتمام کیا جائے کیونکہ اس سے ذکر کے برکات نکل جاتے ہیں۔ زیادہ بات چیت کی عادت ڈالنے سے اکثر خلافِ واقعہ بات نکل جاتی ہے، کسی کی برائی کسی کی چغل خوری ہو جاتی ہے اور یہ سب سکون کو برباد کرنے والی ہیں۔

☆☆☆☆☆

بقیہ: بزرگوں سے اصلاحی تعلق قائم کیجیے

مولانا رومیؒ نے فرمایا کہ لیلیٰ کا جب انتقال ہوا تو مجنون کو خبر نہیں ہوئی تھی، بعد میں قبرستان پہنچا تو ہر قبر کی مٹی سونگھتا پھر رہا تھا۔ لیلیٰ کی قبر کی مٹی سونگھتے ہی وہ دیوانہ وار کہنے لگا "یہی ہے، یہی ہے۔" عشق و محبت کی بنیاد پر مٹی کی بو سونگھ کر اس نے لیلیٰ کی قبر کا پتہ لگا لیا۔ اسی طرح اگر کسی کو سچی پیاس اور تلاش ہو تو اللہ والوں کے جسموں کی خوشبو سونگھ کر اللہ والوں کو پہنچانا جاسکتا ہے۔ ہاں اس بات کا انکار نہیں کیا جاسکتا کہ زمانہ کے انحطاط کے ساتھ ولایت میں بھی انحطاط پیدا ہوا ہے، پہلے طالبین کامل تھے تو اولیاء اللہ جنید بغدادی اور حسن بصری کی شکل میں تھے، جب طلب صادق میں کمی آئی تو ولایت کا درجہ بھی کم ہوا، اس زمانہ میں اگر جنید بغدادی جیسا کوئی ولی ڈھونڈا جائے تو فضول ہوگا۔ ہمارے لیے آج جنید بغدادی وہ صلحا ہیں جن کی صحبت سے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت، آخرت کی فکر پیدا ہو، دنیا کی محبت کم ہونے لگے اور اعمال واخلاق درست ہونے لگے، اس سے سمجھ لینا چاہیے کہ یہ اللہ والا ہے۔ اس کی صحبت سے مجھے ضرور فائدہ ہوگا اور ایسے لوگوں کی آج بھی کمی نہیں، بعض بزرگوں نے اولیاء اللہ کی پہچان یہ بتائی ہے کہ وہ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق ہوں یعنی کسی کرامت کا ظہور بزرگی کے لیے لازم نہیں۔ فرائض وواجبات کے ساتھ مکمل طور پر سنت کی پابندی ولایت کو جانچنے کے لیے کافی ہے۔ بہر حال ولی کامل ہو یا ناقص ہم جیسے گناہ گاروں کے لیے ان کی صحبت اور نظر کرم فائدے سے خالی نہیں۔ کاش! مسلمان دنیاداروں سے اپنی نگاہ اور توجہ کو پھیر کر اہل اللہ اور صلحا کی طرف مرکوز کر دیں، ان کی صحبت اختیار کریں اور ان سے اصلاحی تعلق قائم کریں کہ اس کے بغیر اصلاح ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔

☆☆☆☆☆

ظالم کو مار گرانے والے!

شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ

معرکہ گیارہ ستمبر کے پندرہ سال مکمل ہونے پر 'ادارہ السحاب' نے ''اباۃ الضیم'' کے نام سے ایک دستاویزی فلم جاری کی، جس کا بنیادی مقصد گیارہ ستمبر کی مبارک کارروائیوں کی ڈیڑھ دہائی مکمل ہونے پر مرکزی امیر جماعت القاعدہ' شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ کی گفتگو پیش کرنا ہے...ذیل میں فلم میں موجود شیخ اسامہ رحمہ اللہ اور شیخ ایمن الظوہری حفظہ کے بیانات کے اقتباسات بھی قارئین کے لیے نقل کیے جارہے ہیں جب کہ شیخ ایمان الظواہری حفظہ اللہ کی مکمل گفتگو کا بھی اردو ترجمہ پیش کیا جارہا ہے[ادارہ]

شیخ اسامہ رحمہ اللہ تعالیٰ:

ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ دین کی نصرت کے لیے اٹھ کھڑا ہو اور کفار کو جزیرہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے نکالنے کے لیے اپنی قوت لگادے۔ رہا امریکہ تو میں اس سے اور اس کے حلیفوں سے چند جملے کہوں گا۔ میں اس عظیم رب کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس نے آسمان کو بغیر سہارے کے کھڑا کیا ہے کہ امریکہ اور اس میں رہنے والے لوگ امن کا خواب اس وقت تک نہیں دیکھ سکتے جب تک ہم فلسطین میں امن قائم نہ دیکھ لیں اور جب تک ہم جزیرۂ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے تمام کفری افواج کو نکال باہر نہ کریں۔ اللہ ہی بلند و برتر ہے اور اسلام کے لیے ہی تمام عزت ہے۔

شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ:

اللہ تعالیٰ 'لوگوں میں سے جس پر چاہتا ہے اپنا فضل فرماتا ہے اور جسے چاہتا ہے چُن لیتا ہے۔ وہ انسان کے دلوں کو دیکھتا اور نیتوں کو جانتا ہے اور پرھ اپنی فضل و رحمت کے ذریعے ان میں سے بہترین دلوں کا منتخب فرمالیتا ہے۔

معرکہ گیارہ ستمبر کے جاں باز جو اپنے گھروں سے نکلے اور انہوں نے اپنا جان ومال اللہ کی راہ میں قربان کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنا فضل کیا، انہوں نے اللہ کی مدد کے ساتھ اس فتح کو حاصل کیا۔

شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ کا تازہ بیان بعنوان ''ظالم کو مار گرانے والے!'' شروع ہوتا ہے:

بسم اللہ والحمدللہ والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ وآلہ وصحبہ ومن ولاہ

دنیا میں ہر جگہ موجود میرے مجاہد بھائیو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

امابعد!

نیویارک اور پنسلوانیا میں ہونے والے تاریخ کے مبارک غزوے کو پندرہ سال گزر چکے۔ اس غزوے سے امریکہ کی عسکری قوت ہل کر رہ گئی، اس کی بدولت دشمن کے سب سے بڑے اقتصادی مرکز میں تباہ و بربادی کی کیل ٹھونک دی گئی۔ اس معرکہ کے استشہادی جوان' وائٹ ہاؤس اور کانگرس کے مجرمین پر ہیبت طاری کرنے اور اُنہیں ہراساں کرنے میں پوری طرح کامیاب ہوئے۔

اس کارروائی نے پیہم جہاد میں مصروف امت مسلمہ اور لادین، مادیت پرست، صلیبی امت کے مابین ایک توازن قائم کردیا۔ سویت یونین پر قبضے کے بعد امریکہ یہ سمجھ بیٹھا تھا کہ اب وہ پوری دنیا اور خصوصاً مسلمانوں کو اپنا غلام بنا کر ان پر حکمرانی کرے گا لیکن اس مبارک واقعے نے امریکہ کے متکبر اور جابر چہرے کو نوچ ڈالا، اسے اس کی اصل اوقات یاد دلادی اور اسے جتلادیا کہ اس کی چال نہایت بودی ہے، بالکل اسی طرح جیسے رحمن کے دین کے مقابلے پر شیطان کی چال کمزور ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا سچا فرمان ہے:

الَّذِينَ آمَنُواْ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللّهِ وَالَّذِينَ كَفَرُواْ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ الطَّاغُوتِ فَقَاتِلُواْ أَوْلِيَاء الشَّيْطَانِ إِنَّ كَيْدَ الشَّيْطَانِ كَانَ ضَعِيفًا (النساء: ٧٦)

''مومنین اللہ کی راہ میں قتال کرتے ہیں اور کفار' طاغوت کی راہ میں قتال کرتے ہیں۔ پس تم شیاطین کے دوستوں سے جنگ کرو، بے شک شیطان کی چال کمزور ہے''۔

اس طمانچہ نے امریکی مجرموں کو یاد دلادیا کہ امت مسلم بیدار ہوچکی ہے اور ایک مرتبہ پھر اپنی بھرپور جہادی قوت کو بروئے کار لاکر اُبھر رہی ہے، ظلم کا دور گزر چکا ہے اور مجرموں کو اان کے جرائم کی قیمت بہر صورت چکانی ہوگی اور بفضلہ تعالیٰ ان قیمتوں میں سے ایک قیمت گیارہ ستمبر کی صورت میں اُنہیں چکانا پڑی۔ کفر کو لگنے والے اس زخم کے نقوش اَن مٹ ہیں اور اس کی تکلیف ہمیشہ رہنے والی ہے! یہ زخم ابھی تک رس رہے ہیں اور یقیناً کفر کو یہ صدمہ ہلادینا والا تھا! امریکہ اور اس کے حلیف اپنے اس زخم پر پردہ ڈالنے سے عاجز رہے اور اپنے عظیم نقصان کو چھپانے سے بھی معذور رہے۔ بے شک ایسا کرنا ان کے لیے ناممکن ہے اور باذن اللہ ان کی آنے والی نسلیں اس چوٹ کو بھول نہیں سکتیں!

کفر کو پہنچنے والی اس چوٹ کے ذریعے یہ بھی باور کروایا گیا کہ امت مسلمہ بھرپور طاقت و قوت کی حامل ہے تاکہ اپنی اسی قوت کے ذریعے دشمنوں کو مبہوت وخوف زدہ کرسکے، اُن پر مسلسل حملہ آور رہے اور مجرمین کے سامنے کسی صورت سر نہ جھکائے صورت نہ سر جھکائیں گے اور نہ ہی شکست تسلیم کریں گے۔ امت مسلم کے پاس یہ قوت اور صلاحیتیں ہیں جو کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ودیعت کردہ ہیں جن کے ذریعے وہ ظلم وعدوان کا مسکت جواب دے سکتی ہے! اور سرکشوں کو کہہ سکتی ہے کہ نہ تو تم ہمیں مغلوب کرسکتے ہو اور نہ

ہی ہمارے ارادے مضمحل کر سکتے ہو! اور ہم تمہارا اس وقت تک تعاقب کریں گے تا آنکہ تمہیں دہشت زدہ کریں یا تم باز آ جاؤ!

ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بیٹے ہیں جن کے بارے سیدنا حسان رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا:

یہ قوم جب جنگ کرتی ہے تو اپنے دشمن کو نقصان پہنچاتی ہے

اور جب نفع پہنچانا چاہے تو نفع پہنچاتی ہے

انہوں نے نیکی اور تقویٰ کے نبی کی اطاعت کی ہے

کبھی اس کی نصرت سے پیچھے ہوئے نہ دور ہٹے

ان کا قافلہ چلتا رہتا ہے

یہاں تک کہ اہل صلیب ان کے مطیع ہو جاتے ہیں

ان کی جنگ میں ایسی طاقت ہے جس کے سامنے

ہر چیز خس و خاشاک کی طرح بہہ جاتی ہے

ان سے دشمنی چھوڑ دو کہ ان کی جنگ

تمہیں پوری طرح برباد کرنے کی طاقت رکھتی ہے۔

اس قوم کی عزت کرو جس کے قائد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں

جب کہ باقی گروہوں نے اپنی خواہشات کو اپنا امام بنالیا ہے۔

ان غزوات کا مقصد مغربی، بے دین، سیکولر، الحادی طبقے صلیبی کو یہ یاد کرانا تھا کہ تم ہوش کے ناخن لو اور سوچو کہ تمہاری جنگ کس کے ساتھ ہے، کون تمہارے خلاف میدان قتال سجائے ہوئے ہے؟ زیادہ واضح الفاظ میں کہ تم سے کون جہاد کر رہا ہے؟

یہ امت مسلمہ ہے!

امت موحدہ ہے نا کہ امت مشرکہ!

یہ پختہ عقیدہ والی امت ہے نا کہ لذاتِ دنیا پر ریجھنے والی!

یہ جہاد کرنے والی امت ہے نا کہ تکبر و غرور کرنے والی!

یہ پاکیزگی اور اخلاق والی امت ہے نا کہ بد اخلاقی اور عریانیت میں ڈوبی ہوئی امت!

یہ عزت و شرف والی امت ہے نا کہ جھک جانے والی حقیر امت!

یہ عجز و انکساری سکھلانے والی کتاب 'قرآن کی حامل امت ہے نا کہ تحریف شدہ صحائف کی علم بردار امت؟

میرا یہ پیغام امریکہ کے لیے دوٹوک، واضح ہے اور کاٹ دار تلوار کی مانند ہے۔ گیارہ ستمبر کا مبارک معرکہ تمہارے جرائم کا جواب ہے جو تم ہم پر فلسطین، افغانستان، عراق، شام، مالی، صومال، یمن، مغربِ اسلامی اور مصر میں کرتے ہو۔ یہ بدلہ ہے 'مسلمان ممالک پر قبضہ کرنے، ان کے وسائل کو لوٹنے اور اپنے مسلط کیے ہوئے مجرم مفسدین کے ساتھ مل کر قتل عام کرنے کا!

تمہارے جرائم کی فہرست بہت طویل ہو چکی ہے اور گیارہ ستمبر جیسے واقعات ہزار بار ہوتے رہیں گے باذن اللہ۔ اور اگر تم باز نہ آؤ گے تو ہم قیامت تک تمہارا پیچھا کرتے رہیں گے۔ تم اپنے آپ کو کتنے بھی دھوکے میں رکھ لو، نتائج بڑے واضح، عیاں اور نمایاں ہیں اور مجاہدین روز بروز قوت پکڑ رہے ہیں۔ ان مبارک واقعات کے بعد جہادی انقلابات 'اللہ کے فضل سے پے در پے دنیا کے سامنے آ رہے ہیں، یہ سب ان مبارک عملیات سے پہلے نہیں تھا! اب تو مجاہدین تمہارے خلاف مغربی افریقہ سے لے کر مشرقی انڈونیشیا تک قتال کرتے رہیں گے!

یہ اللہ تعالیٰ کا تمام امت مسلمہ اور مجاہدین پر عموماً اور جماعت القاعدہ پر خصوصاً کرم و احسان ہے کہ اس نے انہیں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کے دفاع کا شرف بخشا اور فرانس اور بنگلہ دیش کے ذلیل گھٹیا لوگوں کو 'جو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت پر زبانیں دراز کرنے والے تھے' انہوں نے مجبور کیا کہ وہ عہد کریں کہ دوبارہ ایسی رذیل حرکت نہیں کریں گے اور اگر وہ دوبارہ ایسا کریں گے تو ہم بھی اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا پورا پورا انتقام لیں گے!

اے دنیا بھر کے مجاہدین کرام! یہ اللہ تعالیٰ کا مسلمانوں پر خاص فضل و کرم ہے کہ اس نے امام و مجددِ جہاد شیخ اسامہؒ، ان کے ساتھیوں اور ان کے رفقائے کار کو درج ذیل واضح منہج اختیار کرنے اور اسی کو اپنی کوششوں کا محور بنانے کی توفیق عطا فرمائی:

اول: ہبلِ عصر اور اُس کے اتحادیوں کو چوٹ لگانے پر تمام توجہ مرکوز رکھی جائے... امریکہ اور اس کے حواریوں پر کاری ضربیں لگائی جائیں اور معرکہ ان کی سرزمین پر منتقل کیا جائے۔ یہی آج کے مسلح جہاد میں اولین ترجیح ہے! واللہ اعلم۔

دوم: امارت اسلامی کی بیعت پر اکٹھے کیا جائے اور مسلمانوں کو اس پر ابھارا اور دعوت دی جائے۔

سوم: مسلمانوں کو انقلابیوں کی مدد کے لیے کھڑا کریں اور انہیں دعوت دیں کہ وہ اپنے انقلاب کو آگے بڑھائیں، حکومت شرعیہ کا مطالبہ کریں، امت کے علما کو تحریض دلائیں کہ وہ ایک امام، شوریٰ اور مجلس حل و عقد کا انتخاب کریں کیونکہ یہ امت مسلمہ ایک امت ہے اور اس کا حق ہے کہ یہ اپنے لیے امام منتخب کریں، اس کا محاسبہ کر سکیں اور اس کو (غیر شرعی اوامر و عوامل کے ارتکاب پر) معزول بھی کر سکیں۔

اے امت مسلم ہم آپ کو یاد دلاتے چلیں کہ آپ کے سروں پر مسلط حکمران امریکی اور مغربی لادین سیکولر طبقے سے اتحاد کیے بیٹھے ہیں، ان کے کاسہ لیس بنے ہوئے ہیں، ان کے آلہ کار ہیں۔

اے امت مسلمہ! یہ حقیقت پوری طرح واشگاف ہے کہ ان حکام سے تب تک خلاصی

ممکن نہیں جب تک ان سے کلی برأت نہ کی جائے اوران کے قبیح چہروں سے نقاب نوچ نہ ڈالیں جائیں۔اے امت مسلمہ !آپ نے ان کی پالیسیوں کے نتائج دیکھ ہی لیے ہیں جنہوں نے دین و دنیا کے خسارے کے سوا کچھ نہیں دیا۔آپ نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ انہوں نے شریعت کی پامالی کی ہے اور شریعت پر چلنے والوں کی عزت پامال کرتے ہوئے انہیں اندھیر کوٹھڑیوں میں پھینک دیا ہے۔اے امت مسلم ان سے چھٹکارا پانے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ ان کے خلاف عَلمِ جہاد بلند کیا جائے۔سچ یہی ہے کہ

کتاب رہ نمائی کرتی ہے اور تلوار فیصلہ کرتی ہے۔

اے امت مسلم تمہارے حقیقی محافظ تمہارے یہ مجاہد بیٹے ہیں جو تم سے کسی قسم کے اجر اور معاوضہ کے طلب گار نہیں، یہ اپنی جانوں کے نذرانے پیش کر رہے ہیں، یہ امت کے صلاح مشورے آپ کے سر پر کوئی حاکم بھی مسلط نہیں کرتے ، یہ دین کی نصرت کی خاطر اپنی دنیا ترک کر چکے ہیں ! ، یہ چاہتے ہیں کہ تمام امت خلافتِ راشدہ کے تحت ایک آزاد اور پرسکون زندگی بسر کر سکے۔جس کا ایک امام ہو ، جسے وہ خود منتخب کریں، جس سے وہ بازپرس بھی کر سکے ، جسے معزول بھی کر سکیں اور اس کے تحت متحد رہیں۔

یہ مجاہدین کتاب وسنت کی پیروی کرتے ہیں، خلفائے راشدین کے راستے پر چلتے ہیں اللہ ان سے راضی ہو۔یہ حجاج بن یوسف اور متکبر جابروں کے طریقہ اور طرز حکمرانی سے ڈراتے ہیں جو غلبہ کی کوشش میں لگے رہتے ہیں تاکہ شریعت کو پس پشت ڈالیں ، مسلمانوں کی تکفیر کریں، مسلمانوں کے خون کو حلال کریں اور امت کا حق چھین لیں۔

اے امت مسلمہ !'القاعدہ' جماعت سے پہلے ایک پیغام ہے۔ہمارا پیغام آپ کے نام پہنچ چکا ہے۔ہم کوشش کریں کہ یہ پاک صاف رہے ہر تحریف اور لالچ سے پاک رہے اور کسی کے حق پر زیادتی نہ ہو۔

اے مجاہدین اسلام ! متحد ہو جاؤ ،اس لادین صفوی صلیبی حملے کے مقابلے میں ایک دوسرے کے شانہ بشانہ کھڑے ہو جاؤ ، اگر ہم اس امریکی حملے کے خلاف متحد نہیں ہوں گے تو آخر کب متحد ہوں گے ؟

اے امت مسلمہ ! امریکہ کے ان کاسہ لیس حکمرانوں نے اسلامی لبادہ اوڑھ کر امت کی قربانیوں کے ثمرات کو چُرایا ہے ،انہوں نے آپ کو ذبح کے لیے پیش کر دیا ہے اور خونخوار بھیڑیوں کے لیے آپ کو آسان شکار بنا کر پیش کیا ہے۔اِنہوں نے خود تو گیدڑوں جیسی فطرت پائی ہے اور اپنے پیروکاروں کی بھی اسی گھٹیا نہج پر تربیت کی ہے ۔ گیدڑ کبھی بھیڑیوں سے نہیں لڑتے لیکن بھیڑیے گیدڑوں سے اتحاد کر کے شیروں کا مقابلہ کرتے ہیں ! امت کے شیر 'مرتد ، بدعنوان ، خائن ، بددیانت اور دغابازوں کی پناہ اور سہارے کی متمنی نہیں رہتے کہ جو دوسروں کی کمائی چوری کرتے ہیں اور نہ ہی ایسے لادین دساتیر کے تحت انتخابات کا حصہ بنتے ہیں ! امت کے شیر توحید کے پاک صاف ماحول میں ، جہاد کے خندقوں میں ، جنگ کے میدانوں میں رہتے ہیں۔

اے ہماری محبوب امت ! شیروں کی طرح اٹھ کھڑی ہو ، اپنی اولاد کی تربیت شیروں کی مانند کرو اور اُنہیں فطرتاً دلیر اور نڈر بناؤ۔

اے امریکہ کے گماشتو ! اس کے لشکر کے اتحادیو ! اس کے پیروکارو ! تمہارے ساتھ ہمارا معرکہ بہت طویل ہے ! تم ہم سے کسی صورت بھی بچ نہ پاؤ گے ! اور جنگ کو ذکی و فہیم افراد کے علاوہ کوئی نہیں سمجھ سکتا !

ہم نے اپنے فقہا سے یہ سیکھا ہے کہ کافرِ اصلی کے مقابل مرتد زیادہ بڑا مجرم ہے اور ہم نے اپنی شریعت سے سیکھا ہے کہ ہمارے دین کی دعوت صرف مسلمانوں کے لیے خاص نہیں ہے بلکہ یہ تو عام دعوت ہے۔اس لیے ہم ہر اس کمزور ، بے بس اور مظلوم سے جو اس دنیا میں رہتا ہے 'کہتے ہیں امریکہ ہی اصل مصیبت اور برائی کی جڑ ہے۔یہ تمام قوموں کے وسائل پر ڈاکہ ڈالنے والا ہے۔یہ اقوام کو مغلوب اور ذلیل کرنے والا ہے۔

مظلوم اقوام قانون و دستور کے دائروں کے اسیر رہ کر اپنے حقوق حاصل کرنے کی جتنی بھی کوششیں کر لیں

وہ تمام جدوجہد کا رِلا حاصل ہی رہے گی ! کیونکہ قانون گورے آقاؤں اور سفید فام اکثریت کے ہاتھ میں موم کی ناک کی مانند ہے وہ اسے جیسے چاہتے ہیں ادلتے بدلتے ہیں !

صرف اسلام ہی ہے ، جو ان کے سامنے رکاوٹ ڈالتا ہے !

وہی اسلام ، جس میں تشریع یعنی قانون سازی کا حق کسی اور کے لیے گوارا نہیں کرتے بلکہ تمام اپنے رب کی شریعت کے پاس فیصلے لے جاتے ہیں ؛

وہی شریعت ، جو ان کی اجناس اور رنگوں کے درمیان تمیز نہیں کرتی !

اے ابن عبداللہ آپ ہی کی وجہ سے تمام ہدایت والے ادیان میں آسان اور واضح دین قائم ہوا !

پس آپ نے اپنے بعد لوگوں کے لیے ایسی حکومت بنائی جس میں نہ ہی غریب لوگ ہیں اور نہ ہی امیر !

دین سراسر آسانی ہے اور خلافت بیعت ہے ، حکم آپس کے مشورہ سے ہے اور حقوق قضاء سے حل ہوتے ہیں !

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين، وصلى الله على سيدنا محمد وآله وصحبه وسلم۔

والسلام عليكم ورحمة الله وبركاته۔

☆☆☆☆☆

قرآن کا دفاع کون کرے گا؟

شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ

جماعت القاعدہ کے مرکزی امیر شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ کی ''فاتح امت کے نام مختصر پیغامات'' کے عنوان سے جاری کردہ بیانات کی پہلی قسط کا ترجمہ قارئین کے پیش خدمت ہے۔ شیخ حفظہ اللہ نے اس گفتگو میں اخوان المسلمین کی بانی شیخ حسن البناء شہید رحمہ اللہ سے لے کر حالیہ قیادت تک کی پالیسیوں اور منہج میں پائے جانے والے تناقض اور تعلیمات اسلامی سے مخالف اقدامات و عوامل کی نشان دہی کی ہے... لیکن ساتھ ہی ساتھ اُن کے تمام ترادب کو ملحوظ رکھا ہے اور کسی بھی طرح سے اُن کی تکفیر و تفسیق سے متعلق اشارتاً و کنایتاً بھی کوئی لفظ استعمال نہیں کیا۔ یہ فرق ہے داعیٔ جہاد اور امت کا درد رکھنے والی قیادت میں اور غلاۃ کے ٹولے میں' کہ جو بشری کمزوریوں، فہم کی غلطیوں اور شریعت کے عطا کردہ اعذار کو پس پشت ڈال ہر چھوٹی بڑی غلطی پر تکفیرِ عام کا تیشہ چلا دیتے ہیں اور امت کے حقیقی دشمنوں کی بجائے امت ہی کو کاٹ کھانے کو دوڑتے پھرتے ہیں! شیخ حفظہ اللہ کی یہ گفتگو اخوان کے بھائیوں کو ان کی غلطیوں پر متنبہ کرنے کے ساتھ ساتھ اُن کے سدھار کی طرف توجہ دلانے کی بھی ایک کوشش ہے۔(ادارہ)

الحمد للہ والصلوۃ والسلام علی رسول اللہ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

پوری دنیا میں بسنے والے میرے پیارے مسلمان بھائیو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

امابعد! میں اس گفتگو کی نشست کا آغاز 'عرب بہار' کے نام سے موسوم انقلابات کے سرسری جائزے سے کروں گا تاکہ ہم ان سے سبق حاصل کر سکیں۔ عرب بہار' جو مصر، تیونس اور یمن میں صحیح معنوں میں کامیاب نہ ہو سکی جب کہ لیبیا میں اس کے قطعی اور مکمل احوال کا علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے! مگر سرزمینِ شام میں یہ بہار' اللہ تعالیٰ کی تائید اور نصرت کی بدولت فتح کا سبب بن گئی، الحمدللہ! میں اپنی بات کو مختصر لیکن جامع انداز میں آپ کے گوش گزار کرتے ہوئے میں عرض کروں گا کہ مصر میں کیا معاملہ رہا کیونکہ وہاں جو کچھ بھی پیش آیا' وہ مسلمانوں کے اپنے اصل منہج سے ہٹنے، صلیبیوں کی جارحیت اور ظلم کو انتہائی صریح انداز میں واضح کرتا ہے۔ دوسری طرف مصر کے واقعے سے جو سبق حاصل ہوتا ہے اُسی تناظر میں ہم دوسرے علاقوں میں بھی اپنی حکمت عملی کو مرتب کر سکتے ہیں۔

یاد رکھیں کہ مصر میں جدوجہد کا آغاز نہ تو ۲۵ جنوری ۲۰۱۱ کو ہوا اور نہ ہی اس کا اختتام رابعۃ العدویہ، نہدہ اسکوائر اور ری پبلکن گارڈز کے ہیڈ کوارٹر میں ہونے والے قتل عام پر منتج ہوا۔ مصر میں جدوجہد کی داستان اس سے کہیں زیادہ پرانی ہے۔ اس جدوجہد کا آغاز ایک امام، مصلح اور شہید' حسن البناء رحمہ اللہ سے ہوتا ہے۔ اس دانش مند مبلغ نے نوجوانوں کو تفریحی کلبوں، بازاروں اور گمراہ صوفیا کے احاطوں سے نکالا اور انہیں ایسے منظم دستوں میں تبدیل کر دیا جو اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں۔ مگر دوسری طرف ان بڑے اہداف کے حصول کے ساتھ ساتھ اُن سے چند فاش غلطیاں بھی سرزد ہوئیں، جنہوں نے آگے چل کر غلط فہم اور سمجھ کو جنم دیا جس کے نتائج کسی طور بھی مثبت اور حوصلہ افزا نہیں رہے۔

شیخ حسن البناء رحمہ اللہ نے اپنی تحریک کا آغاز شاہ فواد کی حمایت کے ساتھ کیا۔ شاہ فواد کی حیثیت مصر کی تاریخ کے پہلے سیکولر آئین ۱۹۲۳ء کے مطابق ایک فاسق رہنما سے زیادہ نہیں تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ شاہ فواد برطانیہ کا اطاعت گزار آلہ کار بھی تھا جو اس وقت مصر پر قابض تھا۔ اس کے بعد اس کے اپنے حکم کے مطابق اس کا بیٹا فاروق تخت نشین ہوا، جس کی حسن البناء رحمہ اللہ نے کہیں زیادہ حمایت کی۔ جب اقتدار فاروق کے ہاتھ آیا تو شیخ حسن البناء رحمہ اللہ نے شریعت الٰہی کی حاکمیت اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے نفاذ کی خاطر اسے اخوان المسلمون کی بیعت کرنے کا کہا۔

فاروق جو اس وقت ایک طرف تو برطانیہ کا آلہ کار تھا تو دوسری طرف سیکولر آئین کی حیثیت سے وہ ایک حکمران تھا' وہ اخوان کی حمایت سے خوش تو تھا لیکن اس نے شیخ کی بیعت کو مسترد کر دیا۔ شیخ حسن البناء رحمہ اللہ نے نہ صرف اس سراب کو حقیقت سمجھتے اور سمجھاتے رہے بلکہ وہ اس حد تک چلے گئے کہ انہوں نے فاروق کو 'امیر المومنین' تک کے خطاب سے نوازا۔ اس کے ساتھ ساتھ مختلف اوقات میں اس کی حمایت میں مظاہرے بھی کیے اور اسے 'قرآن کا محافظ' بھی قرار دیا۔ لاکھوں کی تعداد میں مسلمانوں نے حسن البناء رحمہ اللہ کی ترغیب پر قرآن پاک کے دفاع کے لیے فاروق کی بیعت کی اور خود کو اس کے وفادار سپاہی قرار دیا جب کہ ان کے ترجمان مجلے میں دعویٰ کیا گیا کہ وہ فاروق کے لیے اپنی جاں تک قربان کرنے کے لیے تیار ہیں۔ شیخ حسن البناء رحمہ اللہ نے فاروق کو خلافت کے قیام اور مسلمان ممالک کی قیادت سنبھالنے کی درخواست کی۔ اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے اخوان المسلمون کے چوتھے جنرل کانفرنس کا اجلاس بھی طلب کر لیا تاکہ فاروق کو بیعت دی جا سکے۔ اُنہوں نے فاروق سے یہ درخواست بھی کی وہ ایک شاہی فرمان جاری کرے جس کے تحت مصر میں اسلام کے علاوہ کوئی قانون نہیں چلے گا۔ تب وہاں اخوان المسلمون کے لاکھوں نوجوانوں کے مسلح دستے موجود ہوں گے جس کا بڑی شدت سے انتظار ہو رہا تھا۔ ۱۹۴۸ء میں جب فلسطین میں اسلحے کی ڈیل میں فاروق کا نام بھی آیا اور جب اس نے مختلف ناجائز اور کرپٹ سکینڈلز میں حد سے تجاوز کیا تو شیخ حسن البناء رحمہ اللہ اس کو کچھ اس طرح سے مخاطب کر رہے تھے:

> ''اے ہمارے امیر! ہماری رہنمائی کیجیے جیسے آپ چاہیں۔ سب سے بڑا حفاظت اور مدد کرنے والا اللہ ہے جو آپ کے ساتھ ہے اور امت آپ کی اقتدا میں ہے''۔

امام رحمہ اللہ صرف اسی تسامح کا شکار نہیں رہے بلکہ اس سے بھی آگے بڑھ کر اُن سے ایک اور جھول اور سنگین غلطی سرزد نہیں ہوئی وہ یہ کہ اُنہوں نے مبہم الفاظ میں کہا کہ

''مصر کے آئینی اصول و قوانین اسلام کے تعلیمات کے مطابق ہیں اور یہ آئین
اس وقت دنیا میں موجود کسی بھی آئین سے زیادہ اسلام کے قریب ہے اور
اخوان المسلمون اس آئین کے متبادل کسی دوسرے نظام کو ٹھیک نہیں سمجھتی''

پھر وہ صرف یہاں تک آکر رکے نہیں بلکہ انہوں نے اپنی غلطی میں اور بھی اضافہ کیا اور انہوں نے ۱۹۲۳ء کے سیکولر آئین کی تعریف کی اور دعویٰ کیا کہ جن بنیادی اصولوں پر مصر کا آئین بنا ہے وہ اسلام سے متضاد نہیں ہیں اور جنہوں نے یہ آئین ترتیب دیا ہے ان کے ذہن میں اس وقت یہی تھا کہ اس میں موجود کوئی ایک لفظ بھی اسلام کے بنیادی اصولوں کے خلاف نہیں ہوگا۔ جس کسی کو بھی اسلامی نظام حکومت کے عمومی اصولوں کا ذرا بھی علم ہے وہ اچھی طرح سمجھ پائے گا کہ یہ کتنی بڑی اور سنگین غلطی تھی۔ شہید امام رحمہ اللہ نے بعد میں خود بھی اقرار کر لیا کہ یہ سب باطل تھا۔

امام صاحب رحمہ اللہ نظریاتی طور پر ہی اس مغالطے کا شکار نہیں رہے بلکہ عملی طور پر بھی اس نظام میں شامل نظر آئے۔ اخوان المسلمون کی چھٹے اجتماع میں مصری پارلیمنٹ میں داخل ہونے کے لیے الیکشن میں حصہ لینے کا فیصلہ کیا گیا۔ کیونکہ ان کا گمان تھا کہ یہ امت مسلمہ کے لیے ایک ایسے پلیٹ فارم کی مانند ہے جہاں ہر اچھی تجویز پر غور کیا جاتا ہے اور اس کے لیے ہدایات جاری کی جاتی ہیں۔ حالانکہ اس کی حیثیت کسی ٹاک شو سے زیادہ نہیں کہ جہاں ہر کوئی آکر اپنی اپنی ہانکتا ہے اور چلتا بنتا ہے۔ ان پر فریب راستوں پر چل کر اسلام کے بنیادی اصولوں اور زمینی صورت حال کو نظر انداز کر کے شیخ حسن البناء رحمہ اللہ نے دو مرتبہ انتخابات میں حصہ لیا۔ پہلے الیکشن میں وزیر اعظم مصطفی النحاس نے ان پر دباؤ ڈالا جس کی وجہ سے وہ الیکشن سے دست بردار ہو گئے جب کہ دوسری مرتبہ میں جب انہوں نے دست برداری سے انکار کیا تو دھاندلی کے ذریعے سے اُنہیں ہرا دیا گیا۔ اس کے بعد کیا اخوان کو ''جمہوریت کی ماں'' برطانیہ کی حقیقت (دغا و فریب) کا پتہ لگ گیا؟ اور کیا وہ اس کریہہ کھیل کو سمجھ گئے یا وہ اب بھی ظاہر کر رہے ہیں کہ وہ نہیں سمجھے؟

پس دن گزرتے ہیں اور شہید امام رحمہ اللہ نے محسوس کیا یہ سب کچھ مکمل دھوکا پر مبنی اور اسلام کے بنیادی اصولوں سے متضاد نظام ہے۔ تب انہوں نے اپنی شہادت سے آٹھ ماہ قبل مشہور زمانہ تحریر 'قرآن کی جنگ' لکھی۔ جس میں انہوں نے مصری آئین میں موجود ان تمام شقوں کے بارے میں صراحت سے لکھا جو مصر کو اسلامی ریاست بننے یا اللہ کی شریعت سے دور کرنے کا سبب بن رہی تھیں۔ بالفاظ دیگر یہ آئین اللہ کی شریعت سے بغاوت تھی۔ انہوں نے امت پر فرض قرار دیا کہ ہ وہ اپنی حکمرانوں کے خلاف کھڑے ہو کر 'قرآن کی جنگ' کی قیادت کریں تا کہ ان حکمرانوں کو قرآن کی تابع داری پر مجبور کر سکیں۔

امام صاحب علیہ الرحمۃ پھر اسی شخص کے ہاتھوں شہید ہو گئے جس کو انہوں نے فکری مغالطے کے سبب 'قرآن کے محافظ' کا لقب دیا تھا۔ فروری ۱۹۴۹ء کو شاہ فاروق نے انہیں قتل کروا دیا۔ کیا اس کے بعد حسن البناء رحمہ اللہ کے جانشینوں نے ان کے قاتلوں سے برأت کی؟ یا پھر استاد حسن الہضیبی رحمہ اللہ نے اسی فاروق کو 'سخی بادشاہ' کا لقب دیا؟

انہوں نے فاروق کے ساتھ اپنی دورخی پالیسی کو ہی جاری رکھا۔ بعد ازاں اس کے خلاف جمال عبدالناصر کی حمایت کرنے لگے، بعد میں (اقتدار پر اپنی گرفت مضبوط کرنے اور اخوان کو استعمال کرنے کے بعد) عبدالناصر بھی ان کے خلاف سرگرم ہو گیا۔ عبدالناصر ہی کی عدالت نے اخوان کے ایک اہم رہنما عبدالقادر عودہؒ اور ان کے ساتھیوں کو سزائے موت سنا دی، رحمہم اللہ۔ عبدالناصر کے مرنے کے بعد وہ سادات کی حمایت کرنے لگے اور بدلے میں اُس نے ان کی تحریک سے پابندی ہٹا دی۔ سادات کے مرنے کے بعد وہ کمال السانری کے قاتل حسنی مبارک کے ساتھ متحد ہو گئے اور اس کی دوسری مدت کے لیے بیعت دینے کے لیے اسمبلی سے لے کر ری پبلکن پیلس تک ایک منافقانہ مظاہرہ بھی کیا۔ حسنی مبارک کے ساتھ انہوں نے ایک گھاٹے کا سودا کیا جس کے بدلے میں انہوں نے آزادانہ تحریک کا مزہ چکھا۔ جس میں ان کے نوجوانوں کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا اور انہوں (حسنی مبارک حکومت) نے مجاہدین پر حملے کیے۔ پھر وہ حسنی مبارک کے بھی خلاف ہو گئے اور ایک امریکی نمائندے البرادی کے ساتھ مل گئے۔ جب انقلاب آیا تو سودا کرنے والوں میں پہل کرنے والے بھی یہی تھے اور جلد ہی انہوں نے فوجی جنتا سے معاہدہ کر لیا۔ ان حالات میں کیا یہ کہا جا سکتا ہے کہ انہوں نے واقعی 'قرآن کی جنگ' لڑی جس کا ان کے شیخ نے ان کو حکم دیا تھا؟ بد قسمتی سے انہوں نے وہی پرانی غلطیاں دہرائیں اور اسلام کے واضح احکام اور زمینی صورت حال کو پس پشت ڈال دیا۔

پس اگر شیخ حسن البناء رحمہ اللہ نے اگر صورت حال کی غلط اندازہ لگا کر باطل فیصلہ کیا اور شاہ فاروق کو 'قرآن کا محافظ' اور مصری دستور کو اسلامی دستور قرار دیا تو ان کے شاگرد حضرات اس غلطی پر نا صرف مُصر رہے بلکہ اس سے بھی آگے بڑھ کر فاش غلطیاں کیں۔ انہوں نے ایک واضح سیکولر منہج کو اختیار کر لیا جو قومی ریاستوں کو تسلیم کرتا ہے۔ انہوں نے اعلان کیا کہ وہ شریعت کی تحکیم اُس وقت تک نہیں چاہتے، جب تک کہ اکثریت اس پر ووٹ کے ذریعے سے متفق ہو جائے اور وہ امریکہ و اسرائیل کے ساتھ طے پانے والے تمام معاہدوں کے بھی پوری طرح پابند ہیں۔ اسی بنیاد پر انہوں نے انقلاب کے بعد کے الیکشن میں حصہ لیا جس میں ڈاکٹر محمد مرسی ملک کے صدر منتخب ہوئے۔

انہوں نے ایک مرتبہ پھر خود کو دھوکے میں ڈال دیا اور یہ گمان کر لیا کہ انہوں نے وہ منزل پا لی ہے جس کی خاطر عمر بھر جدوجہد کی تھی۔ حالانکہ شرعی نقطہ نگاہ سے محمد مرسی کی حیثیت ایک سیکولر ریاست کے سیکولر حکمران سے کچھ زیادہ نہ تھی۔ اس لحاظ سے مرسی میں اور حسنی مبارک میں کچھ زیادہ فرق نہ تھا۔ مرسی نے بھی عالمی قوانین کو تسلیم کیا اور امریکہ و اسرائیل کے آگے سر تسلیم خم کرنے والے معاہدوں کی مکمل پاسبانی کی۔

حسنی مبارک اور مرسی میں فرق صرف اور صرف اتنا ہے کہ مرسی نے مبارک سے زیادہ 'جمہوری' طریقہ عمل اختیار کیا، اُنہوں نے سب کے لیے آزادی کا اعلان کیا جس میں جہادی تحریکوں کے امرا بھی شامل تھے۔ اور شاید یہی اس کا واحد جرم تھا جو امریکہ اور اس کے گماشتے کسی صورت بھی معاف نہ کرسکے۔ حسنی مبارک کے زوال اور محمد مرسی کی گرفتاری کے درمیان عرصہ کے دوران میں اخوان المسلمون نے ریاستی کرپشن کے خاتمے اور نئی حکومت کی مضبوطی کے لیے کوئی ایک بھی سنجیدہ قدم نہیں اٹھایا کجا یہ کہ وہ ایک اسلامی حکومت بنانے کے لیے کچھ کرتے۔ پس عدلیہ، فوج، پولیس اور دیگر اداروں میں سارے مجرمین موجود رہے۔ ان مجرمین کی تربیت کسی مکار لومڑی اور خونخوار بھیڑیے کی طرح سے ہوئی تھی۔ جب کہ اخوان المسلمون نے خود کی پرورش مرغیوں کے کسی فارم میں موجود مرغیوں کی مانند کررکھی تھی جہاں مرغیوں کو اگر کھانے کے لیے کچھ ڈالا جائے تو وہ خوشی خوشی اس کی طرف دوڑتی ہیں اور انہیں اس بات کی کچھ خبر نہیں ہوتی کہ ان کے ساتھ کیا کچھ ہونے والا ہے۔ اگر اخوان المسلمون کی کہانی کا یہ انجام ہو سکتا ہے تو آپ ان سلفیوں کے بارے میں کیا گمان کریں گے جن کا تعلق استخباراتی ایجنسیوں سے ہے، جو پیسے اور عہدے کے لیے ان کے جوتے چاٹتے ہیں۔ یا پھر ان کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے جو النہضہ والوں کی پیروی کر رہے ہیں جس نے سرنڈر کیا اور ان کے اپنے احساس کمتری کی وجہ سے اب ان کا نشان مٹایا جارہا ہے۔

پس یہ ہمارے لیے نہایت ضروری ہے کہ ہم اپنی حکمت عملی اور طریقوں کا مطالعہ کریں، غلطیوں کو ٹھیک کریں اور ان کے دوبارہ ارتکاب سے بچیں۔ یہ ہر اس مسلمان پر لازم ہے جو مصر میں ہو، عرب بہار کے علاقوں میں ہو یا پھر دنیا کے کسی بھی حصے میں، کہ وہ اپنے عقیدے اور منہج کے معاملے میں شیر کی مانند ہو۔ اس لیے کہ جو کوئی شیر نہیں بنے گا بھیڑیے اس کو کھاجائیں گے۔ اور یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنے نوجوانوں کی پرورش شیروں کی مانند کریں نہ کہ بھیڑوں کی مانند! تاکہ وہ ہماری اس جنگ کو ہدایت کی کتاب اور نصرت کے تلوار کے ساتھ آگے بڑھائیں۔

کیا میں نے اپنا پیغام پہنچادیا؟ اے اللہ! گواہ رہنا۔

والحمدللہ رب العالمین۔ والصلوۃ والسلام علی رسول اللہ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

☆☆☆☆☆

شیخ ابو فرج المصری رحمہ اللہ

جہاد، ہجرت، اسارت، آزمائش وابتلا اور تکالیف کا کٹھن اور طویل سفر کرنے کے بعد بالآخر شہسوار اپنی اس منزل کو جا پہنچا جس کی خاطر اس نے یہ تمام صعوبتیں جھیلی تھیں۔ شیخ ابو فرج المصری رحمہ اللہ ۳ اکتوبر کو ادلب میں امریکی جاسوس طیارے کے میزائل حملے میں شہید ہو گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

آپ کا اصل نام احمد سلامہ مبروک تھا، آپ مصر کے شہر الجیزہ میں ۱۹۵۶ء میں پیدا ہوئے۔ آپ نے قاہرہ یونی ورسٹی سے کمپیوٹر سائنس میں گریجوایشن کی۔ آپ عالمی تحریک جہاد کے قائد شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ کے قریبی ساتھیوں میں شمار ہوتے تھے۔ آپ رحمہ اللہ، شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ کے ساتھ جماعت الجہاد الاسلامی مصر کی سرگرمیوں میں پیش پیش رہے اور جماعت کی شوریٰ کونسل کے رکن بھی رہے۔ مرتد انور سادات کے قتل کے بعد آپ کو ۱۹۸۱ء میں گرفتار کیا گیا اور سات سال تک آپ مصری عقوبت خانوں میں قید رہے۔ رہائی کے بعد آپ نے جہادِ افغانستان میں حصہ لیا اور عرب مجاہدین کے ساتھ خوست اور جلال آباد کے محاذوں پر روسی ملحدین کے خلاف برسرپیکار رہے۔ آپ نے شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ اور دیگر مجاہد قائدین کے ساتھ مل کر افغانستان میں ایک معسکر بھی قائم کیا۔ آپ نے سرزمین یمن اور سوڈان کی جانب بھی جہادی اسفار کیے۔ آپ نے شیشان میں مجاہدین کی صفوں میں شامل ہونے کے لیے تگ ودو کی لیکن دسمبر ۱۹۹۶ء میں دورانِ سفر گرفتار کر لیے گئے۔ روس کی جیلوں میں طویل عرصہ قید رہے، رہائی کے بعد آذربائیجان چلے گئے۔ یہاں سے اگست ۱۹۹۸ء میں امریکی خفیہ ایجنسی سی آئی اے نے آپ کو اغوا کرلیا اور پھر مصر کے حوالے کردیا گیا۔ مصر میں آپ نے حسنی مبارک کی طاغوتی حکومت کے جبر وستم سہتے ہوئے پندرہ سال اسارت میں کاٹے۔ عرب بہار مصر پہنچی تو اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے دیگر مجاہدین کے ہمراہ آپ کی رہائی کی سبیل بھی پیدا فرمائی۔ آپ رہائی کے بعد مختصر عرصہ کے لیے مصر میں مقیم رہے اور مصر میں جہادی مجموعات کی ترتیب وتشکیل میں مصروف رہے۔ بعد ازاں آپ نے سرزمینِ شام کی جانب ہجرت کی۔ جبهۃ النصرۃ کی مرکزی قیادت میں نمایاں رہے۔ جبهۃ النصرۃ نے جب جہادِ شام کی مصلحت ومفاد کی خاطر اپنے نام کو تبدیل کیا اور جبهۃ فتح الشام کے نام کے ساتھ ایرانی وشامی روافض، ملحد روس اور صلیبی امریکہ ومغرب کے خلاف میدان عمل میں اتری تو آپ فتح الشام کے امیر شیخ ابو محمد جولائی حفظہ اللہ کے معتمد ترین ساتھیوں میں شمار کیے جانے لگے اور فتح الشام کی شوریٰ کے رکن منتخب ہوئے۔ ۳ اکتوبر ۲۰۱۶ء کو شام کے ڈھلتے سائے تھے اور آپ کی حیاتِ عارضی کو حیاتِ جاوداں نصیب ہو رہی تھی! ادلب میں جسر الشغور کے مقام پر صلیبی ڈرون میزائل حملے کے نتیجے میں آپ کا مبارک جہادی سفر اختتام پذیر ہوا اور عنفوانِ شباب سے بھی پہلے مسیں بھیگنے کے دور میں سعادت کی جس راہ کو آپ نے توفیقِ باری تعالیٰ سے منتخب کیا تھا' وہ راہ منزلِ شہادت کو اس حال میں پہنچی کہ آپ کی ریش میں سفیدی چھائی ہوئی تھی اور چہرہ' کلمہ توحید کی گواہی دیتا لہو سے تر مسحور کن مسکراہٹ سے مزین تھا...نحسبه كذالك الله حسيبه

☆☆☆☆☆

امیر المومنین شیخ ہبیت اللہ اخندزادہ حفظہ اللہ کی خدمت میں!

منجانب مولانا عاصم عمر حفظہ اللہ، امیر جماعت القاعدہ برصغیر

امیر المومنین ملا اختر محمد منصور رحمہ اللہ کی شہادت پر تعزیت... تجدید بیعت امیر المومنین شیخ ہبیت اللہ اخندزادہ حفظہ اللہ

الحمدللہ الذی نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونعوذباللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یھدی اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ واشھد ان لاالہ الااللہ وحدہ لاشریک لہ واشھد ان محمدعبدہ ورسولہ۔ امابعد:

محترم المقام، عالی قدر امیر المومنین شیخ ہبیت اللہ اخونزادہ کی خدمت میں، اُن کے ایک مامور، بندۂ فقیر عاصم عمر' خادم القاعدہ برصغیر کی جانب سے!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سب سے پہلے بندہ' آپ کی خدمت میں امیر المومنین ملا اختر محمد منصور رحمہ اللہ کی شہادت پر' آپ سے تعزیت کرتا ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ اُنہیں فردوسِ اعلیٰ میں مقام عطا فرمائے۔ ہمیں بھی انہی کے راستے پر اخلاص کے ساتھ، استقامت کے ساتھ، احسان کے ساتھ چلاتے ہوئے شہادت کی موت عطا فرمائے۔ اور شہادت کے عظیم غم کے باوجود ہم اپنے اوپر اپنے رب کی اس نعمت کا شکر ادا کرتے ہیں جس نے ہمیں ملا محمد عمر مجاہد اور ملا محمد اختر منصور رحمہما اللہ جیسے امیر المومنین کے لشکر کا ایک سپاہی بنایا۔ جنہوں نے مجاہدین و مہاجرین کے بارے میں کفار ومنافقین کے دباؤ کو کبھی بھی قبول نہیں کیا اور تادمِ حیات شریعت کا علم بلند کیے رہے۔

محترم المقام شیخ ہبیت اللہ اخونزادہ صاحب!

جیسا کہ ہم پہلے بھی اپنی جماعت سمیت' امیر المومنین مردِ مجاہد ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کی بیعت میں رہے... اسی طرح اُن کے بعد جماعت القاعدہ برصغیر کی جانب سے ملا اختر محمد منصور صاحب رحمہ اللہ کی بیعت کی... اسی طرح ہم شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ کی اقتدا میں بحیثیت خادم القاعدہ برصغیر آپ کی بیعت کرتے ہیں! کہ ہر خیر کے کام میں آپ کی اطاعت کریں گے اور آپ ہر لمحہ ہمارے ہر ساتھی کو اپنے ترکش کا ایک تیر پائیں گے، کہ آپ جہاں چاہیں اللہ کے دین کے لیے ان کو استعمال کریں! اللہ تعالیٰ آپ کو بھی اپنے دونوں پیشرو امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد اور امیر المومنین ملا اختر محمد منصور رحمہما اللہ کے نقشِ قدم پر چلنے والا بنائے، اور دشمنانِ اسلام کے شر اور اُن کی سازشوں سے آپ کی حفاظت فرمائے، اور آپ کو امتِ مسلمہ کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے، اور آپ کی جانب سے امت کے دلوں کو سکون پہنچائے... کہ امت کئی صدیوں سے دشمنانِ اسلام کے ظلم وستم کا شکار ہے، دل پارہ پارہ ہیں اور آنکھیں خون کے آنسو روتی ہیں! برما، کشمیر، ہندوستان، بنگلہ دیش، پاکستان سمیت پورے عالمِ اسلام میں جو مظالم ڈھائے جارہے ہیں' وہ آپ سے یقیناً پوشیدہ نہیں! آپ کے یہ کارکن، آپ کے یہ مامور جو اِن خطوں میں سے وابستہ ہیں' انہوں نے پورے برصغیر میں اسلامی نظام کے اعادے کے لیے، اسی امارت اسلامیہ کے تسلسل کو آگے بڑھانے کے لیے القاعدہ برصغیر کے تحت جہاد کا آغاز کیا ہے اور پاکستان سمیت پورے برصغیر میں جہاد کا اعلان کیا ہے!

ہم آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ آپ ہمیں اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں، اور ہمارے اوپر دستِ شفقت رکھیں... اللہ تعالیٰ ہمیں آپ کی اطاعت کرنے والا بنائے، ہمیں آپ کے تمام حق ادا کرنے والا بنائے اور آپ کو ہمارے حق ادا کرنے والا بنائے۔

شہید امیر المومنین ملا اختر محمد منصور رحمہ اللہ کے تمام ورثا اور اُن کے اہلِ خانہ سے بھی ہم تعزیت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو صبرِ جمیل عطا فرمائے، اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو اور امارت اسلامیہ کے تمام ساتھیوں اور ذمہ داران سے بھی ہم تعزیت کرتے ہیں... اللہ تعالیٰ ہم سب کو امیر المومنین شیخ ہبیت اللہ اخونزادہ کا مضبوطی اور استقامت سے ساتھ دینے والا بنائے، اللہ تعالیٰ ہم سب سے راضی ہو اور اپنے دین کو سربلند فرمائے، آمین

وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

☆☆☆☆☆

ولیم ولسن ہنٹر اپنی کتاب ''ہندوستانی مسلمان'' میں سید احمد شہید رحمہ اللہ کی تحریک کے حوالہ سے رقم طراز ہے:

''۱۸۲۱ء میں امام صاحب نے اپنے خلفا کو منتخب کرتے وقت ایسے آدمیوں کا انتخاب کیا جو بے پناہ جوش و خروش کے مالک اور بہت ہی مستقل مزاج تھے۔ متعدد بار جب یہ تحریک تباہ ہونے کے قریب تھی، انہوں نے بار بار جہاد کے جھنڈے کو تباہی سے بچا کر از سرِ نو بلند کر دیا۔ پٹنہ کے خلفا (ذمہ داران) جو انتھک واعظ، اپنے آپ سے بے نیاز، بے داغ زندگی بسر کرنے والے، انگریز کافروں کی حکومت کو تباہ کرنے میں ہمہ تن مصروف، روپیہ اور رنگروٹ جمع کرنے کے لئے ایک مستقل نظام قائم کرنے میں نہایت چالاک تھے۔ وہ اپنی جماعت کے اراکین کا نمونہ اور ان کے لیے ایک مثال تھے۔ ان کی بہت سی تعلیم بے عیب تھی۔ یہ انہیں کا کام تھا کہ انہوں نے اپنے ہزاروں ہم وطنوں کو بہترین زندگی بسر کرنے اور اللہ تعالیٰ کے متعلق بہترین تصور پیدا کرنے کی ترغیب دی''۔

پاکستان ہمارا ہے!

استاد اسامہ محمود حفظہ اللہ، ترجمان جماعت القاعدہ برصغیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی رسولہ الکریم

رب اشرح لی صدری ویسّر لی أمری واحلل عقدۃ من لسانی یفقھوا قولی!

پاکستان میں بسنے والے میرے محبوب مسلمان بھائیو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج کی اس گفتگو کا موضوع مملکتِ خداداد پاکستان ہے۔ نظریہ پاکستان کیا ہے؟ اصل پاکستان کس کا ہے؟ کون اس پاکستان کے محافظ ہیں، اس کی آزادی و حفاظت کے لیے قربانیاں دے رہے ہیں اور کون مفادات کے حصول کے لیے پاکستان کی تباہی پر تلے ہوئے ہیں؟

مگر اس موضوع کی طرف آنے سے پہلے میں کوئٹہ سول ہسپتال کے سانحے پر بات کرنا چاہوں گا جہاں دھماکے میں ۷۰ کے لگ بھگ افراد جاں بحق ہوئے ہیں، إنا للہ وإنا الیہ راجعون۔ عوامی مقامات پر دھماکوں کے یہ جرائم چونکہ تاحال رکے نہیں ہیں اس لیے اظہارِ برأت کے ساتھ ساتھ ان کے مضمرات بتانا بھی ضروری ہے۔

محترم بھائیو! پاکستان میں ظلم وفساد کی اصل جڑ یہاں کی امریکی غلام پاکستانی فوج اور خائن حکمران ہیں۔ ان ناسوروں کو چھوڑ کر مسلمان عوام کو خوف زدہ کرنا اور انہیں نقصان پہنچانا ایک انتہائی سنگین جرم ہے۔ یہ ایک خطرناک سازش ہے جس کا مقصد جہاد ومجاہدین کو بدنام کرنا، جہاد پاکستان و افغانستان کو نقصان پہنچانا اور یہاں امریکہ اور اس کے آلہ کاروں کے تسلط کو دوام دینا ہے۔ اس قسم کی سازشیں اس سے پہلے دوسرے اسلامی خطوں میں بھی کی جاچکی ہیں جہاں خفیہ ایجنسیوں نے جہاد سے منسوب چند مجرمین کو ساتھ ملایا، مسلمانوں کو جہاد سے متنفر کرنے کے لیے جہاد کے نام پر عام آبادیوں میں دھماکے کیے اور عوام کو قتل کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ جہاد کے خلاف یہ ہتھکنڈے پہلے بھی کبھی کامیاب نہیں ہوئے ہیں اور آئندہ بھی اِن کی یہ چالیں اللہ ان ہی کے خلاف پلٹائے گا۔ اس لیے کہ جہاد جاری رہے گا، یہ اللہ کا وعدہ ہے اور باطل حق سے چھٹ کر حق کے نکھار پر منتج ہوگا، ان شاءاللہ۔ اب میں اپنے اصل موضوع کی طرف آتا ہوں۔

پاکستان میں بسنے والے میرے محبوب مسلمان بھائیو!

قیامِ پاکستان کی تحریک میں ہمارے آباؤاجداد نے بے شمار قربانیاں دیں، لاکھوں مسلمان شہید، لاتعداد بے گھر اور دربدر ہوئے بچے ماؤں کی گودوں سے چھین کر نیزوں پر اچھالے گئے، بہنوں کی عصمتیں لٹیں مگر اس سب کے باوجود ہر بچے بوڑھے اور جوان کی زبان پر ایک ہی نعرہ تھا۔ 'پاکستان کا مطلب کیا؟ لاالہ الا اللہ''؛ یہ کوئی سیاسی نعرہ نہیں تھا، بلکہ یہ ایک امنگ، ایک ہدف، ایک عقیدہ اور ایک نصب العین تھا۔ منزل واضح تھی ''اسلام کی آزادی'' اور ''لاالہ الا اللہ کی سربلندی''۔

ایک عزم تھا کہ ہندوؤں کی حکمرانی قبول نہیں، انگریزی قوانین کی بالادستی منظور نہیں، بدکاری اور بے حیائی کی اشاعت برداشت نہیں، انسان انسانوں کا غلام نہیں، ایک اللہ کا غلام رہے گا اور اللہ کی اس زمین پر اللہ کا نظام نافذ ہوگا۔ اُن مسلمانوں میں یہ شعور زندہ تھا کہ زندگی محض کھاپی کر مزے اڑانے کا نام نہیں، خود غرض بن کر اپنے دنیاوی مفاد کی فکر کرنا زندگی کا مقصد نہیں، بلکہ یہ زندگی امانت اور آزمائش ہے اور اس کا مقصد اللہ کی اطاعت میں تن من دھن لگانا ہے۔ سب کچھ میسر ہو مگر شریعت کا نفاذ نہ ہو اسلام غالب نہ ہو بلکہ انسان نما شیاطین کا من پسند نظام غالب ہو تو یہ جاہلیت ہے، ظلم اور بربادی ہے۔ مسلمانانِ برصغیر کو ''پاکستان کا مطلب کیا؟ لاالہ الا اللہ'' کے اس نصب العین میں اُن ہزاروں علما کے خوابوں کی تعبیر نظر آئی جو دہلی کی جامع مسجد کے سامنے پھانسی پر ٹکائے گئے تھے! اُن کے دلوں اور ذہنوں پر ۱۸۰۶ء میں دیا گیا مولانا شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ کا وہ فتوی بھی نقش تھا جس میں انہوں نے ہندوستان کو دارالحرب قرار دیا تھا، آپؒ نے فرمایا تھا:

> ''غلبہ کفر کے خاتمے اور شریعت کے قیام تک ہندوستان میں جہاد فرضِ عین ہے۔ اور جو جہاد کی استطاعت نہیں رکھتا اس پر ہجرت لازم ہے''۔

> وطن اور زبان کے بت پاؤں تلے روندے گئے تو پاکستان وجود میں آیا۔ جن مسلمانوں نے پاکستان ہجرت کی، انھوں نے وطن کی محبت پر اسلام کو ترجیح دی اور 'ان تازہ خداوں میں بڑا سب سے وطن ہے' کا اعلان کرکے وطن کے بت پر تیشہ مارا۔ مگر آج نظریۂ پاکستان کے برعکس یہ مسلط ظالم طبقہ نظامِ کفر بچانے کے لیے وطن کا بت تراش رہا ہے، اُس پاکستان کو یہ بت بنا رہے ہیں جس کی بنیاد ہی وطنیت کا انکار اور للّٰہیت کا اقرار ہے۔

اس مطالبے میں اُن مسلمانوں کو امید نظر آئی کہ بے گھر اسلام کو گھر مل جائے گا اور برصغیر میں 'دارالاسلام' کا قیام وہ دیکھ سکیں گے۔ سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین مجاہدین، شاملی کے میدان میں انگریزوں کے خلاف علَمِ جہاد بلند کرنے والے مولانا رشید احمد گنگوہیؒ و مولانا قاسم نانوتویؒ رحمہما اللہ اور مولانا جعفر تھانیسری رحمۃ اللہ علیہ کے وارث علما

تک سب نے تحریک پاکستان کو اپنی ہی تحریک سمجھا اور اس کی کامیابی کے لیے اپنا آپ کھپایا۔

پاکستان بن گیا۔ مسلمانوں کو اپنے خوابوں کا وہ پاکستان مطلوب تھا جس کا مطلب لاالہ الااللہ ہو۔ مگر اُن کے خوابوں کی تعبیر میں انگریز کی مسلط کردہ یہ فوج اور حکمران طبقہ رکاوٹ بن گیا۔ مسلمانوں کو زمین کا ایک ٹکڑا تو ملا مگر ساتھ ہی انگریز نے اپنا پروردہ طبقہ اس پر مسلط کیا۔ حکمرانوں اور فوج پر مشتمل اس طبقے نے انگریز ہی کا دیا ہوا نظام یہاں نافذ کیا اور پھر اس نظام کو اس نے پاکستان کے نام سے پکارا۔ تاریخ اور واقعات نے ثابت کر دیا کہ زمین تو مسلمان عوام کے پاکستان کی ہے مگر اس پر مسلط کردہ نظام حقیقی پاکستان کا جنازہ ہے۔ اِس طبقے نے نہ صرف حقیقی پاکستان کے حصول کا راستہ روک رکھا ہے بلکہ اُس پاکیزہ پاکستان کے تصور ''تصور پاکستان'' کو دلوں اور ذہنوں سے کھرچنے کے لیے بھی پورا زور لگا رکھا ہے۔ اس غاصب طبقے کا اصرار ہے کہ ظلم و جبر سے عبارت کافرانہ نظام کو ہی پاکستان مانو! امریکہ کی چراگاہ کو اپنا اصل پاکستان سمجھو! قانون و ثقافت، تعلیم و معیشت، فوج و پولیس... پورا نظامِ حکومت اسلامی نہیں، غیر اسلامی ہو گا مگر اسی کو عین اسلام سمجھو اور کفر مت کہو! ظلم کو عدل، جھوٹ کو سچ اور سراب کو منزل جانو! پھر اسی سراب کے نغمے گاؤ، سیاہ اندھیرے کو روشنی بتاؤ... خرد کو جنوں کہو، جنوں کو خرد!

انگریزوں کی تشکیل کردہ ''رائل انڈین آرمی''... ''پاکستان آرمی'' بن گئی مگر مقصد و نصب العین، تربیت و تعلیم اور اہداف و طریقہ کار وہی کافرانہ انگریز کے عطا کردہ رہے۔ دیواروں پر جہاد فی سبیل اللہ کی چاکنگ کی گئی، گاڑیوں پر کلمہ توحید پینٹ کیا گیا، دعاؤں سے مزین رنگ برنگے بینر بھی لٹکائے گئے، مگر نئی بوتل میں شراب پرانی ہی رہی۔ ۷۰ سال گزر چکے، کشمکش جاری ہے، کفر کا اسلام پر حملہ تھما نہیں، مگر اہلِ اسلام نے بھی ہتھیار نہیں ڈالے ہیں۔ ان ۷۰ سالوں میں لاالہ الااللہ کا حقیقی پاکستان چاہنے والے مسلمان عوام اور اس پاکستان کو موت کی نیند سلانے والے حاکم طبقے کے مابین کشمکش جاری رہی۔ علما، عوام اور مجاہدین اپنے حقیقی پاکستان کی حفاظت و تعمیر کے لیے قربانیاں دیتے رہے، جب کہ یہ حاکم مسلط طبقہ اسلام کو دبانے اور اسے دلوں سے کھرچنے پر اجرت لیتا رہا۔ یہ طبقہ کبھی جمہوریت، پارلیمنٹ، قرار دادوں اور آئین کی اسلامی دفعات کے مکر و فریب کے ذریعے سے تو کبھی آمریت کا سہارا لے کر کفر کو اسلام ثابت کرتا رہا۔ آگ و بارود کی بارش برسا کر 'پاکستان کا مطلب لاالہ الااللہ' کی یاد دلانے والوں کو خاموش کرتا رہا... ڈالر بھی بانٹے گئے اور جیٹ طیارے و ڈرون بھی آزمائے گئے، امریکی، لبرل اور ماڈریٹ اسلام کی ترویج بھی جاری رہی۔ میڈیا نامی ہتھیار سے کفر و الحاد، بے حیائی اور بے دینی کے بم بھی خوب برسے... مگر اس سب کچھ کے باوجود غیرتِ اسلامی سے سرشار علما و عوام دلوں میں اُس حقیقی پاکستان کی محبت سنبھالتے رہے جس کا مطلب لاالہ الااللہ تھا اور اپنے اُس پاکستان کی آزادی کے لیے مسلسل قربانیوں کی تاریخ رقم کرتے رہے۔

محترم بھائیو اور بہنو!

پاکستان کا مطلب کل بھی 'لاالہ الااللہ' تھا اور آج بھی 'لاالہ الااللہ' ہے... اس لیے کہ حقیقی پاکستان اسلام ہے، اسلامی معاشرت اور اسلامی روایات ہی ہمارا پاکستان ہیں۔ اسلامی تعلیمات اور اسلامی تہذیب ہمارا پاکستان ہیں۔ طاغوت کا انکار، کفر سے برأت اور مظلوموں کی نصرت ہمارا پاکستان ہے، وطنیت کا بت توڑنا اور ایک امت ایک جسد کا تصور حقیقی پاکستان ہے، امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور جہاد فی سبیل اللہ اصل پاکستان ہیں۔ دو قومی نظریہ 'حزب اللہ بن کر حزب الشیطان کے خلاف صف آرا ہونا' ہمارا پاکستان ہے۔

علمائے کرام، طلبائے دین، مجاہدین اور غیرتِ ایمانی سے سرشار عوام حقیقی پاکستان ہیں۔ یہ حقیقی پاکستان ایک عظیم نعمت ہے۔ اس لاالہ الااللہ کے پاکستان سے ہمیں محبت ہے، اور یہی نعمتِ لاالہ الااللہ ۷۰ سال سے داخلی اور خارجی حملوں کی زد میں ہے۔ حملہ آور یہاں پر قابض فوج، حکمران اور ان کے بیرونی آقا ہیں۔ اس نعمتِ پاکستان کی حفاظت، تکمیل اور توسیع کی ذمہ داری ہی ہے جو ہمیں اپنے پاکستان پر قابض امریکی غلام جرنیلوں اور ان کے کافر آقاؤں کے خلاف میدانِ عمل میں لا کھڑا کرتی ہے۔ جان و مال کی پرواہ نہیں، کیریئر و کاروبار کی فکر نہیں، دربدری اور ہجرت قبول ہے، جسم و جان گولی و بارود سے چھلنی ہونا منظور ہے، پھانسی پر لٹک جائیں ہمیں خوشی ہے مگر...... پاکستان کا مطلب لاالہ الااللہ ہی رہے گا۔ یہاں امریکہ کی غلامی نہیں چلے گی، سودی نظام نہیں چلے گا، اسلامی آئین کے نام پر اسلام سے مذاق نہیں چلے گا، چور لٹیرے سیاستدانوں کا راج نہیں ہو گا، ظلم و جبر پر مبنی یہ نظامِ کفر نہیں چلے گا اسلام غالب ہو گا، اللہ کی زمین پر اللہ کی بادشاہی ہو گی اور یہی پاکستان حقیقی پاکستان بن کے رہے گا۔ کل 'پاکستان کا مطلب، لاالہ الا اللہ' کا نعرہ لگا کر ہمارے اسلاف نے قربانیاں دی تھیں تو آج اُنہی اسلاف کی قربانیوں کو بچانے اور اُن کے خوابوں کی تعبیر کے لیے مجاہدین اپنے سر کٹوا رہے ہیں۔ نوجوانوں کی یہ چھلنی لاشیں، لاپتہ افراد، اہل دین کی ملک گیر گرفتاریاں، آپریشن در آپریشن، شہادتیں، پھانسیاں اور دربدریاں اسی تحریکِ پاکستان کا تسلسل ہیں۔ دل کی آنکھوں سے دیکھیے! علما و مجاہدین کی سوختہ لاشوں، ملبہ بنی مساجد اور ان میں جلتے قرآنی اوراق اور عقوبت خانوں میں بند صالح نوجوانوں کی آہیں پھر سے تحریک آزادی پاکستان بپا کرنے کی صدا دے رہی ہیں۔

میرے محبوب پاکستانی مسلمان بھائیو!

اپنے پاکستان کو پہچانیے! مسلمانوں کے قاتل اور امریکہ کے غلام یہ جرنیل اور چور لٹیرے جھوٹے سیاستدان پاکستانی نہیں... اسلام پسند عوام اور نظام ظلم کے خلاف ڈٹنے والے مجاہدین کا نام پاکستان ہے! عبدالرشید غازی رحمۃ اللہ علیہ پاکستانی ہیں، عبدالرشید غازی کے

قاتل پاکستانی نہیں! حرمتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر جان دینے والے ممتاز قادری رحمہ اللہ اور ان کے جنازہ میں شریک ٹھاٹھیں مارتا عوام کا سمندر پاکستان ہیں، ممتاز قادریؒ کو پھانسی پر چڑھانے والے ملحدین پاکستانی نہیں! امریکہ اور ہندوستان کے خلاف جہاد کے انصار یہاں کی عوام پاکستانی ہیں، مجاہدین کو ڈالروں کے عوض پکڑنے اور شہید کرنے والے اجرتی قاتل پاکستانی نہیں، یہ مساجد و مدارس، سورۃ توبہ و انفال پڑھنے پڑھانے والے یہ طلباء واساتذہ پاکستان ہیں، کالج و یونیورسٹیوں میں اپنے ایمان کی حفاظت کرنے اور غلبہ دین کی تحریک چلانے والے یہ طلبہ پاکستانی ہیں، اسلامی معاشرت زندہ رکھنے والی عفت و پاک بازی کی محافظ یہ باپردہ مائیں اور بہنیں پاکستانی ہیں، روپے پیسے کی خاطر فحاشی و عریانی اور کفر والحاد پھیلانے والا جھوٹا میڈیا پاکستانی نہیں! عافیہ صدیقی پاکستانی ہیں، عافیہ صدیقی کو بیچنے والے پاکستانی نہیں۔ اخوتِ ایمان سے سرشار مجاہدین کے میزبان یہ مجاہد قبائلی پاکستان ہیں، ان قبائل پر بارود برسانے اور انہیں دربدر کرنے والی پاکستانی فوج' پاکستانی نہیں۔

پاکستان وہ ہے جو نظام الدین شامزئی رحمہ اللہ کا پاکستان ہے، مولانا عتیق الرحمن رحمہ اللہ اور ان کے شاگردوں کا پاکستان ہے، مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ اور حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کا پاکستان ہے!

ہمارے سروں کے تاج اساتذہ کرام علما اور طلبہ سے سوال کرتا ہوں:

کیا شریعت کی خاطر کٹنے والے یہ مجاہدین اور اہلِ دین، مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کے جانشین ہیں یا ان مجاہدین کی قاتل یہ امریکی غلام پاکستانی فوج؟ کیا اسیر مالٹا شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ کے وارث شہید عبدالرشید غازیؒ اور مفتی نظام الدین شامزئی شہیدؒ ہیں یا علما اور اہل دین سے خیانت کرنے والا یہ حکمران طبقہ و فوج؟ جی ہاں! تحریکِ پاکستان میں شامل علما کے خوابوں کے وارث یہ ملحد دانشور نہیں، فحاشی و عریانی کی غلاظت کو پروان چڑھانے والے میڈیا کے یہ ضمیر فروش نہیں بلکہ وہ مجاہدین ان کے وارث ہیں جو علما کو ان کا اصل مقام دلانا اپنا مقصدِ جہاد سمجھتے ہیں۔ بلاشبہ نظامِ کفر کے خلاف مزاحمت کرنے والے اہل دین ہی علامہ اقبال کے شاہین ہیں، وطنیت اور جمہوریت کی پوجا کرنے والے یہ سیاست دان نہیں!

پاکستان کے مسلمان بھائیو!

وطن اور زبان کے بت پاؤں تلے روندے گئے تو پاکستان وجود میں آیا۔ جن مسلمانوں نے پاکستان ہجرت کی، انھوں نے وطن کی محبت پر اسلام کو ترجیح دی اور 'ان تازہ خداوں میں بڑا سب سے وطن ہے' کا اعلان کر کے وطن کے بت پر تیشہ مارا۔ مگر آج نظریۂ پاکستان کے برعکس یہ مسلط ظالم طبقہ نظامِ کفر بچانے کے لیے وطن کا بت تراش رہا ہے، اُس پاکستان کو یہ بت بنا رہے ہیں جس کی بنیاد ہی وطنیت کا انکار اور للّٰہیت کا اقرار ہے۔ ہم خدا پرست ہیں، مسلمان خدا پرست ہوتے ہیں وطن پرست نہیں، ربّ ذوالجلال کی طرف سے یہ فرض ہے کہ اس وطن اور اس زمین کو خدا کے دشمنوں سے آزادی دلائی جائے۔ اس لیے ہم ببانگ دہل کہتے ہیں کہ یہ آزادی کی جنگ ہے! اپنے گھر اِس پاکستان کی آزادی کی جنگ ہے! پاکستان ہی نہیں، کشمیر اور ہندوستان کی آزادی کی جنگ ہے۔ اور یہ صرف ہماری جنگ نہیں، ہمارے پورے برصغیر کے مسلمانوں کی جنگ ہے۔ اس لیے کہ پاکستان کا مطلب لا الہ الا اللہ ہے اور ہر لا الہ الا اللہ کہنے والا پاکستانی ہے۔ جی ہاں! پاکستان کا مطلب لا الہ الا اللہ ہے اور لا الہ الا اللہ کی خاطر لڑنے والا ہر مجاہد پاکستانی ہے۔

> انگریزوں کی تشکیل کردہ ''رائل انڈین آرمی''... ''پاکستان آرمی'' بن گئی مگر مقصد و نصب العین، تربیت و تعلیم اور اہداف و طریقہ کار وہی کافرانہ انگریز کے عطا کردہ رہے۔ دیواروں پر جہاد فی سبیل اللہ کی چاکنگ کی گئی، گاڑیوں پر کلمہ توحید پینٹ کیا گیا، دعاؤں سے مزین رنگ برنگے بینر بھی لٹکائے گئے، مگر نئی بوتل میں شراب پرانی ہی رہی۔ ۷۰ سال گزر چکے، کشمکش جاری ہے، کفر کا اسلام پر حملہ تھما نہیں، مگر اہلِ اسلام نے بھی ہتھیار نہیں ڈالے ہیں۔ ان ۷۰ سالوں میں لا الہ الا اللہ کا حقیقی پاکستان چاہنے والے مسلمان عوام اور اِس پاکستان کو موت کی نیند سلانے والے حاکم طبقے کے مابین کشمکش جاری رہی

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جہاد مکہ کے خلاف نہیں تھا، مکہ کو تباہ کرنے اور اسے کفر و شرک کی ظلمتوں میں ڈالنے والوں کے خلاف آپ صلی اللہ علیہ وسلم لڑے تھے۔ مکہ کو کفر و شرک کے گند سے صاف کرنے اور اسے توحید کے نور سے منور کرنے کے لیے بدر و احد کے میدان سجے تھے۔ اِس ملک سے ہمیں محبت ہے، یہاں کے مکینوں اور گلی کوچوں سے ہمیں محبت ہے۔ اس محبت کا تقاضا ہے کہ وقت کے ابو جہل اور اس کے آلہ کاروں سے اپنے اس پاکستان کو آزاد کروایا جائے۔ اس لیے پاکستان پر قابض شریعت کے دشمنوں کی آنکھوں میں ہم مجاہدین آنکھیں ڈال کر کہتے ہیں کہ ہم پاکستانی ہیں اور پاکستان ہمارا ہے۔

پاکستان کے میرے محبوب مسلمان بھائیو!

فرانس کے سپہ سالار نپولین نے مصری مسلمانوں پر چڑھائی کی اور خون کے دریا بہا دیے۔ فتح کے بعد نپولین مسلمانوں کے اجتماع کے سامنے پگڑی اور جبہ پہن کر کھڑا ہوا، خطاب کا آغاز 'بسم اللہ الرحمن الرحیم' سے کیا، کہا: ''ہم آپ کے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے انصار ہیں۔ آپ میری تصدیق کریں یا تکذیب مگر حقیقت یہ ہے کہ ہم اسلام سے محبت کرنے والے ہیں اور آپ کے دوست ہیں، دوستی کا یہ ہاتھ نہ ٹھکرائیے!''۔ نپولین کی ان باتوں کا سبب اس کی اسلامی دوستی یا مسلمانوں کے ساتھ محبت اور ہمدردی نہیں تھا۔ مسلمانانِ مصر کو رام کرنے کے لیے وہ یہ کرتب دکھا رہا تھا۔

پاکستان کے مسلمان بھائیو!

پاکستان کی فوج اسلام کے ترانے بھی گاتی ہے اور حکمران طبقہ نے آئین میں اللہ کی حاکمیت کے اقرار کی نمائش بھی لگا رکھی ہے۔ یہ طبقہ کتنا اسلامی ہے، مسلمانوں سے اس کی کتنی محبت ہے؟ لال مسجد سے قبائل و سوات تک شریعت چاہنے والوں کی قبریں اس پر گواہی دیتی ہیں۔ عفت مآب بہنوں اور نیک سیرت جوانوں سے بھرے فوجی عقوبت خانے اس فوج کی اسلامی چاہت کے آئینہ دار ہیں۔ یہ کیسی اسلامی ریاست ہے کہ اللہ کے واضح احکامات اپنے نفاذ کے لیے اکثریت کی چاہت کے محتاج ہیں! اللہ سے جنگ پر مبنی سودی نظام جہاں قائم و دائم ہے... کفر و اسلام کی جنگ میں کفار کا فرنٹ لائن اتحادی بننے پر جس کی فوج اور حکومت اعلانیہ فخر اور کمائی کرتی ہے... امر بالمعروف، نہی عن المنکر اور جہاد فی سبیل اللہ کی عبادت جہاں بدترین جرم ہے اور کفر والحاد اور فحاشی و بدکاری کی ترویج اور اشاعت جہاں حکومت اپنی ذمہ داری سمجھتی ہے۔ اس ملک میں اسلام کے نفاذ کی طرف اٹھنے والا ایک عملی قدم بھی یہاں کے لادین سیکولر اور لبرل طبقے کو گوارا نہیں۔ مگر یہاں کا آئین ایسا عجیب اسلامی ہے کہ اسلام پسندوں کی نسبت اسلام دشمنوں کو زیادہ عزیز ہے اور اسلام کی جڑیں کاٹنے والے ہی اس ''اسلامی'' نامی آئین کی بالادستی کو ترقی و خوش حالی بتاتے ہیں۔ پاکستان پر قابض یہ طبقہ لاکھ اس گند کو طہارت کہے، جادوگر میڈیا اس کفر کو لاکھ اسلام کہے، یہ گندگی و جہالت کبھی اسلام نہیں ہو سکتی! اسلام اور اس صریح جہالت کے درمیان دن اور رات کا فرق ہے!

قُلْ لَا يَسْتَوِي الْخَبِيثُ وَالطَّيِّبُ ''کہہ دو ناپاک اور پاک برابر نہیں ہو سکتے'' وَلَوْ أَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيثِ ''اگرچہ ناپاک کی کثرت تمہیں تعجب میں ڈالے'' فَاتَّقُوا اللّٰهَ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ ''پس اللہ سے ڈرو اے عقل والو'' لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ''تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ''۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

قَدْ تَرَكْتُكُمْ عَلَى الْبَيْضَاءِ ''میں نے تمہیں روشن ہدایت پر چھوڑا'' لَيْلُهَا كَنَهَارِهَا ''اس کی رات بھی دن کی طرح واضح ہے'' لَا يَزِيغُ عَنْهَا بَعْدِي إِلَّا هَالِكٌ ''میرے بعد صرف وہی گمراہ ہو گا جس نے ہلاک ہونا ہو'' وَمَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ فَسَيَرَى اخْتِلَافًا كَثِيرًا ''اور تم میں سے جو زندہ رہے گا تو وہ اختلاف کی کثرت دیکھے گا'' فَعَلَيْكُمْ بِمَا عَرَفْتُمْ مِنْ سُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ ''پس تم میری سنت اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت میں سے جو جانتے ہو اسی کے ساتھ چمٹے رہو''۔

پاکستان کے میرے محبوب مسلمان بھائیو!

اسلامی ریاست کے یہ نغمے مسلمانانِ پاکستان کو اسلام دلانے کے لیے نہیں گائے جا رہے ہیں بلکہ نفاذِ اسلام کی راہ روکنا ان کا مقصد ہے۔ چند بے جان اسلامی دفعات کو آئین میں ڈالنے کا سبب مسلمانوں کو نظامِ کفر کے سامنے رام کرنا ہے۔ یہ نفاذ اسلام کی قرار دادیں، اسلامی دفعات اور شرعی اصطلاحات نپولین کا وہ عمامہ اور جبہ ہیں جن کی آڑ میں اسلام کی تخریب ہی ہدفِ اول ہے۔ اسلام کی یہ کھوکھلی نمائش وہ آڑ ہے جس کے پیچھے مفاد پرست جرنیل اور یہ خائن حکمران اپنی اسلام دشمنی چھپا رہے ہیں۔ یہ نمائش اس مجرم ٹولے کی خوبی نہیں ہے کہ ہم ان مجرمین کی عظمت اور حرمت دلوں میں بٹھائیں بلکہ یہ اللہ کے دین کو مذاق بنانے کا جرم عظیم ہے۔ ہندوؤں کے مندر پر اللہ کی حاکمیت کا اقرار لکھنے سے مندر مسجد نہیں بنتا! شراب کی بوتل پر زم زم کا لیبل لگائیے، سود کو تجارت کہہ دیجیے، امریکی مفاد کے راستے میں مرنے والوں کو شہید کہیے جبکہ لاالہ الا اللہ کے لیے قتل ہونے والوں کو دہشت گرد کا نام دیجیے!... الأشياء تعرف بالحقائق لا بالأسماء۔ اشیاء اپنی حقیقت ہی سے جانی جاتی ہیں خالی ناموں سے نہیں۔ مسلمانانِ پاکستان کو ان شاءاللہ مزید دھوکہ نہیں دیا جا سکتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

''سَيَأْتِي عَلَى النَّاسِ سَنَوَاتٌ خَدَّاعَاتٌ [لوگوں پر بہت جلد دھوکہ اور فریب کا دور آنے والا ہے] يُصَدَّقُ فِيهَا الْكَاذِبُ [جھوٹے کو سچا کہا جائے گا]، وَيُكَذَّبُ فِيهَا الصَّادِقُ، [اور سچے کو جھوٹا کہا جائے گا] وَيُؤْتَمَنُ فِيهَا الْخَائِنُ، وَيُخَوَّنُ فِيهَا الْأَمِينُ، [خائن کو امانت دار کا لقب دیا جائے گا اور دیانت دار کو خائن مشہور کیا جائے گا]، وَيَنْطِقُ فِيهَا الرُّوَيْبِضَةُ" [اس دور میں رویبضہ! بات کریں گے] قِيلَ: وَمَا الرُّوَيْبِضَةُ؟ [پوچھا گیا رویبضہ کیا ہوتے ہیں؟ فرمایا، بے وقوف شخص جو عوام کے امور میں باتیں کرے گا]

آج واقعی دھوکہ و فریب کا دور ہے۔ بڑی ڈھٹائی کے ساتھ پاکستان کے خیر خواہوں کو بدخواہ اور اس کے دشمن دکھایا جاتا ہے اور اس کے صریح دشمنوں کو دوست اور ہمدرد بتایا جاتا ہے۔ ایسے میں اپنے مسلمان بھائیوں سے گزارش ہے کہ نورِ ایمانی سے حق کو پہچانیے، آپ حق والوں کو ضرور پہچان جائیں گے، لا الہ الا اللہ کا حقیقی پاکستان دل و ذہن میں تازہ رکھیے، پاکستان کے خیر خواہوں اور بدخواہوں کی پہچان آسان ہو جائے گی۔ لاالہ الا اللہ والے حقیقی پاکستان کے دشمنوں سے نفرت اور عداوت فرض ہے۔ اپنے دلوں کو ٹٹولیے، قول و عمل کا جائزہ لینا ضروری ہے۔ آج اصل و نقل اور حق و باطل میں تمیز کا امتحان ہے۔ پھر باطل کے خلاف حق کی تائید و نصرت میں کھڑا ہونا ہی کامیابی ہے۔

اللّٰهمّ أرنا الحقّ حقّا وارزقنا اتباعه وأرنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابه

اللہ ہمیں حق حق دکھا اور اس حق کے اتباع کی توفیق بھی ہمیں دے، اور اللہ ہمیں باطل باطل دکھادے اور اس باطل سے بچنے کی توفیق بھی ہمیں عطا فرما۔

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين

وصلى الله تعالى على خير خلقه محمد وآله وصحبه أجمعين

☆☆☆☆☆

تحریک آزادئ کشمیر، فکر و عمل کی پکار

استاد اسامہ محمود حفظہ اللہ، ترجمان جماعت القاعدہ بر صغیر

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی رسولہ الکریم

بر صغیر کے بھائیو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک ہے:

مَثَلُ الْمُؤْمِنِينَ ''مومنین کی مثال'' فِي تَوَادِّهِمْ، وَتَرَاحُمِهِمْ، وَتَعَاطُفِهِمْ ''باہمی محبت، ہمدردی اور شفقت کے لحاظ سے'' مَثَلُ الْجَسَدِ ''ایک جسم کی طرح ہے'' إِذَا اشْتَكَى مِنْهُ عُضْوٌ ''جب جسم کا ایک عضو تکلیف میں مبتلا ہوتا ہے'' تَدَاعَى لَهُ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالسَّهَرِ وَالْحُمَّى ''تو پورا جسم اس کے لیے تکلیف اور بخار میں مبتلا ہو جاتا ہے''

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ ''مسلمان مسلمان کا بھائی ہے'' لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يُسْلِمُهُ ''نہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اس کو ظلم کے حوالے کرتا ہے۔''

چند دنوں کے اندر بھارتی قابض فوج نے کشمیر میں ساٹھ سے زیادہ مسلمان شہید کیے، ہزاروں کلمہ گو مسلمانوں کو زخمی کر ڈالا اور بے شمار مسلمانوں کو جیلوں کے اندر دھکیل دیا۔ ماؤں، بہنوں اور بزرگوں کی چیخ و پکار سے ہر مسلمان کا دل زخمی ہے۔ دین سے محبت اور مشرک ہندوؤں سے آزادی کی خاطر قربانیوں کا یہ طویل سفر ثابت کرتا ہے کہ کشمیری قوم ایک زندہ اور مومن قوم ہے۔ اس قوم کی غیرتِ ایمانی مردہ نہیں۔ نہ بھارتی ظلم اس قوم کا ضمیر کچل سکا اور نہ ہی اپنوں کی غداریاں اور خیانتیں اسلام اور جہاد کے ساتھ اس کا رشتہ توڑ سکیں۔ کسی نے ساتھ دیا بھی تو شہ رگ کے دعوے کر کے اور مدد و نصرت کا یقین دلا کر مگر بیچ سفر ہی میں اسے تنہا چھوڑ دیا... پر یہ قوم کسی کی پرواہ کیے بغیر جبر کے سامنے ڈٹی رہی... قربانیوں پر قربانیاں دے کر آگے بڑھتی رہی، کفر کی غلامی سے انکار اور اللہ وحدہ کی بادشاہت کا بر ملا اقرار اس کا شیوہ رہا اور 'بہار ہو کہ خزاں، لا الہ الا اللہ' کی مانند اپنے برحق موقف اور دینی غیرت سے ایک قدم بھی یہ پیچھے نہیں ہٹی... کشمیری قوم کی یہ ایمانی غیرت اللہ قبول فرمائے، اسے پورے بر صغیر کے لیے نمونۂ عمل ثابت کرے اور اللہ اس قوم کی اور کفر کے مقابل اسے کھڑا رکھنے والی قیادت کی رہنمائی فرمائے۔ آمین

اپنے کشمیری بھائیوں اور ان کی قیادت کے ساتھ ہم اس موقع پر تعزیت کرتے ہیں۔ مگر اس بیان کا مقصد محض تعزیت نہیں، دکھ اور غم کا اظہار صرف نہیں، یک جہتی اور ہمدردی کا کھلا مظاہرہ نہیں، عالمی ضمیر نامی بدبودار لاش کے سامنے مطالبات اور قرار دادوں کی راہ دکھلانا بھی مقصود نہیں، مد نظر کشمیری بھائیوں کے زخموں پر مرہم رکھنا ہے، مسلمانانِ کشمیر کی مدد کے لئے امت مسلمہ کے سامنے فکر اور عمل کی پکار ہمارا مقصد ہے۔

محترم بھائیو! اس درد بھری صورتِ حال میں اصل اور اہم کام راستے کی پہچان ہے، دوست اور دشمن کی شناخت ہے؛ منزل کی طرف یہ پہلا قدم اگر ہم نے اٹھالیا تو یہ اس مظلوم قوم کی حقیقی دادرسی ہوگی۔ یہی ان مظلوموں کے زخموں پر مرہم ہوگا۔ لیکن اگر ہم ماضی کی طرح بھول بھلیوں میں بھٹکتے اور اپنے بھائیوں کو بھٹکاتے رہے، رہزنوں اور لٹیروں کو رہبر و نجات دہندہ جبکہ سرابوں کو منزل و مقصود بتاتے رہے تو اپنی اس مظلوم قوم کے ساتھ ہماری طرف سے اس سے بڑھ کر ظلم اور زیادتی کوئی نہیں ہوگی۔

کشمیر کے عزیز بھائیو! غیرت ایمان سے سرشار کشمیری نوجوانو! کیا وقت نہیں آیا کہ ہم ہمدردی اور خیر خواہی کے اِن دعویداروں کو خیر باد کہیں جو کشمیر کا مسئلہ ہمیشہ کے لئے مسئلہ ہی دیکھنا چاہتے ہیں۔ ''اقوام متحدہ'' کی شکل میں شیطان کی مجلس شوریٰ ہو یا پاکستانی فوج اور حکومت کی صورت میں غدارانِ اُمت... مظلوم کشمیریوں کے ایشو کی حیثیت ان بے ضمیروں کے ہاں منحوس کھیل اور قبیح تجارت سے زیادہ نہیں۔ ایمان، اخلاص اور اتباعِ شریعت ایسے بنیادی رختِ سفر کے جب یہ خود لٹیرے اور دشمن ہوں تو پھر ان سے کسی خیر کی توقع کیسی اور کیوں؟ کشمیریوں کے زخم رِستے رکھنا ان کی سیاست ہے، ماؤں اور بہنوں کی چیخ و پکار سے ان کی دکانیں چلتی ہیں اور وادئ کشمیر میں سلگتی آگ کو جلائے رکھنے سے ان کی عیاشیوں اور شاہ خرچیوں کو تحفظ ملتا ہے۔ جو راستہ یہ دکھاتے ہیں اس کی منزل ناکامی، نامرادی اور درد بھری اذیت کے سوا کچھ نہیں ہے۔ افسوس کی بات ہے کہ اس مظلوم قوم کے ساتھ خیانتوں اور غداریوں کی یہ داستاں غیروں کے مظالم سے کوئی کم طویل نہیں۔ ۶۵، ۷۰ سال کا عرصہ کم نہیں ہے کہ اپنے پرایوں، ہمدردوں اور خود غرضوں میں ہم تمیز نہ کر سکیں!

کشمیر اور پورے بر صغیر کے مسلمان بھائیو! کیا یہ کوئی ڈھکی چھپی بات ہے کہ ''اقوام متحدہ'' کی حیثیت 'مجرمینِ عالم کے ہاتھ میں محض ہتھیار کی سی رہی ہے۔ اس کی تاریخ' اسلام اور مسلمان دشمنی سے عبارت ہے۔ اپنے قیام میں آنے کے فوراً بعد اس کا پہلا کارنامہ ارضِ قدس پر اسرائیل کے ناجائز وجود کو جائز اور قانونی حیثیت دینا تھا اور پھر یہی غاصب یہودیوں کے خلاف جہاد کو مستقل دہشت گردی قرار دیتی رہی۔ شیشان کے مظلوم مسلمانوں کے خلاف ظالم روس کے ہاتھ اسی نے مضبوط کیے اور ترکستان میں قابض چین کے ظلم کو قانونی جواز یہی فراہم کرتی ہے۔ افغانستان، عراق اور شام سمیت پوری دنیا میں مسلمانوں کے مقابل غاصبوں اور ظالموں کی یہی ادارہ عملی مدد کرتا رہا ہے۔ پھر کشمیر پر ہندو کا قبضہ کیا اسی اقوام متحدہ کی نگرانی میں نہیں ہوا؟ یہ سب کچھ کیوں نہ ہو جب اقوام متحدہ کی قیادت پر کوئی اور نہیں وہی پانچ ممالک قابض ہیں جنہیں خونِ مسلم کی چاٹ لگی ہوئی ہے؟ ویٹو پاور کے حامل یہی ممالک، یہی مجرمین آج شام کے اندر متحد ہو کر مسلمانوں پر بمباریاں کر رہے ہیں۔ ایسے میں ہمیں یہ سچ قبول کرنا چاہیے

کہ اقوامِ متحدہ مسئلہ کشمیر سمیت امت کے تمام مسائل کا سبب ہے، حل نہیں! یہ سچ قبول کریں گے تو اصل حل کی طرف بڑھنا آسان ہوگا ان شاءاللہ۔

برصغیر کے مسلمان بھائیو! کشمیر صرف کشمیری مسلمانوں کا مسئلہ نہیں، یہ پاکستان و ہندوستان بلکہ امتِ مسلمہ کے ڈیڑھ ارب مسلمان عوام کا مسئلہ ہے۔ اس مسئلے کی بنیاد عقیدہ ہے۔ مسلم اور ہندو کے درمیان فرق اور تمیز ہی اس تنازعے کی اساس ہے۔ پس ہم بطور مسلمان قوم اس کا حل تجویز کرنے میں آزاد نہیں، ہمارا یہ اختیار ہی نہیں کہ کشمیر اور مسلمانانِ برصغیر کو کفر و شرک کے غلبہ میں دیں اور لے دے کر ہندو مسلم بھائی بھائی کا نعرہ لگائیں۔ اللہ نے اس تنازعہ کا حل اپنی کتاب میں نازل فرمایا ہے جس کے ہم پابند ہیں۔ یہ حل جہاد ہے۔ کتب علیکم القتال ''تم پر قتال فرض کیا گیا ہے'' مظلوم کے مقابل ظالم کا ہاتھ روکنے کے لیے جہاد، انسانوں کو انسانوں کی غلامی سے نکال کر فقط ان کے رب اللہ کی غلامی میں دینے کے لیے جہاد اور غیر اللہ کے ظلم و جبر پر مبنی نظاموں کو توڑ کر اللہ وحدہ لا شریک کی عادلانہ شریعت قائم کرنے کے لیے جہاد... یہ وہ جہاد ہے جو آج فرضِ عین ہے اور اس فرض سے بطور مسلم قوم کوتاہی اور غفلت ہی ہے کہ جس کا خمیازہ کشمیر اور پورے برصغیر کے مسلمان بھگت رہے ہیں۔ ہمیں یہ ماننا ہوگا کہ کشمیر کا معاملہ سیاسی یا اقتصادی نہیں، یہ دینی معاملہ ہے، اللہ کے سامنے جواب دہی کا معاملہ ہے۔ اللہ نے ایک حل، ایک راستہ اور ایک اصول بتادیا ہے: وَقَاتِلُوهُمْ ''اور ان کے خلاف لڑو!'' کب تک؟ حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ۔ جب کوئی آئین، کوئی قانون، کوئی دین، کوئی نظام اور کوئی قوت غالب نہ رہے۔ رہے تو صرف اللہ کی کتاب، اللہ کا دین وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ... اللہ کی شریعت حاکم اور غالب رہے!!

کشمیر کے میرے مسلمان بھائیو! اللہ رب العزت نے اپنے خلاف کھڑے باغیوں کے ساتھ تعامل کا طریقہ یعنی جہاد و قتال بھی بتادیا اور اس جہاد کا مقصدِ اول بھی واضح کر دیا۔ یہ مقصد شریعتِ الٰہی کا قیام ہے۔ اللہ کی نازل کردہ شریعت کا قیام ہی مظلوم کے آنسو پونچھے گا اور اسی سے ہی ظلم کا خاتمہ ہوگا۔ جہاد کا مقصد یہ قطعاً نہیں ہے کہ ایک ظالم کو ہٹا کر دوسرے ظالم اور اللہ کے باغی کو مظلوموں کے سروں پر مسلط کیا جائے... مقصد و ہدف آسمانی عدل کا قیام ہے... یہ عدل انسان نما شیاطین کے جہالت پر مبنی آئین اور قوانین میں نہیں! عدل وہ ہے جو انسانوں کے رب، اللہ مالک الملک نے سات آسمانوں کے اوپر سے نازل کیا، اس آسمانی عدل کے سوا ہر قانون، ہر آئین اور ہر نظام ظلم ہے، جہالت ہے اور اشرف المخلوقات انسان کی توہین و بے حرمتی ہے۔[وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ] پس ایک حقیقت ہمیں قبول کرنی چاہیے کہ ظلم سے نجات اور عدل کا قیام ظالموں کے سامنے رونے دھونے سے، حقوق کی بھیک مانگنے یا جمہوری کھیل تماشوں میں شامل ہونے سے نہ کبھی حاصل ہوا ہے اور نہ کبھی حاصل ہو گا۔ کشمیر کے مظلوموں کو عدل دلانے اور برصغیر کے مسلمانوں کو ظلم و جبر سے عبارت اِس کفریہ نظام سے آزاد کرانے کے لیے واحد راستہ جہاد ہی ہے۔ فقہا کی کتب شاہد ہیں کہ آج یہ جہاد، نفل نہیں، مستحب نہیں، نماز روزے کی طرح فرض عین ہے۔

کشمیر اور برصغیر کے مظلوم مسلمان بھائیو! پھر اس حقیقت کا اعتراف کیے بغیر بھی چارہ نہیں کہ یہ جہاد پاکستانی فوج اور ایجنسیوں کے اثر سے آزاد نہ ہوا تو کشمیر کی مظلوم قوم پر ظلم کی یہ رات طویل تو ہو گی مگر ختم کبھی نہیں ہو گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

لا يُلْدَغُ المؤمنُ من جُحْرٍ مرتين

''مؤمن ایک سوراخ سے دو بار نہیں ڈسا جاتا''۔

کیا جہادِ کشمیر کی تاریخ آنکھیں کھولنے کے لیے کافی نہیں کہ پاکستان پر قابض اس فوج کا مقصد مظلوم کشمیریوں کی مدد نہیں، اپنا مفاد ہے۔ مال و دولت کا حصول اور اپنی عیاشیوں کا تحفظ ان کی پالیسی ہے اور مسلمانانِ ہند و کشمیر کے دفاع سے انہیں سروکار ہی نہیں۔ جو فوج امریکی ڈالر لے کر اسلام کے خلاف برسر جنگ ہو، مجاہدینِ امت اور مسلمان عوام کی قاتل ہو، مساجد و مدارس پر بم باریاں جس کا معمول ہو اور اللہ کی شریعت چاہنے والوں کو تعذیب دینا ہی جس کا دھندہ ہو وہ کسی مظلوم کی خاطر اپنی نوکری، تنخواہ اور عیاشی خطرے میں ڈالے گی؟ ناممکن ہے!

کشمیر کے عزیز بھائیو! یہ امتِ مسلمہ کی بیداری اور کفر کی رسوائی کا دور ہے۔ آج کفر کے مقابل امت کے دفاع میں لڑنے والی قوتیں یہ ریاستی افواج نہیں ہیں؛ انگریز کی تیار کردہ یہ افواج تو نظامِ کفر کی چوکیدار و محافظ، امت پر حملہ آور صلیبیوں کی اتحادی اور اسلامی بیداری کے خلاف لڑنے والا ہر اول دستہ ہیں۔ ان کی ذمہ داری کفر کی کھینچی گئی اُن خونی لکیروں کی حفاظت ہے جو اس امت کو ٹکڑوں میں تقسیم کرتی ہیں۔ آج افغانستان سے لے کر شام تک عالمِ کفر کے بدمعاشوں اور جابروں کے خلاف اسلام اور مسلمانوں کے دفاع کے لیے اگر کوئی کھڑا ہے تو وہ مجاہدینِ اسلام ہیں۔ یہ وہ شیر ہیں جو کسی فوج اور حکومت کے تابع اور محتاج نہیں، اللہ کی بے نیاز ذات ان کی ہادی و ناصر ہے جب کہ مسلمان عوام ہی ان کے انصار و مددگار!

کشمیر کے میرے نوجوان بھائیو اور بزرگو! مظلوم کشمیریوں کے زخموں پر مرہم رکھنے کے لیے ان مجاہدین اور مسلمان عوام کو دیکھیے، محض وہ مجاہدین ہی آپ کے دکھوں کا مداوا ہو سکتے ہیں جو اپنے مقاصد و اہداف، پالیسی اور نظریات میں کسی طاغوتی حکومت، فوج اور ایجنسی کے تابع اور محتاج نہ ہوں۔ تاریخ گواہ ہے کہ پاکستانی ایجنسیوں کی نگرانی میں ان کے تعاون سے لڑنا، جہاد کے ثمرات ضائع کروانا اور مظلوم کشمیریوں پر ظلم میں مزید اضافہ کروانا ہے اس لیے کہ فوجی اور مجاہد کے عقیدے، نظریے، تربیت اور اہداف میں زمین و آسمان کا فرق ہوتا ہے۔ سنہ ۲۰۰۲ء میں بھارتی فوج نے بارڈر پر آ کر جب پاکستانی فوج کو تھوڑی سی قوت دکھائی تو یہ اس کے سامنے مکمل بچھ گئی۔ کل تک جہادِ کشمیر کی وکالت کرنے والے جرنیل جہادِ کشمیر کو دہشت گردی کہنے لگے، کشمیری تنظیموں پر پابندی لگادی گئی، مہاجرین مظفر آباد اور مانسہرہ کے کیمپوں میں قیدی بن گئے، جہادی میدانوں سے روک

کرا نہیں مزدوری پر مجبور کیا گیا، کسی مجاہد نے بھارتی بارڈر پار کرنا چاہا تو اسے پاکستانی فوج کی گولیوں سے شہید ہونا پڑا، کشمیر کو اپنی شہ رگ گردانئے والوں کے ہاتھوں تحریکِ آزادی کی پیٹھ میں چھرا گھونپا گیا اور مظلوم کشمیریوں کو بے رحم ہندوؤں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا گیا!

یہ سب کچھ کیوں؟ اس لیے کہ بھارتی فوج کے دباؤ اور امریکی ناراضی کے سامنے ڈٹنا ان کے 'ڈاکٹرائن' ہی سے خارج تھا! کشمیری بہنوں اور بیٹیوں کی عصمتیں لٹتی رہیں اور مظلوم کشمیریوں پر ظلم میں اضافہ ہوتا رہا مگر پاکستانی جرنیلوں نے جہادِ کشمیر سے غداری کر کے اپنے سروں سے وقتی خطرہ ٹال دیا... ہندوؤں کا کبر اور ظلم آسمان کو پہنچ گیا مگر پاکستانی فوجیوں کی وردی، تنخواہ اور عیاشی سلامت رہی!

اس کے برعکس ارضِ افغانستان کے مجاہد سپہ سالار اور مومن حکمران کی مثال دیکھیے۔ یہ مجاہد چونکہ "کاکول" کے تربیت یافتہ نہیں تھے ...اللہ کی کتاب، مسجد و مدرسہ اور جہادی میدان سے آپ کو تعلیم و تربیت ملی تھی، اس لیے امریکہ نے جب آپ سے ایک مسلمان مانگا تو آپؒ نے انکار کر دیا۔ وقت کے فرعون نے افغانستان کو پتھروں کے زمانے میں دھکیلنے کی دھمکی دے دی، آپؒ نہیں جھکے... آپؒ نے جواب دیا:

"یہ ایک فرد کا نہیں، کفر اور اسلام کا معاملہ ہے۔ امریکی افغانستان کے ہر درخت اور ہر پتھر کو بھی جلا کر راکھ کر ڈالیں تو پرواہ نہیں، میری ایمانی غیرت گوارا نہیں کرتی کہ میں کسی ایک مسلمان کو بھی کافر کے حوالے کر دوں"۔

امریکہ پچاس سے زیادہ ممالک کی کیل کانٹے سے لیس افواج کے ساتھ حملہ آور ہوا، ڈرون، بی باون، ایف سولہ سمیت ساری جدید ترین ٹیکنالوجی آزمائی گئی۔ مگر اللہ کے یہ مجاہد بندے ایک لمحہ بھی جھکے نہیں، دبے نہیں، لڑتے گئے اور شہادتوں اور قربانیوں کی عظیم تاریخ رقم کرتے رہے۔ بالآخر امریکہ شکست کے دہانے پر آ پہنچا، اسلام کا بول بالا ہوا، توحید کا جھنڈا آج بھی آدھے سے زیادہ افغانستان پر لہرا رہا ہے۔ جس جہادی تحریک کو ختم کرنے کی خاطر امریکہ افغانستان پر حملہ آور ہوا تھا وہ افغانستان سے نکل کر الحمد اللہ پوری دنیا میں پھیل گئی!

یہ فرق ہے مجاہد اور فوجی کے درمیان! اللہ پر ایمان رکھنے والے مجاہد اور دنیاوی قوت کو اپنا خدا سمجھنے والے فوجی کب ایک جیسے ہو سکتے ہیں؟ اللہ کی رضا کے لیے لڑنے والے اور روپے پیسوں و ترقی کے لیے اسلحہ اٹھانے والے کے درمیان کوئی کم فرق نہیں! مجاہد کفر کا دباؤ، اس کی فوجیں اور ٹیکنالوجی دیکھ کر ایمان نہیں بیچتا، کفر کی طاقت سے مرعوب ہو کر وہ اپنے مظلوم بھائیوں کو بے یار و مددگار نہیں چھوڑتا! چہار سُو دشمن کی قوت دیکھ کر وہ اس کے سامنے جھکتا نہیں، سجدہ نہیں کرتا بلکہ اس کا ایمان اپنے خلاف ظالموں کی قوت دیکھ کر مزید قوی ہو جاتا ہے اس لیے کہ وہ اللہ ہی کی مدد اور اطاعت میں لڑتا ہے! اللہ رب العزت فرماتا ہے [الَّذِينَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ]... مؤمنین وہ ہیں جب لوگ انہیں کہتے ہیں "إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ]... لوگ تمہارے خلاف جمع ہوئے ہیں، ڈرو ان سے" [فَزَادَهُمْ إِيمَانًا]... تو ان کا ایمان بڑھ جاتا ہے [وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ]... اور کہتے ہیں اللہ ہمارے لیے کافی ہے اور یہ اللہ بہترین مددگار ہے"...

مجاہد، جہاد کو ملکی پالیسی نہیں بلکہ عبادت سمجھتا ہے، مظلوم کی مدد اس کے نزدیک گندی سیاست نہیں، اللہ کی قربت کا وسیلہ ہوتی ہے۔ جب کہ فوجی مخالف قوت دیکھ کر ڈھیر ہو جاتا ہے، تعداد میں ایک لاکھ ہونے کے باوجود ہندو فوج کے سامنے سرنڈر ہو جانا اس کے لیے کوئی مسئلہ ہی نہیں ہوتا، آدھے پاکستان کو ہندو مشرک بتوں کے پجاریوں کے حوالے کرتا ہے اور It's Part Of the game کہہ کر بے شرمی اور بے غیرتی کی تاریخ رقم کرتا ہے۔ یہی فرق ہے شاہین صفت مجاہد اور کرگس فوجی کے درمیان!

پرواز ہے دونوں کی، اسی ایک فضا میں
کرگس کا جہاں اور ہے، شاہیں کا جہاں اور

پس کشمیر کے عزیز بھائیو! آزادئ کشمیر خالص شرعی بنیادوں پر جہادی تحریک کھڑی کیے بغیر ناممکن ہے۔ ایسی تحریک جو کسی فوج یا حکومت کے تعاون اور نگرانی میں نہیں بلکہ پاکستان و ہندوستان کے مسلمان عوام کی تائید و نصرت پر کھڑی ہو۔ ایسی تحریک جو اللہ کے دشمن کافروں سے عداوت جبکہ مومنین کی حمایت پر یقین رکھتی ہو، جو جمہوریت کے کفریہ کھیل تماشوں سے دور شریعت کی اتباع ہی کو اپنا ہدفِ اول سمجھتی ہو اور جس کا مقصد آزادیءِ کشمیر کے ساتھ ساتھ برصغیر میں دینِ محمدی ﷺ کا نفاذ بھی ہو۔

ایجنسیوں کے اثر سے پاک یہ خالص جہاد مشکل ضرور ہے مگر ناممکن قطعاً نہیں، فیصلہ مشکل اور آسان کے درمیان نہیں، جہاد کے ثمرات اپنے ہاتھ میں رکھنے یا دشمنوں کی جھولی میں ڈالنے کے مابین انتخاب کا مسئلہ ہے۔ الحمد للہ، طواغیت کے اثر سے بالکل آزاد جہاد آج پوری دنیا میں ہو رہا ہے۔ شیشان، یمن، صومال، مغرب اسلامی، اسلامی ترکستان اور سب سے بڑھ کر امارت اسلامی افغانستان اور ارضِ شام کی جہادی تحریکیں ہمارے لیے بہترین مثال ہیں، ان جہادی تحریکوں نے ثابت کر دیا کہ اسلام اور مسلمانوں کا دفاع اس وقت ہو سکتا ہے جب طاغوتی افواج اور حکومتوں سے تحریکِ جہاد بالکل آزاد ہو۔ عصرِ حاضر کی جہادی تاریخ یہی سبق دیتی ہے۔ لہٰذا اللہ سے ڈرنے اور صرف اسی پر توکل کی ضرورت ہے۔ اللہ نے ہمیں یہ حقیقت بتا دی ہے "جو اللہ کا تقویٰ اختیار کرے، اللہ اس کے لیے مخرج ضرور پیدا فرمائے گا اور ایسی جگہ سے اس کو رزق دے گا جہاں سے اس کا گمان بھی نہ ہو" [وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ] آگے اللہ فرماتا ہے: [وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ] "اور جو اللہ پر توکل کرتا ہے" [فَهُوَ حَسْبُهُ] "تو اللہ اس کے لیے کافی ہے" [إِنَّ اللَّهَ بَالِغُ أَمْرِهِ] "اللہ اپنے فیصلے پورے فرماتا ہے" اللہ کا وعدہ ہے کہ جو اس کی رضا کے لیے جہاد کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی ضرور رہنمائی فرمائے گا [وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا]۔

(بقیہ صفحہ ۶۷ پر)

معرکہ ٔجی ایچ کیو ٔکی سنسنی خیز ایمان افروز سچی روداد

سنٹرل جیل فیصل آباد سے نوائے افغان جہاد کے لیے بھیجی گئی نایاب و قیمتی ایمان افروز داستان...

امیر المجاہدین، جبل استقامت، پیکر حریت، سرمایۂ اہل سنت، نمونہ اسلاف حضرت جناب ڈاکٹر محمد عقیل عرف ڈاکٹر عثمان رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ، کی زبانی

۹؍اکتوبر ۲۰۰۹ء بروز جمعۃ المبارک ہم دس مجاہدین نے آب زم زم اور کھجوروں کا ناشتہ کیا اور فوجی وردیاں پہن کر سب نے اجتماعی دعا کی اور اُس کیری ڈبہ پر مقر[جی ایچ کیو] کا ٹیگ لگایا جس میں سوار ہو کر ہم نے جانا تھا، پھر اس میں سوار ہو کر جی ایچ کیو پہنچے... یہ تقریباً دن دس بجے کا وقت تھا۔ ہم دس میں سے چھ فدائی تھے جن کی عمریں پندرہ سولہ سال کے درمیان تھیں۔ میں محمد عقیل عرف ڈاکٹر عثمان اس معرکہ کی قیادت کر رہا تھا اور ڈاکٹر حیدر میرے نائب تھے۔

میں نے ۱۹۸۹ء میں آرمی جوائن کی تھی اور مقصد اسلام کی خدمت اور دفاع کرنا تھا لیکن جب میں قریب ہوا تو واضح طور پر یہ محسوس کیا کہ یہ فوج سر سے پیر تک امریکہ کی غلام ہے اور اس وقت خطے میں صلیبی مفادات کی اولین محافظ ہے بلکہ صلیبیوں سے بڑھ کر اسلام کی دشمن ہے...لہٰذا میں نے فوج کی نوکری پر ایمان کو ترجیح دی...افغانستان پر صلیبی حملے کے بعد میں فوج چھوڑ کر اسلام کی عظمت کے نشان مجاہدین سے آملا... مجھے یاد ہے کہ میں بچپن میں جب کسی دربار کے پاس سے گزرتا تو دور سے صاحب قبر باباجی کو جھک کر سلام کرنا ضروری سمجھا کرتا تھا، یعنی شرک ہمارے اندر سمایا ہوا تھا...ایسے میں مجھے تبلیغی جماعت والے مل گئے اور میں نے ان سے اللہ تعالیٰ کی بڑائی اور وحدانیت کی تعلیم پائی، جو تبلیغی جماعت کے چھ نمبروں میں سے پہلا اور بنیادی نمبر ہے... تو اپنے شرکیہ افعال پر ندامت ہوئی اور اللہ تعالیٰ کی عظمت حقیقتاً میرے دل میں ایسی راسخ ہوئی کہ اللہ تعالیٰ وحدہ لا شریک لہ کے علاوہ سارے معبودانِ باطلہ کی عظمت دل سے نکلتی چلی گئی... یہی بنیادی وجہ فوج چھوڑنے کی بنی، اس فوج میں یہ بات میں نے دیکھی کہ یہ اللہ تعالیٰ کی بجائے امریکہ کو ہی خدا سمجھتے اور کہتے تھے...چنانچہ دورانِ قید بھی مجھ سے کہا جاتا کہ

> ''تم کیا خدا، خدا کرتے ہو؟ اب امریکہ ہی خدا ہے اسے ہی ہم نے سجدہ کرنا ہے''(معاذاللہ معاذاللہ)...

یہ کفر ایک مومن سے کیسے برداشت ہو سکتا ہے ؟؟؟ تو میں جی ایچ کیو کا تذکرہ کر رہا تھا۔ جب ہماری گاڑی وہاں پہنچی تو پہلی پوسٹ پر کسی نے تلاشی نہ لی۔ ہم سب فوجی وردیوں میں ملبوس تھے اور گاڑی پر جی ایچ کیو کا ٹیگ لگا ہوا تھا۔ اسی طرح دوسری پوسٹ پر بھی بغیر تلاشی کے عبور کر گئے۔ اب تیسری چیک پوسٹ پر ہماری گاڑی روک کر تلاشی کا مطالبہ کیا گیا۔ تو میں نے نیچے اتر کر فائرنگ شروع کر دی اور میرے اترتے ہی کیری ڈبے کے دونوں دروازے اور عقبی (ڈگی کا) دروازہ بیک وقت کھلے اور سب مجاہدین نے پہلے سے طے شدہ منصوبے کے تحت فائرنگ شروع کر دی۔ زبردست مقابلہ ہوا جس میں چند فوجی مردار ہوئے اور قریباً دس کے قریب فرار ہونے میں کامیاب ہوئے۔ غالباً یہی تھے جن کا فرار ہونے کی وجہ سے بعد میں کورٹ مارشل ہوا۔ اور غالباً انہی میں سے وہ سپاہی تھے جن سے میرے کیس کی سماعت کے دوران میں گواہی کے لیے بلانے پر جج نے پوچھا تھا کہ ''تم کیوں بھاگ گئے تھے؟''...تو انہوں نے عدالت میں کہا تھا کہ ''اگر یہ پھٹ جاتے تو پھر؟''...یہ صلیبی اتحادی ناپاک فوجی اپنے دشمن سے مقابلہ پر لڑنے کی بجائے بھاگنے کو ترجیح دیتے ہیں۔ اور بے چارے کریں بھی کیا؟ ایمان، تقویٰ و جہاد کے بجائے اب ان کا کام کفر، ڈالر اور زنارہ گیا ہے...ڈالروں کے بھوکے اور عیاشی کے رسیا، موت سے بھاگیں نہ تو اور کیا کریں؟

چیک پوسٹ پر مزاحمت ختم ہو گئی اور ہم آگے بڑھنے لگے وہاں ہمیں تین مجاہدین کی قربانی دینی پڑی جن میں ایک راکٹ لانچر والا بھی تھا۔ ان تین شہیدوں کو چھوڑ کر ہم کھلی سڑک پر آگے بڑھنے لگے اور ہمارے سامنے ایک بکتر بند آتی دکھائی دی، جسے ہٹ کرنے کے بجائے میں نے اُسے ہاتھ سے مدد کا اشارہ کر کے مرکزی دروازے کی جانب جانے کو کہا۔ ہم چونکہ فوجی وردیوں میں ملبوس تھے اس لیے وہ دھوکہ کھا گیا اور بجائے ہم سے الجھنے کے مرکزی چیک پوسٹ کی طرف تیزی سے بڑھنے لگا، جہاں سے ہم گزر آئے تھے۔ اس پوسٹ پر پچھلی چوکیوں سے سپاہی پہنچ چکے تھے انہوں نے جب بکتر بند والے کو مجاہدین سے مزاحمت کیے بغیر چیک پوسٹ کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا تو انہوں نے بدحواس ہو کر اُس پر فائرنگ شروع کر دی، شاید وہ یہ سمجھے کہ یہ مجاہدین سے ملا ہوا ہے۔ چونکہ بکتر بند والے کو ابھی صحیح صورت حال سمجھ نہیں آرہی تھی اس لیے اُس نے اپنی گاڑی پر فائرنگ کرنے والے فوجیوں پر فائر کھول دیا اور اس آپس کی مڈ بھیڑ کا فائدہ مجاہدین کو یہ ہوا کہ وہ اپنی منزل کی جانب بغیر رکاوٹ کے تیزی سے بڑھتے چلے گئے۔

مجاہدین کا ہدف ہائی سیکورٹی زون میں واقع MI [ایم آئی] کا دفتر تھا۔ آگے ایک بڑا دروازہ سنگِ راہ ہوا جس کو عبور کر کے ہمیں اپنے ہدف تک پہنچنا تھا، یہاں بھی مزاحمت ہوئی اور گارڈز نے دروازہ بند کرنے کی کوشش کی جس میں وہ ناکام رہے۔ یہاں فائرنگ کے تبادلے میں ایک اور مجاہد نے جامِ شہادت نوش کیا اور ایک مجاہد کی ٹانگ پر گولی لگی جس کی وجہ سے وہ زخمی ہو گیا اور آگے نہ بڑھ سکا اور بقیہ پانچ مجاہدین یہاں مزاحمت ختم ہونے پر آگے بڑھے۔ مجاہدین اپنی منزل کے قریب ہوتے جا رہے تھے اُدھر پیچھے سے کثیر تعداد

میں فوجی دستے اُن کے تعاقب میں جی ایچ کیو میں داخل ہونے لگے۔ من جانب اللہ انتظام دیکھیے' جو مجاہد ٹانگ میں گولی لگنے سے زخمی ہو گیا تھا اُس نے اپنی ٹانگ پر پٹی باندھ لی اور اکیلا ہی فوجی دستوں کے لیے رکاوٹ بن گیا اور اُس کی فائرنگ نے بڑھتے ہوئے دستوں کے قدم روک دیے۔ اور بالآخر فائرنگ کے تبادلے میں اُسے گولی لگی اور اُس نے بھی جام شہادت نوش کیا رحمہ اللہ و علیٰ جمیعھم رحمۃ واسعۃ۔ اس دورانیہ میں بقیہ پانچ مجاہدین بغیر مزاحمت کے اپنے ہدف تک پہنچ گئے۔ یہ ایم آئی MI کا مین آفس تھا اور ساتھ ہی چیف آف آرمی سٹاف کا آفس تھا۔ ہمارا ہدف صرف ایم آئی MI کا دفتر تھا اور بفضل اللہ تعالیٰ ہم وہاں تک پہنچ گئے تھے۔ جی ایچ کیو میں ایسی حساس جگہ پر سب لوگ نہتے تھے۔ کسی کے وہم وگمان میں بھی نہ تھا کہ خدا کا قہر مجاہدین کی صورت میں یہاں بھی ان کے سروں پر پڑ سکتا ہے۔

چنانچہ دفتر کے باہر ایک بریگیڈیئر نے مجھے اشارہ سے پوچھا کہ کیا بات ہے؟ جواب میں، میں نے اسے ایک فائر کر کے کسی اور سوال پوچھنے کے قابل نہ چھوڑا اور پھر ہم لوگ اندر داخل ہو گئے اور اندر موجود افراد کو گن پوائنٹ پر لے لیا۔ یہ لگ بھگ پچیس ۲۵ افراد تھے۔ اسی اثنا میں ایک نے چلاّ کر کہا کہ ''میں جی ایچ کیو کی سیکورٹی کا چیف ہوں، میں تمہارا افسر ہوں!''... وہ سمجھا کہ شاید گارڈز میں بغاوت ہوئی ہے اور میں اپنی افسری کا رعب دکھا کر اسے فرو کر لوں گا اس لیے کہ فوج میں افسری، خدائی کے برابر سمجھی جاتی ہے۔ اُسے بھی گولی کی زبان میں سمجھا کر خاموش کروا دیا گیا۔ اسی اثنا میں یرغمال بنائے گئے مرتدین میں سے ایک بھاگ کھڑا ہوا، ڈاکٹر حیدر نے اسے روکا بھی لیکن وہ رُکا نہیں۔ دو، تین مرتبہ وارننگ دینے کے بعد آخر کار اُنہوں نے اُس پر فائرنگ کی، اُس کی پسلیوں میں گولی لگی اور وہ وہیں ڈھیر ہو گیا۔ میں اُس کے قریب گیا اور اپنی آنکھوں سے اُس کی جان نکلتے ہوئے دیکھتا رہا۔ اُس کا جسم تقریباً پندرہ منٹ تک ایسے تڑپتا رہا جیسے سردی کی وجہ سے کوئی انسان کانپتا ہے بالکل ویسے ہی تو نہیں کہا جا سکتا، بس کچھ ایسے تھا جیسے کسی نے باندھ رکھا ہو اور وہ تڑپنے نہ دے رہا ہو، پندرہ منٹ میں اُس کی جان سخت تکلیف سے نکلی تو میں نے قرآن مجید کی یہ آیت مبارکہ پڑھی:

والنّٰزعات غرقا

''قسم ہے سختی سے ڈوب کر جان کھینچنے والے فرشتوں کی''...

یہ سورہ نازعات کی پہلی آیت ہے اور اس آیت کی تفسیر میں علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ' تفسیرِ عثمانی میں لکھتے ہیں:

''ان فرشتوں کی قسم جو کافروں کی رگوں میں گُھس کر اُن کی جان سختی سے گھسیٹ کر نکالتے ہیں''۔

یہ منظر دیکھ کر باقی یرغمالیوں کی بھی جان نکل گئی یعنی نکلی تو نہیں لیکن جان رہی بھی نہیں اور صلیب کی سب سے زیادہ قابل فخر فوج کے بہادر افسران دھاڑیں مار مار کر رونے لگے اور ہاتھ جوڑ، جوڑ کر معافیاں مانگنے لگے... سیکڑوں بچوں کو بے دردی سے شہید کرنے والے اپنی جان بچانے کے لیے اپنے بچوں کے واسطے دینے لگے کہ

''ہمیں مت مارو! ہمارے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں!''...

ہم انہیں ہانک کر اندر لے گئے اور الماریوں کے اندر سے اور میزوں کے نیچے سے بہادر افسروں کو نکال نکال کر سب کو ایک جگہ جمع کر لیا۔ یہ یرغمالی تیس ۳۰ کے قریب ہو گئے تھے۔ اتنے میں ہیلی کاپٹر آ گئے اور بذریعہ ہیلی' فوجی دستوں کو چھتوں پر اتارنا شروع کیا گیا۔ ہم نے یہ دیکھا تو ایک یرغمالی کے ذریعے فوج کو پیغام دیا کہ اگر دستے اتارنے بند نہ کیے تو سب یرغمالیوں کو ہلاک کر دیا جائے گا۔ جواباً فوج نے پانچ منٹ کا وقت مانگا اور صرف تین منٹ کے بعد جی ایچ کیو فوج سے خالی ہو گیا اور مجاہدین نے وہاں قبضہ کر لیا اور اپنا سفید جھنڈا بھی لہرا دیا۔ MI ایم آئی کے دفتر کے ساتھ چیف آف آرمی سٹاف کا آفس تھا اور چیف وہاں موجود تھا لیکن مجاہدین کی تعداد اتنی نہ تھی کہ وہ وہاں بھی جاتے اور وہ ہمارا ہدف بھی نہ تھا البتہ ہم نے وہاں گرنیڈ پھینکے تھے۔ جس کی وجہ سے چیف وہاں دروازے سے تو نہ نکل سکا بعد میں اُس کو عقبی دیوار توڑ کر دفتر سے نکالا گیا اور بذریعہ ہیلی محفوظ مقام پر منتقل کیا گیا۔ اس کے بعد میڈیا والے بھی آ گئے اور اُس سے بات چیت شروع ہوئی۔ اس معرکہ کی کمانڈ میرے ہاتھ میں تھی اور میں ہی مجاہدین کی طرف سے ترجمان بھی تھا... موبائل پر گفتگو شروع ہوئی تو مجھ سے مخاطب ہونے والا فوجی ترجمان مجھ سے میرا نام لے کر مخاطب ہوا۔ اس موقع پر مجھے بڑی حیرت ہوئی کہ ان کو کیسے معلوم ہوا کہ میں ڈاکٹر عثمان ہوں۔ بہر حال یہ عقدہ گرفتاری کے بعد کھلا کہ شادن لنڈ سے شہید ہونے والے ایک مجاہد کی جیب سے اِنہیں ایک USB ملی تھی جس میں محترم جناب استاد اسلم یاسین صاحب حفظہ اللہ' جی ایچ کیو پر حملہ کے حوالے سے ہدایات دے رہے تھے اور جن مجاہدین و فدائین کی تشکیل کی گئی تھی ان کے بارے میں بھی بتا رہے تھے۔ جس سے ان صلیبیوں کو سارے منصوبے کا پہلے سے ہی علم تھا اور باقاعدہ ایک جاسوس ٹیم ہمارا کھوج لگانے کے لیے شہر میں پھر رہی تھی اور ہم ان کی ناک کے نیچے جی ایچ کیو پر حملہ کی بھرپور تیاری کر رہے تھے۔

اس عظیم معرکہ نے جہاں اور بہت سے فوائد پہنچائے وہاں ایک یہ فائدہ بھی ہوا کہ ان صلیبی اتحادی مرتدین کی جھوٹی عظمتوں اور جعلی سطوتوں کا پول کھل گیا۔ میں اپنے تصور میں اس غیظ و غضب کا اندازہ لگا رہا ہوں جو کسی سائل کے یہ سوال کرنے پر پیدا ہوتا ہو گا کہ تمہیں علم ہونے کے باوجود مجاہدین جی ایچ کیو جیسی حساس جگہ میں داخل کیسے ہو گئے۔ سچ بتاؤں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور امداد کے بغیر ممکن ہی نہیں تھا۔ اُس کا فضل ہوتا ہے تو ہم بے

سر و سامان مجاہدین باطل کی ناقابل تسخیر قوتوں کو پامال کر جاتے ہیں ورنہ بظاہر تو یہ ناممکن ہی لگتا ہے۔

بہر حال بات چیت اور مذاکرات کا سلسلہ شروع ہوا۔ جیو نیوز والے بھی آئے تھے ہم نے انہیں بتایا کہ ہمارا تعلق تحریک طالبان امجد فاروقی گروپ سے ہے اور ہمارے مندرجہ ذیل مطالبات ہیں۔

1. پیش کی گئی فہرست میں جو نام ہیں اُن قیدیوں کو چھوڑا جائے۔
2. خاص طور پر امت مسلمہ کی بیٹی ڈاکٹر عافیہ فک اللہ اسرھا کو رہائی دلوائی جائے۔
3. وزیرستان آپریشن کے نام سے جو ظلم کیا جانے والا ہے، اُس سے باز رہا جائے۔

مجاہدین نے ان قیدیوں کے نام پیش کرنے شروع کیے جو فہرست میں تھے۔ یہ تقریباً سو کے لگ بھگ افراد تھے جو لا الہ الا اللہ کے جرم میں صلیب کے ہاتھوں قید تھے۔ میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ وہ صلیب کے ہاتھوں میں قید ہیں اس لیے کہ اس صلیب کی اتحادی ناپاک فوج اور خفیہ ایجنسیز کو ہر قیدی کے بدلے کم و بیش ۸۰ ڈالر یومیہ قیدی پر خرچہ کی مد میں دیا جاتا ہے۔ اور کیری لوگر بل اٹھا کر دیکھیں تو اُس میں امریکی امداد کو اس شرط کے ساتھ بھی مشروط کیا گیا تھا کہ پاکستانی خفیہ ایجنسیوں کی قید میں ایک وقت میں اتنے اتنے دینی و مذہبی افراد کا زیر حراست رہنا ضروری ہے...اور بعض قیدیوں سے تفتیش کے لیے گوروں (فارنرز) کا آنا، ہتھکڑیوں پر Made In USA کندہ ہونا اور قیدیوں کے لیے اُس لباس کا انتخاب جو امریکی قیدیوں کو گوانتاناموبے میں پہنایا جاتا ہے، اس امر کے ثبوت کے لیے کافی دلائل ہیں کہ یہ فوج امریکی ہی ہے اور ان کی قید میں مقید مجاہدین 'صلیب کے ہاتھوں قید ہیں یا زیادہ سے زیادہ یوں کہہ لیں کہ صلیب کے غلاموں کے ہاتھوں میں قید ہیں... فوج کے ساتھ قیدیوں کی رہائی پر بات چیت شروع ہوئی۔ کس کو چھوڑنا ہے اور کس کو نہیں چھوڑنا یہ باتیں تفصیل سے ہو رہی تھیں۔

مذاکرات شروع ہونے کے کچھ دیر بعد فون پر بات کرنے والا بدل گیا اور اُس نے اپنا تعارف یوں کروایا کہ میں ملتِ اسلامیہ پاکستان (سپاہ صحابہؓ) کا مرکزی امیر مولانا محمد احمد لدھیانوی ہوں اور پھر حکماً بھرپور رُعب سے مجھے کہا کہ ''بند کرو یہ ڈرامہ اور ہتھیار پھینک دو!'' گویا جو مسلمان قید و بند کی مشقتیں اٹھا رہے ہیں ان کو اسی طرح رہنے دو اور اُن کی رہائی کی کوشش نہ کرو جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو فرمایا:

من فدی اسیرا من ایدی العدو، فانا ذلك الاسیر (الطبرانی)

''جس نے دشمن کے ہاتھوں سے کسی چھڑایا، تو گویا وہ اسیر میں ہی تھا''۔

بہر کیف لدھیانوی صاحب سے جو کہلوایا گیا انہوں نے ہمیں کہا اور خوب لعن طعن کی اور ہم نے بھی اُن کے صاحبِ عزیمت و صاحبِ کردار اکابر حضرت مولانا حق نواز اور مولانا اعظم طارق شہید رحمھما اللہ وغیرہ کا کردار پیش کر کے اُنہیں شرمندہ کیا۔ تقریباً نصف گھنٹہ جاری رہنے والا یہ مکالمہ فوج کے حق میں بے فائدہ رہا اور فوج اور ایجنسیوں کا یہ مہرہ ناکام واپس لوٹ گیا۔ اور مذاکرات کا سلسلہ پھر فوج سے جڑ گیا۔ کچھ دیر بعد جناب ملک محمد اسحاق صاحب کو ملتان جیل سے لایا گیا اور ان کی فون پر بات کروائی گئی۔ فون پر پہلے چھن چھن کی آواز آئی تھی اور پھر ملک صاحب کی آواز سنائی دی یعنی ملک اسحاق صاحب کو بیڑیوں میں جکڑ کر لایا گیا تھا۔ ملک صاحب نے پوچھا کہ آپ لشکر (لشکر جھنگوی) کے تو نہیں لگتے آپ کون ہیں؟ تو میں نے بتایا کہ ہاں ہمارا تعلق لشکرِ جھنگوی سے نہیں ہے بلکہ ہمارا تعلق تحریک طالبان امجد فاروقی گروپ سے ہے۔ ملک صاحب سے تقریباً دس پندرہ منٹ گفتگو ہوئی اور آخر میں وہ ہمارا معاملہ ہماری صواب دید پر چھوڑ کر رخصت ہو گئے۔

اب کھانے کا وقت ہوا تو فوج کو ہماری طرف سے اس بات کی اجازت دی گئی کہ ڈبوں میں کھانا پیک کر کے ایک سن رسیدہ شخص جی ایچ کیو کردہ جگہ پر رکھ کر چلا جائے اور مجاہدین وہاں سے اُٹھا لیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور کھانا بحفاظت اندر پہنچ گیا۔ مقبوضہ عمارت کی ہیئت ایسی تھی کہ فوج کی جانب سے کھانا لے کر آنے والے کو اندر کی صورت حال کا علم ہو جانا ممکن ہی نہ تھا اور وہ عمارت سے کافی دور کھانا رکھ کر چلا گیا۔ مذاکرات کا سلسلہ چلتا رہا اور زیادہ دیر میں ہی فون پر رہا اور کبھی ڈاکٹر حیدر بھی۔ فوج کے ترجمان نے مجھے واسطے دینے شروع کر دیے کہ

''آپ کو آپ کی ماں کا واسطہ ہے آپ چھوڑ دیں، ہم آپ کو ہیلی دیتے ہیں،
آپ یہاں سے بحفاظت نکل جائیں لیکن ہمیں ذلیل نہ کریں''...

غرض ہر طریقے سے منت ترلے کرتے رہے۔ ہاں یاد آیا! دورانِ مذاکرات میں نے چند جملے انگلش میں بولے اور کچھ گفتگو انگلش میں کی تو دوسری جانب فوج کے ترجمان نے اپنے رفقا کو نہایت تعجب سے کہا کہ ''اوئے یہ تو انگلش میں بول رہا ہے''...اس سے ان لوگوں کی ذہنی غلامی کا اندازہ ہوتا ہے کہ یورپ کی غلامی اِن کے رگ و پے میں اس طرح سرایت کی ہوئی ہے کہ یہ لوگ اپنے دشمن کے منہ سے انگریزی زبان سُن کر حیرت میں پڑ جاتے ہیں اور غلاموں کے نزدیک انگریزی جاننا ہی عظمت و تہذیب کا ایسا مینار قرار پایا ہے جس پر مجاہدین فائز نہیں ہو سکتے... حالانکہ انگریزی ایک زبان ہی تو ہے، امریکہ و برطانیہ میں تو چور ڈاکو بلکہ بھنگی بھی انگریزی بولتے ہیں۔

بہر کیف موبائل فون پر مذاکرات کا سلسلہ جاری رہا اور اسی طرح رات گزر گئی... یرغمالیوں کو میں نے ایک کمرے میں بٹھا کر اُن کے ارد گرد فدائیوں کو جی ایچ کیو کر دیا تھا اور یہ کہہ دیا تھا کہ اگر فوج مذاکرات کے بجائے جنگ شروع کر دے تو اس کا صاف مطلب ہے کہ وہ یرغمالیوں کی زندگی عزیز نہیں رکھتی...ایسی صورت میں بلا تفریق یرغمالیوں کو ہلاک کر دیا جائے...

ابھی اندھیرا ہی تھا اور فجر کی اذانوں کا سلسلہ شروع نہ ہوا تھا کہ زوردار دھماکے سے بجلی بند

ہوگئی اور میرے کمرے میں کھڑکی سے کلاشن کا پورا برسٹ فائر ہوا۔ فائر نگ کرنے والے نے اپنے آپ کو سامنے کیے بغیر بالکل اسی جگہ برسٹ فائر کیا تھا جہاں میں کھڑا موبائل پر بات کر رہا تھا۔ موبائل فون میں موجود سم جدید ٹیکنالوجی کی بدولت اپنے حامل کے متعین مقام بلکہ پن پوائنٹ تک نشاندہی کرتی ہے۔ جس سے ہدف کو ہٹ کرنا سو فی صد یقینی ہوتا ہے لیکن زندگی اور موت کا مالک اللہ تعالیٰ ہے۔ تمام گولیاں میرے سر اور کندھے سے ہوتی ہوئی دیوار میں پیوست ہوگئیں۔ دوسری جانب جس کمرے میں یرغمالیوں کو بٹھایا گیا تھا ان پر متعین مجاہدین نے طے شدہ منصوبے کے تحت یرغمالیوں پر فائر کھول دیا۔

اندھیرے کا فائدہ اٹھاتے ہوئے کچھ بھاگ نکلنے میں کامیاب ہوگئے اور اکثر وہیں مردار ہوئے۔ میں جس کمرے میں تھا اُس میں تسلسل کے ساتھ فائرنگ کی جارہی تھی اور گرنیڈ پھینکے جارہے تھے اور کمرے کا کوئی گوشہ باقی نہ چھوڑا گیا تھا جس پر گرنیڈ نہ پھینکا ہو یا فائرنگ نہ کی گئی ہو... بن دیکھے اتنی تگ و دو کا مقصد یہ تھا کہ کمرے میں موجود فرد یا افراد کے زندہ بچنے کا کوئی امکان باقی نہ رہے... لیکن جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے... زندگی و موت کے اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہونے کا یقین پختہ سے پختہ تر جارہا تھا... میرے پیروں میں گرنیڈ پھٹ رہے تھے لیکن باذن اللہ مجھے خراش تک نہ آئی تھی میں کبھی اس کمرے سے نکل کر یرغمالیوں والے کمرے میں جاتا اور کبھی اس کمرے میں آتا... کچھ دیر بعد میں نے فدائیوں سے ایک ایک کر کے نکلنے کو کہا اور وہ اپنی فدائی بیلٹوں کے ساتھ نکلتے گئے اور باہر کثیر تعداد میں جمع شدہ ناپاک فوج کو مردار کرتے ہوئے جام شہادت نوش کرتے گئے۔

ان میں سے ہر ایک استشہادی حملہ کے لیے بے تاب تھا اور ہر ایک کی خواہش تھی کہ پہلے مجھے حکم ملے اور میں پہلے اپنے مقصد میں کامیاب ہو کر اپنے اللہ کے پاس پہنچوں۔ یقیناً شہادت ہی مومن اور ایک مجاہد کی سب سے بڑی آرزو ہوتی ہے۔ نہ معلوم کتنے فوجی ان تین استشہادی حملوں میں مردار ہوئے ہوں گے۔ ان کی تعداد کا اندازہ لگانا ہمارے لیے مشکل ہے۔ میں اس کے علاوہ جو تعداد شمار کر سکا وہ یہ ہے۔

1 بریگیڈیئر، 1 کرنل، 3 لیفٹیننٹ کرنل، 3 کیپٹن، 7 میجر، 1 MI ایم آئی کا ڈائریکٹر اور 10 ایس ایس جی SSG کمانڈوز سمیت (55) افراد ہمارے ہاتھوں مردار ہوئے اور 22 زخمی ہوئے۔ اب اندر صرف 2 افراد یعنی ڈاکٹر حیدر اور میں یعنی ڈاکٹر عثمان باقی رہ گئے تھے۔

اب اندر دو افراد ڈاکٹر حیدر اور میں یعنی ڈاکٹر عثمان باقی رہ گئے تھے... میں اندر کمرے میں تھا اور حیدر بھائی باہر والے کمرے میں تھے... وہ اندر میری طرف ہی آرہے تھے کہ باہر سے آنے والے ایک فائر نے انہیں بھی منزل مقصود تک پہنچا دیا... وہ گرے اور گرتے ہی اس طرح جان جانِ آفرین کے سپرد کی جیسے بہت تھکا ہوا آدمی نرم و گرم بستر پر گرتے ہی نیند کی آغوش میں چلا جاتا ہے... میں تیزی سے حیدر کے پاس پہنچا تو میرے پہنچنے سے پہلے ہی وہ رخصت ہو چکے تھے اور اُن کی روح پرواز کر چکی تھی۔

گورا رنگ، سرو قد، خاموش طبع، متمول پٹھان فیملی سے تعلق رکھنے والا میرا عزیز دوست ' علی عرف ڈاکٹر حیدر اُس دن نظر کا چشمہ لگانے کے بجائے لینز لگائے ہوئے تھا اور اس کے قریب پھٹنے والے گرنیڈ سے نکلنے والا کاربن اُس کے خوبصورت چہرے پر غازے کا کام دے رہا تھا... میں نے اُن کی آنکھیں بند کیں اور چہرے سے کاربن صاف کر کے اُن کو ان کے استقبال کے لیے آنے والی حوروں کے سپرد کر دیا۔ مجھے یہ معلوم نہ ہو سکا کہ اُن کی شہادت گولی لگنے سے واقع ہوئی یا گرنیڈ کے پھٹنے سے واقع ہوئی۔

اس موقع پر بھی سورۃ والنّٰزعات کی آیت نمبر ۲ والنّٰشطٰت نشطا میرے پردۂ خیال پر گھوم گئی جس میں اللہ تعالیٰ نے مومن کی روح نکلنے کا وہ منظر پیش کیا ہے، جس کا مشاہدہ میں اپنی آنکھوں سے کر رہا تھا... اللہ تعالیٰ نے اس آیت مبارکہ میں ان فرشتوں کی قسم کھائی ہے جو مومن کی روح کو اس طرح آسانی سے نکالتے ہیں جیسے پانی سے بھری ہوئی مشک کا منہ کھول دیا جائے تو ایک دم تیزی اور آسانی سے سارا پانی نکل جاتا ہے... اسی طرح مومن کی روح آسانی سے نکال لی جاتی ہے... اور حیدر بھائی کا یہ جملہ مجھے یاد آیا جو اُنہوں نے کچھ دیر پہلے ہی بڑی امید و رجا کی کیفیت میں مجھے مخاطب کر کے کہا تھا:

''ڈاکٹر صاحب! اب تو بس شہادت کے لیے لڑنا ہے''۔

حیدر تو اپنی منزل پا گیا لیکن میرا کام ابھی باقی تھا... فجر کی اذانوں سے کچھ دیر پہلے شروع کیا گیا یہ سلسلہ جسے ''آپریشن'' کا نام دیا گیا تھا اب اپنے آخری مراحل میں تھا... اب مدھم مدھم روشنی ہو چکی تھی اور SSG کے ٦ کمانڈوز مجھے اکیلا دیکھ کر اندر آنے کے لیے پر تول رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی شان دیکھئے کہ ہم پانچ نوجوانوں کا صلیب کے ان حواریوں پر ایسا رعب طاری ہوا کہ فوج نے اس موقع پر اپنی بے بسی کا اقرار و اظہار کر کے یہ جنگ کمانڈوز کے حوالے کر دی تھی... بحمد للہ ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی اللہ تعالیٰ نے رُعب سے نصرت فرمائی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کی بھی اسی طرح نصرت کی جاتی ہے جس کا مشاہدہ ہم اپنی کھلی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے۔

ایک افسر نے دورانِ تفتیش مجھے بڑے غصے سے کہنے لگا کہ ''تم باہر جتنے مرضی فوجی مار لیتے تم یہاں کیوں آئے؟ تم نے تو پاکستان کی ناک کٹوا دی ہے''... اصل میں ان صلیبیوں نے اپنا نام 'پاکستان' رکھا ہوا ہے اور امریکہ کو معبود بنا رکھا ہے... اس لیے اللہ جل شانہ کی نافرمانی سے ان کی ناک نہیں کٹتی بلکہ امریکہ کے سامنے ذلت اور رسوائی سے ان کو شرم آتی ہے اور ان کی ناک کٹتی ہے... اس واقعے کے بعد امریکہ نے ان سے کہا کہ تم سے اپنے جی ایچ کیو کی حفاظت نہیں ہوتی تم باقی چیزوں کی کیا حفاظت کرو گے؟ اشارہ ایٹمی تنصیبات کی طرف تھا!

میں نے اپنے ہاتھ میں موجود گرنیڈ کی پن نکال لی اور اپنی کلاشن سیدھی کر لی... میرا خیال تھا کہ میں اب کمانڈوز کا مقابلہ کرتے کرتے تھوڑی دیر میں اپنے ساتھیوں سے جاملوں گا...اس خیال نے میرے اندر شہادت کی تڑپ اور تیز کر دی اور لیلائے موت سے معانقہ کے لیے بے تاب ہو کر یہ شعر بزبان حال پڑھنے لگا:

قدم اُٹھنے لگے ہیں خود بخود اب جانبِ مقتل
محبت آج کچھ مہرباں معلوم ہوتی ہے
وصالِ یار کا پھر سے یہ کس نے تذکرہ چھیڑا
شہادت کی تمنا پھر جواں معلوم ہوتی ہے

اُدھر سے وہ ٦ میری طرف بڑھے اور ادھر سے میں ان کی طرف قدم بڑھانے لگا۔ میں نے ان کو دروازے سے اندر داخل ہوتے دیکھا کہ وہ میری طرف آرہے تھے کہ ایک زوردار دھماکہ ہوا... دھماکہ اتنا شدید تھا کہ اُس کی گونج سے کانوں کے پردے پھٹتے تھے... دھماکے کی شدت سے کمرے کا دروازہ اُکھڑ کر میرے اوپر آ گرا اور میں نیچے گر پڑا... اور جب میں نے اپنے اوپر سے دروازہ ہٹایا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ میری نظر کھلے آسمان پر تھی اور MI کی آدھی سے زائد عمارت زمین بوس ہو چکی تھی۔ اور SSG کے وہ چھے گیدڑ جو مجھے پکڑنے کے لیے ابھی ابھی دروازے سے اندر داخل ہوئے تھے وہ ملک الموت کے ہاتھوں گرفتار ہو کر مردار ہو چکے تھے اور خدا کی شان میں پھر زندہ سلامت تھا، بلکہ مجھے خراش تک نہ آئی تھی۔

صلیبی اتحادیوں نے اس مضبوط قلعہ جی ایچ کیو کو محفوظ بنانے کے ساتھ ساتھ جس درجہ ناقابل تسخیر بنایا ہو گا وہ بیان کرنے کی حاجت نہیں ہے... پھر جی ایچ کیو میں یہ علاقہ ہائی سیکورٹی زون ہے جس میں MI اور آرمی چیف کے دفاتر ہیں... اس کی عمارتوں کی مضبوطی تو ناقابل بیان ہے... اور اس گری ہوئی عمارت کو دیکھنے والا اس بات کو تسلیم کیے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اسے گرانے کے لیے بہت غیر معمولی بارود کی ضرورت ہے۔

میں خود بھی اس بات پر غور کرتا رہا کہ ہم دس میں سے کسی کے پاس اتنا بارود نہیں تھا جس سے یہ عمارت منہدم ہو سکے... پھر پانچ تو اس جگہ تک پہنچ ہی نہ سکے تھے اور جو پہنچے تھے ان میں سے تین فدائی تھے جو کچھ دیر پہلے استشہادی حملوں میں جامِ شہادت نوش کر چکے تھے... اور میرے اور حیدر رحمہ اللہ کے پاس تو فدائی بیلٹ تک نہ تھی اور حیدر بھی شہید ہو چکا تھا۔ بالفرض میرے پاس بیلٹ ہوتی بھی تو ایک بیلٹ میں اتنا بارود نہیں ہوتا کہ وہ اتنی بڑی عمارت اور اس کی چھتیں تک گرادے۔

ناپاک فوج نے عوام کے سامنے یہ جھوٹ بولا ہے کہ میں نے دوسرے کمرے میں جا کر اپنی بیلٹ کو آگ لگالی تھی اور شاید یہ باور کرانے کی کوشش کی گئی ہے کہ یہ دھماکہ اس بیلٹ کی بلاسٹنگ کے نتیجے میں ہوا تھا، حالانکہ یہ سراسر غلط ہے... مادی اعتبار سے سوچا جائے تو زیادہ سے زیادہ اس ہینڈ گرنیڈ کو اس دھماکے کا سبب سمجھا جا سکتا ہے جو بر وقت پھٹنے سے رہ گیا تھا۔ لیکن گرنیڈ جتنا بڑا بھی ہو اُس میں اتنی طاقت نہیں ہوتی کہ وہ یہ کام کر سکے جو یہاں ہو چکا تھا... فوج کو خود بھی معلوم ہے کہ یہ دھماکہ مجاہدین کی طرف منسوب نہیں کیا جا سکتا... اس لیے فوج نے اس دھماکے کی یہ وضاحت پیش کی ہے کہ ہم عمارت میں داخل ہونے کے لیے راستہ بنانے کی غرض سے دیوار میں چارج لگا رہے تھے جو غلطی سے بلاسٹ ہو گیا تھا، اس لیے یہ نقصان ہوا... فوج کے اس موقف میں ایسا لنگ اور کمزوری ہے کہ کوئی عقل کا اندھا ہی اس بات کو درست تسلیم کر سکتا ہے۔ اور اس کی وضاحت یہ ہے کہ

1. یہ کام تو تمہیں اپنا مزعومہ آپریشن شروع کرنے سے پہلے کرنا چاہیے تھا۔ دورانِ آپریشن چارج لگانا تو تمہارے ہی عسکری اصولوں کی خلاف ورزی اور حد درجہ کی بے وقوفی ہے۔
2. اگر ضرورت کے تحت یہ غلط قدم اُٹھایا ہی تھا تو چارج لگاتے ہوئے بلا ضرورت اپنے نہایت قیمتی افراد (SSG کے چھے کمانڈوز) کو کیوں قریب کھڑا کیا ہوا تھا؟... حماقت دیکھئے کہ ایک طرف دیوار میں سوراخ کرنے کے لیے راستہ بنایا جا رہا ہے اور ساتھ ہی SSG کے کمانڈوز دروازے سے اندر داخل ہو رہے ہیں!!!
3. اگر دیوار میں راستہ بنانے کے لیے بارود لگایا جا رہا تھا تو اُس کی مقدار اتنی ہونی چاہیے تھی جس سے بقدر ضرورت سوراخ نکل آئے۔ چند فٹ کا سوراخ بنانے کے لیے اتنا بارود کیوں لگایا جس سے آدھی عمارت ہی منہدم ہو گئی؟

یہ ایسے سوالات ہیں جن کا مادیت پرست صلیبی اتحادیوں کے پاس سوائے خاموشی کے اور کوئی جواب نہیں ہے...!!! اس اعتبار سے یہ ایک لاجواب معرکہ تھا فالحمد للہ علیٰ ذالک!!!

انہی کمزوریوں کی بنا پر مقدمہ کی ساعت کے دوران میں اس دھماکے کو زیرِ بحث ہی نہیں لایا گیا... اور نہ ہی بعد میں اس دھماکے پر کسی تحریر و تقریر میں روشنی ڈالی گئی... یا یوں کہہ لیں کہ یہ دھماکہ ایسا تھا جس پر یہ کُھل کر رو بھی نہ سکے... بلاشبہ اس دھماکے نے ان کے حوصلے کے تابوت میں آخری کیل ٹھونک دی تھی جس پر ان کو خوب واویلا کرنا چاہیے تھا لیکن یہ بے چارے مندرجہ بالا وضاحت سے زیادہ کوئی وضاحت پیش نہیں کر سکے اور مندرجہ بالا وضاحت پیش کرنے سے ذلت و رسوائی کے علاوہ اس فوج کے ہاتھ کچھ نہیں آتا۔

حقیقت حال:

اب میں اس دھماکے کی وضاحت پیش کرتا ہوں جس سے اہل ایمان کے سینے ٹھنڈے ہوں گے... وہ یہ کہ تمام مادی پہلوؤں پر غور کرنے کے بعد جو حقیقت میرے سامنے آئی ہے وہ یہ ہے کہ یہ دھماکہ اس معرکۂ جی ایچ کیو میں حق تعالیٰ شانہ کی طرف سے مجاہدین کے لیے

خاص نصرت اور خاص تحفہ تھا، جس کو حق تعالیٰ نے اپنی عادتِ شریفہ کے مطابق اس معرکہ میں مجاہدین کے ہاتھ پر عنایت فرمایا تھا...درحقیقت حق و باطل کی جنگ میں حق تعالیٰ شانہ اہلِ حق کی طرف سے خود لڑتے ہیں اور بظاہر مسلمان (مجاہدین) کے ہاتھ استعمال ہوتے ہیں...اس بات کو اللہ جل شانہ قرآن مجید میں یوں بیان فرماتے ہیں۔

قَاتِلُوهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِأَيْدِيكُمْ (التوبۃ: ۱۴)

''لڑو ان سے تاکہ عذاب دے اللہ ان کو تمہارے ہاتھوں سے''۔

اس آیت شریفہ میں اللہ تعالیٰ نے کفار کو عذاب دینے کی نسبت اپنی طرف فرمائی ہے، لیکن اس کا سبب مجاہدین کے ہاتھ بنیں گے۔اور حق تعالیٰ اُن پانچ ہزار فرشتوں کے ذریعے ان مواقع میں اپنی قدرت قاہرہ کا اظہار فرماتے ہیں جن کو حق جل مجدہ نے جنگ بدر میں مسلمانوں کی نصرت کے لیے اتارا تھا۔ مسلمانوں کی تسکین و خوشی کے لیے جنگ بدر میں ان فرشتوں کے زمین پر اتارے جانے کا ذکر سورۃ آل عمران آیت ۱۲۵ میں یوں آتا ہے۔

بَلَىٰٓ إِن تَصْبِرُواْ وَتَتَّقُواْ وَيَأْتُوكُم مِّن فَوْرِهِمْ هَـٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُم بِخَمْسَةِ آلَافٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُسَوِّمِينَ

''ہاں کیوں نہیں! اگر مستقل رہو گے اور تقوے پر رہو گے تو تمہارا رب تمہاری مدد فرمائے گا ان پانچ ہزار فرشتوں سے جو ایک خاص وضع کے بنائے ہوئے ہوں گے''۔

اپنے بعض علما سے سنا ہے کہ اس کی تفسیر میں امام قرطبیؒ اپنی تفسیر قرطبی میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا قول نقل فرماتے ہیں:

''یہ پانچ ہزار فرشتے قیامت تک مسلمانوں کے مددگار رہیں گے''۔

مجھے بھی اس نصرت خداوندی اور تائید ایزدی پر بہت اطمینان و خوشی محسوس ہوئی اور اقبال مرحوم کا یہ شعر بے ساختہ سامنے آگیا

؎ فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو
اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

اس صلیبی جنگ میں اللہ تعالیٰ کی نصرت کے بہت سے مظاہر دیکھنے میں آئے ہیں جن میں ایک واقعہ وہ ہے جس کا عینی گواہ حکیم امان اللہ شہید تھا۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ قندوز کے محاذ پر ان کے مورچے پر امریکی ٹینکوں نے یلغار کی تھی اور یہ لوگ مقابلے کی طاقت نہ ہونے کی وجہ سے مورچہ چھوڑ کر پیچھے آگئے تھے اور خالی مورچے سے BM میزائل فائر ہوئے تھے جنہوں نے امریکی ٹینکوں کو منہ موڑنے پر مجبور کر دیا تھا۔

MI کی عمارت کے منہدم ہونے سے ہر طرف دھواں ہی دھواں پھیل گیا اور مرتدین یہ سمجھے کہ اب اس زبردست دھماکے کے بعد سب کچھ ختم ہو گیا ہو گا اور اندر کوئی ذی روح زندہ نہیں رہا ہو گا۔ چنانچہ امدادی کارروائیوں کا آغاز کر دیا گیا اور ملبہ ہٹانے اور لاشیں نکالنے کا کام شروع کر دیا گیا۔ میں بھی کپڑے جھاڑ کر اُن کے ساتھ امدادی کاموں میں شریک ہو گیا۔ میں فوجی وردی میں ملبوس تو تھا ہی لہٰذا میرے بارے میں کسی کو معلوم نہ ہو سکا۔ ورنہ شاید دوبارہ ان کی دوڑیں لگ جاتیں۔

اب روشنی کافی پھیل چکی تھی اور میں امدادی کاروائیاں کرتے کرتے باہر کی جانب نکلتا جا رہا تھا۔ میں نکلتے نکلتے اندرونی جانب پہلی چیک پوسٹ پر پہنچا اور اپنا میڈیکل کارڈ دکھایا اور وہاں سے نکل گیا۔ دوسری پوسٹ پر بھی میڈیکل کارڈ دکھا کر عبور کر گیا۔ اب میرے ذہن میں خیال آیا کہ بس اب میں نکل ہی جاوں گا۔ کہ تیسری پوسٹ پر کارڈ دکھا کر نکلنے کو ہی تھا کہ وہاں مجھے ایک صلیبی مرتد نے پہچان لیا اور کہا یہی ڈاکٹر عثمان ہے اِسے پکڑ لو۔ میں نے عجلت میں ایک فوجی سے پسٹل چھیننے کی کوشش کی لیکن دیر ہو چکی تھی، میں کامیاب نہ ہو سکا اور پکڑ لیا گیا۔

اس سارے معرکے میں عمارت میں موجود پانچ مجاہدین میں سے صرف میں ہی ہدف پر تھا۔ لیکن قدرت کی نیرنگی دیکھئے کہ پانچ میں سے صرف میں ہی بچ گیا اور باقی سب اپنی منزل کو پا گئے...میں سوچتا ہوں کہ شاید میرے اندر اخلاص کی کوئی کمی تھی جس وجہ سے میں شہادت کی آرزو دل میں لیے رہ گیا اور باقی سب دوست شہید ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی رحمت سے نوازیں اور مجھے بھی شہادت کی موت نصیب فرمائیں۔ آمین

یقیناً زندگی و موت اس قادرِ مطلق کے ہاتھ میں ہے جس کے قبضہ میں تمام اسباب کی لگامیں اور تمام مخلوقات کی پیشانیاں ہیں...اس معرکے سے قبل میں ایک تعویذ پہنے ہوئے تھا جس سے گولی و بارود سے حفاظت رہتی ہے اور آخری وقت تک وہ تعویذ میرے پاس تھا۔ چنانچہ میرے پیروں میں گرنیڈ پھٹے اور بے حساب راونڈ مجھ پر فائر ہوئے لیکن میرے اللہ کے حکم سے مجھے خراش تک نہ آئی... مجھ سے کسی نے پوچھا کہ آپ نے بارود سے بچنے کا تعویذ تو لے لیا تھا، گرفتاری سے بچنے کا تعویذ بھی لے لیتے تو میں نے ہنس کر جواب دیا تھا کہ تقدیر کا لکھا کون ٹال سکتا ہے، اس صبح تو میں حفاظت کے لیے پڑھی جانے والی معمول کی دعائیں پڑھنا بھی بھول گیا تھا۔

عظیم الشان معرکۂ جی ایچ کیو کی اس ایمان افروز روداد کا میرے علاوہ کوئی گواہ نہیں ہے...اور میں یہ روداد جیل سے اپنے مسلمان بھائیوں تک پہنچانے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں تاکہ میرے بھائیوں کو اس بات کا یقین ہو جائے کہ

؎ کفر سے بڑھ کے ہلکی نہیں کوئی شے
کفر کا خوف کرنا نہیں چاہیے

فوج نے اس وقعہ کو چھپانے کی بہت کوشش کی حتی کہ چند سیکنڈ کی وہ فوٹیج جو cctv کیمروں سے حاصل کی گئی تھی اور میڈیا نے اس کے عوض کروڑوں روپے کی آفر کی تھی،

میڈیا کو نہیں دی گئی حالانکہ اس میں صرف اتنا عکس ہے کہ مجاہدین چیک پوسٹ پر کیری ڈبے سے اتر رہے ہیں اور فائر کر رہے ہیں، اس میں کسی کا چہرہ بھی واضح نہیں ہے۔

ملٹری کورٹ چکلالہ میں کیس کی سماعت کے دوران میں نہ معلوم کتنا دل گردہ نکال کر وہ فوٹیج دکھائی گئی اور بہت ہی احتیاط کے ساتھ وہ فوٹیج لانے والا اُسے واپس لے کر دفع ہو گیا تھا... بہر کیف! میں گرفتار کر لیا گیا... ماشاء اللہ کان وما لم یشاء لم یکن!

گرفتاری کے بعد پہلے تو مجھے ڈنڈوں سے مارتے رہے اور پھر ایک نہایت تکلیف دہ عذاب میں مجھے مبتلا کیا وہ اس طرح کہ CMH سے ڈینٹل سرجن بلوایا گیا اور مجھے رسی سے کرسی کے ساتھ باندھ دیا... اُس سرجن نے میرے نچلی کے دانت کے مسوڑھے میں سرجیکل بلیڈ سے کٹ لگایا جس سے خون نکلنا شروع ہو گیا اور ایک رگ (وین) اوپر اُبھر آئی... ڈاکٹر نے خون صاف کیا اور اس اُبھری ہوئی وین میں سرجیکل سوئی کے ذریعے کرنٹ لگایا جس سے میری ٹھوڑی، جبڑا اور سر شدید متاثر ہوا اور اس سے ایسا شدید جھٹکا لگا کہ میں رسی توڑ کر کرسی سے نیچے گر پڑا... یہ بہت سخت تکلیف تھی اور اللہ تعالیٰ ہی اپنے بندوں کو استقامت دینے والے ہیں... یہ عمل دو مرتبہ مختلف وقفوں سے کیا گیا۔ پہلی مرتبہ اس کا دورانیہ ۷ منٹ اور دوسری مرتبہ ۵ منٹ تھا... یہ بہت سخت تکلیف تھی لیکن اگر اس کے عوض قبر کے عذاب اور حشر کی رسوائیوں سے نجات مل جائے تو یہ سودا مہنگا نہیں ہے... میں گرفتاری کے وقت کلین شیو تھا اس ٹارچر کا یہ اثر ہوا کہ جب میری داڑھی آئی تو میرے بال آڑھے ترچھے نکلے...

فوج کا غصہ بجا تھا اس لیے کہ ہم نصرتِ خداوندی سے جو کچھ جی ایچ کیو میں کر آئے تھے وہ ان کی ذلت و رسوائی کے لیے نہ صرف کافی تھا بلکہ انتہا تھا... ناپاک امریکی غلام فوج کی تاریخ میں یہ سب سے زیادہ شرمناک مار تھی جس نے ان بزدلوں کے حوصلے کا پول پوری دنیا کے سامنے کھول دیا... اور میں اس عظیم معرکہ کو اپنے رب کے فضل کی طرف ہی منسوب کرتا ہوں۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

ایک افسر نے دورانِ تفتیش مجھے بڑے غصے سے کہنے لگا کہ "تم باہر جتنے مرضی فوجی مار لیتے تم یہاں کیوں آئے؟ تم نے تو پاکستان کی ناک کٹوا دی ہے"... اصل میں ان صلیبیوں نے اپنا نام 'پاکستان' رکھا ہوا ہے اور امریکہ کو معبود بنا رکھا ہے... اس لیے اللہ جل شانہ کی نافرمانی سے ان کی ناک نہیں کٹتی بلکہ امریکہ کے سامنے ذلت اور رسوائی سے ان کو شرم آتی ہے اور ان کی ناک کٹتی ہے... اس واقعے کے بعد امریکہ نے ان سے کہا کہ تم سے اپنے جی ایچ کیو کی حفاظت نہیں ہوتی تم باقی چیزوں کی کیا حفاظت کرو گے؟ اشارہ ایٹمی تنصیبات کی طرف تھا!

تو اس سے ان کی ناک کٹ گئی۔ عجیب بات ہے اپنے ملک کی مسلمان بیٹیاں کفار کے حوالے کرنے سے ان کی ناک نہیں کٹی، لال مسجد میں اپنی بیٹیاں قتل کرنے سے ان کی ناک نہیں کٹی، بلوچستان، وزیرستان وغیرہ علاقوں میں تباہی پھیلانے سے اور اپنے ہمسایہ مسلمان ملک پر امریکہ کے حملے میں مدد دینے سے، اپنے مسلمان ڈالروں کے عوض کفار کو بیچنے سے ان کی ناک نہیں کٹی اور اپنی بزدلی کی وجہ سے جی ایچ کیو میں ہمارا مقابلہ نہ کر سکنے کی وجہ سے ان کی ناک کٹ گئی۔

یہ دنیا میں پہلا دشمن دیکھا ہے جو اپنی شکست کا ذمہ دار اپنی بزدلی کو ٹھہرانے کے بجائے فریقِ مخالف کے عزم و حوصلے کو گالیاں دیتا اور کوستا ہے... دنیا نے اچھی طرح دیکھ لیا ہے کہ ان زانی، شرابی ڈالروں کے بھوکوں سے جنگ نہیں لڑی جاتی۔ آپ خود سوچیے کہ زنا اور شراب انسان کو بزدل بناتے ہیں اور بزدل فوج بے چاری کب تک لڑ سکتی ہے؟

جنگیں تو حوصلے سے لڑی جاتی ہیں اور حوصلہ عطا کرنے والی چیز عقیدہ و ایمان ہے! جو اس فوج کے پاس نہیں ہے... اس فوج کے افسروں کا مذہب و عقیدہ صرف ڈالر اور دنیائے بے ثبات کا عارضی عیش ہے، اور قرآن و حدیث، حیا اور غیرت ان کے نزدیک بے معنی الفاظ ہیں... انہیں لاکھ بتاؤ کہ قرآن یہ کہتا ہے، حدیث رسول علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کا مقتضیٰ یہ ہے یا حیا و غیرت کی بات کرو تو ایسا لگتا ہے جیسے بھینس کے آگے بین بجا رہے ہوں۔ ہمارے مطالبات میں سے ایک مطالبہ امت مسلمہ کی بیٹی ڈاکٹر عافیہ صدیقی صاحبہ کی رہائی کا بھی تھا جس کے متعلق اس فوج کے مرتد و کافر افسران مجھے کہتے تھے کہ

"اگر ہم نے عافیہ کو امریکہ کے حوالے کیا ہے تو تمہیں (مسلمانوں کو) کیا تکلیف ہے امریکہ اس کے عوض ہمیں ڈالر بھی تو دے رہا ہے نا!"۔

آپ ذہنی پستی کی انتہا دیکھئے... ان دختر فروشوں کو ساری قوم اپنا پیٹ کاٹ کر اس لیے پالتی ہے کہ یہ سرحدوں کی حفاظت کا نام لے کر بیٹیاں بیچیں اور ان کو کوئی بُرا نہ کہے؟... اور بعض افسر تو صاف یوں کہتے تھے کہ "اب امریکہ ہی خدا ہے اور اسے ہی سجدہ کرنا ہے"... معاذ اللہ معاذ اللہ معاذ اللہ... حالانکہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں:

وَإِلَـٰهُكُمْ إِلَـٰهٌ وَاحِدٌ

"تمہارا الہ اور معبود ایک الٰہ (اللہ) ہے"۔

یہ ناپاک فوج اس قوم سے امریکہ کی خدائی منوانا چاہتی ہے لیکن یہ پاکستانی قوم توحید کی علم بردار تھی ہے اور رہے گی ان شاء اللہ... اس لیے درحقیقت ہماری فوج سے جنگ توحید و شرک کی جنگ ہے... اور مشرکین کی یہ فوج بس اب اپنے منطقی انجام کو پہنچنے والی ہے اور ان کا خدا امریکہ عنقریب مجاہدین سے پٹ کر واپس جانے والا ہے... پھر یہ فوج ہو گی اور مجاہدین ہوں گے اور ان شاء اللہ ہم ان بزدل افسران سے اپنے مسلمان بچوں، بیٹیوں اور مجاہدین کے خون کے ایک ایک قطرے کا حساب لیں گے... اور پھر یہ کہیں بھاگ بھی نہیں سکیں گے۔

جنگ عقیدے و نظریے کی بنیاد پر لڑی جاتی ہے جس فوج کے پیچھے مضبوط عقیدہ نہ ہو اس کے تمام وسائل اور طاقت اسے شکست وتباہی سے نہیں بچاسکتی...آپ امریکہ کے بعد اس ناپاک فوج کا حال دیکھ لیجئے یہ دنیا کی بہادر ترین فوج شمار ہوتی ہے اور امریکہ بہادر کو اِن کرائے کے فوجیوں کی بہادری پر بڑا ناز ہے ...مگر یہ اپنے گھر جی ایچ کیو پر(جو کہ فوج کا دماغ تصور کیا جاتا ہے)حملہ آور ہونے والے گنتی کے دس مجاہدین کی تاب نہ لاسکی... میں ان کو ببانگ دھل کہتا ہوں کہ تمہاری اتنی اوقات ہے کہ تمہیں اللہ تعالیٰ نے پندرہ، سولہ سال کے غیور مسلمان بچوں سے تمہارے گھر میں پٹوایا ہے... میں نے شروع میں بتایا تھا کہ ہم دس میں سے چھ فدائی تھے، جن کی عمریں پندرہ سولہ سال کے درمیان تھیں...ان غیور بچوں نے مجاہدین کا سر فکر سے بلند کیا ہے ،اللہ تعالیٰ ان کی جوانی کی قربانی کو قبول فرمائیں...انہوں نے آخرت کی دائمی زندگی کو دنیا کی حقیر زندگی پر ترجیح دی...ماشاء اللہ !کیا ہی عقل مندی کا کام کیا!

میں ایک فوجی ہوں اور اپنے فوجی بھائیوں سے گزارش کرتا ہوں کہ ان بچوں سے سبق سیکھیں اور حقیر دنیا کی خاطر اپنی آخرت نہ برباد کریں۔اس سے پہلے کہ تمہاری بہن یا بیٹی کو کفار کے حوالے کیا جائے،اپنے اسلحے کا رخ اپنے افسروں کی طرف کر کے اپنے ایمان کا تقاضا پورا کریں...بصورتِ دیگر دنیا میں مجاہدین کے ہاتھوں بربادی اور آخرت میں دردناک عذاب کے لیے تیار رہیں۔

مجاہدین نے بفضل اللہ یہ بات ثابت کر دی ہے کہ وہ اپنے صلیبی دشمنوں کو کہیں بھی پکڑ سکتے ہیں اور صلیب کے اتحادی مجاہدین کے حملوں سے کہیں بھی محفوظ نہیں ہیں۔ہم ان شاءاللہ اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا یہ وطنِ عزیز صلیب کے پجاریوں کے لیے جہنم بنادیں گے۔اور جس طرح ہم نے جی ایچ کیو میں ایک دن اور ایک رات مجاہدین کا جھنڈا لہرا کر دکھایا ہے ان شاءاللہ کراچی سے خیبر تک بلکہ دہلی کے لال قلعہ اور وائٹ ہاؤس تک ہم اسلام کا جھنڈا لہرائیں گے !

صلیب کے اتحادیوں کو یہ بات نہیں بھولنی چاہیے کہ وہ صدی گزر چکی ہے جس میں خلافتِ عثمانیہ کا سقوط ہوا تھا! یہ صدی اسلام کے غلبہ کی صدی ہے ! یہ صدی مسلمانوں کے عظیم قائد امام المجاہدین محمد بن عبداللہ المعروف امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کی صدی ہے ! یہ صدی سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزول کی صدی ہے ! یہ صدی دجالی قوتوں اور ان کے سرغنہ دجال کے پگھلنے کی صدی ہے ! ان شاءاللہ۔

> یہ ناپاک فوج اس قوم سے امریکہ کی خدائی منوانا چاہتی ہے لیکن یہ پاکستانی قوم توحید کی علم بردار تھی ہے اور رہے گی ان شاءاللہ...اس لیے در حقیقت ہماری فوج سے جنگ توحید و شرک کی جنگ ہے...اور مشرکین کی یہ فوج بس اب اپنے منطقی انجام کو پہنچنے والی ہے اور ان کا خدا امریکہ عنقریب مجاہدین سے پٹ کر واپس جانے والا ہے...پھر یہ فوج ہو گی اور مجاہدین ہوں گے اور ان شاءاللہ ہم ان بزدل افسران سے اپنے مسلمان بچوں، بیٹیوں اور مجاہدین کے خون کے ایک ایک قطرے کا حساب لیں گے...اور پھر یہ کہیں بھاگ بھی نہیں سکیں گے۔

اور صلیبی اتحادی یہ بھی مت بھولیں کہ اہل اسلام کی فتح مادی قوت کی محتاج نہیں ہے بلکہ اکثر ایسا ہوا ہے کہ ایک چھوٹی جماعت اللہ تعالیٰ کے حکم سے بڑی جماعتوں پر غالب آجاتی ہے اور صلیبی اتحادی یہ بھی ذہن میں رکھیں کہ مجاہدین دنیا کی ایسی فوج ہے جو ختم کرنے سے بڑھتی ہے اور روکنے سے طوفان بن جاتی ہے۔

آخر میں اپنے مسلمان بھائیوں اور بالخصوص مجاہدین اسلام سے گزارش ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے رہائی نصیب فرمائی تو ان شاء اللہ پھر میدان میں ملیں گے اور اگر ناپاک صلیبیوں کے ہاتھ سے میری شہادت مقدر ہوئی تو حوصلہ مت چھوڑنا، کام میں لگے رہنا، اختلاف سے بچنا اور تقویٰ کا اہتمام کرنا اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت متقیوں کے ساتھ آتی ہے...ان شاءاللہ جنت الفردوس میں ملیں گے...اور اللہ تعالیٰ کے وعدوں کو سچا پائیں گے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اخلاص نصیب فرمائیں اور اپنے دین کی خدمت کے لیے قبول فرمالیں اور کفار کی قید میں ہمارے مجاہد بھائیوں اور بہنوں کو رہائی نصیب فرمائیں اور میرے ساتھ معرکۂ جی ایچ کیو میں شہید ہونے والے مجاہدین علی، ذاکر اللہ ، عبدالرحمن، ثناء اللہ، نور حکیم، حبیب اللہ، عبداللہ، عمیر اور بلال رحمھم اللہ اور جملہ دیگر مجاہدین کی شہادتوں کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائیں اور ان کے خون کی برکت سے اسلامی نظام کی بہاریں اس امت کو جلد دکھادیں۔

ہم دوبارہ پوری قوت سے آرہے ہیں!!! ان شاءاللہ تعالیٰ!!!

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا و مولانا و امامنا محمد وآلہ واصحابہ ومن تبعھم

الی یوم الدین اجمعین

طالبان زندہ باد......اسلام زندہ باد

☆☆☆☆☆

> ’’اپنا ایمان اتنا مضبوط بنالو کہ دل گواہی دے اِس بات کی کہ اگر ساری دنیا کے ایٹم بم ایک مکھی کے اوپر گرا دیے جائیں تو جب تک اللہ نہیں چاہے گا تب تک اُن سب ایٹم بموں سے اُس مکھی کا ایک پر بھی نہیں ٹوٹ سکتا‘‘۔
>
> حضرت جی مولانا محمد یوسف صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ

انٹرویو

دشمن، امیر المومنین ملا محمد عمر رحمہ اللہ کو کسی اور زمان و مکان سے تعلق رکھنے والی کوئی ہستی سمجھتے تھے!

شیخ آدم یحییٰ غدن کی ریسر جنس سے گفتگو

جماعت القاعدۃ الجہاد برصغیر کے انگریزی ترجمان رسالے 'ری سر جنس' کا شمارہ نمبر ۲/ایک ایسے جہادی قائد کے تفصیلی انٹرویو پر مشتمل ہے، جنہوں نے کفر کے اندھیروں میں آنکھیں کھولیں لیکن فطرت سلیم اور قلبِ منیب کے حامل اس بندۂ خدا نے اوائل عمری میں ہی حق کی تلاش کا سفر شروع کر دیا۔ ایک ایسے معاشرے میں جہاں کفر و طاغوت کی سیاہیاں چہار سُو پھیلی ہوئی تھیں، معصیت و فجور کی منہ زور آندھیوں نے پوری فضا کو مسموم کر رکھا تھا۔ ایسے ماحول میں ایک پاکیزہ فطرت نفس اٹھتا ہے اور اپنے خالق و مالک کی تلاش کا عزم لے کر نکلتا ہے۔ پھر اُس کا کریم رب بھی اُسے بھٹکنے کے لیے نہیں چھوڑتا بلکہ ایسی دست گیری فرماتا ہے کہ ہدایت و سعادت کا ہر دروازہ اس کے لیے کھلتا چلا جاتا ہے۔ ہجرت کی راہوں کا انتخاب ہوتا ہے تو پر کٹھن اور پر صعوبت راستے، پر عزم اور ایمان و عمل کے جذبے سے پر جوش 'آدم' کے لیے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے آسان ہوتے چلے جاتے ہیں! ایمان، ہجرت، رباط، جہاد، قتال فی سبیل اللہ اور دعوت الی اللہ کے راستوں کا یہ مسافر بالآخر اپنی منزل مراد پا گیا اور دنیوی و اخروی فلاح و کامیابیوں کے تمام خزانے اپنے دامن میں سمیٹتا ہوا، مہربان اور قدر دان رب کے دربار میں حاضر ہو گیا۔

کے اس انگریزی انٹرویو کا ترجمہ ماہنامہ نوائے افغان جہاد میں سلسلہ وار شائع ہو گا، ان شاء اللہ [ادارہ]۔

ری سر جنس: کیا آپ کو کبھی امیر المومنین ملا محمد عمر رحمہ اللہ سے ملنے کا اتفاق ہوا؟ اگر ہوا تو اس ملاقات نے آپ کے ذہن پر کیا تاثر چھوڑا؟

آدم: مجھے ایک دفعہ امیر المومنین سے ملنے کا موقع ملا، حالانکہ میرا ان کے ساتھ پہلے سے کوئی رابطہ نہیں تھا۔ یہ جمعے کا دن تھا اور میں حسب معمول جریدے کے دفتر میں ہی تھا کہ مدیر اعلیٰ میرے کمرے میں تشریف لائے اور مجھے کہا کہ میں انکے ساتھ گورنر ہاؤس کے مہمان خانے چلوں جو ہمارے دفتر سے تین منٹ کی مسافت پر واقع تھا۔

یہ مہمان خانہ امیر المومنین کی رہائش گاہ کے طور پر استعمال ہوتا تھا یہاں تک کہ اسے ایک بڑے بارودی ٹرک کے ذریعے نشانہ بنایا گیا جس کے نتیجے میں ان کے خاندان اور ان کے محافظ دستے کے کئی افراد شہید ہو گئے تھے۔ اس وقت بھی اس پر حملے کے آثار نمایاں تھے۔ جیسا کہ درختوں اور دیگر اشیا میں پھنسے ہوئے لوہے کے بڑے بڑے نوک دار ٹکڑے۔

بہر حال، یہ رہائش اب قندھار کے اس وقت کے گورنر ملا محمد حسن رحمانی رحمہ اللہ کے مہمان خانے کے طور پر استعمال ہو رہی تھی اور اس کے ساتھ ایک چھوٹی سی مسجد بھی تھی۔ جب ہم مہمان خانے میں پہنچے تو جمعے کے نماز کے قریب کا وقت تھا اور وہاں لوگوں کی ایک بڑی تعداد کا رش لگا ہوا تھا گویا کہ انہیں کسی کا انتظار تھا۔

کچھ منٹ گزرنے کے بعد ہی دھول میں اَٹے راستے پر ایک دوسرے کے ساتھ ساتھ تیزی سے دوڑتی ہوئی سات ایک ہی ساخت کی کالے رنگ کی ٹویوٹا لینڈ کروزروں کا ایک قافلہ ہمارے سامنے آکر رکا۔ ان سب چیزوں نے ان کی آمد کو شور کے ساتھ کافی حد تک ڈرامائی بنا دیا تھا۔ کسی کو مجھے یہ بتانے کی کوئی ضرورت نہیں تھی کہ گاڑیوں کا یہ قافلہ کس کا تھا کیونکہ میں کچھ ہفتے پہلے ہی میں ان جیسی ایک گاڑی کو قندھار کی عوامی شاہراہ پر تیزی سے جاتے ہوئے دیکھ چکا تھا اور مجھے یہ بتایا گیا تھا کہ اس گاڑی کو امیر المومنین خود چلا رہے تھے اور وہ جلد از جلد مسجد پہنچنا چاہتے تھے تاکہ ان کی مغرب کی نماز رہ نہ جائے۔

جب گاڑیوں کے دروازے کھلے اور ہر کوئی نیچے آ گیا تو میرے مدیر نے، جو کہ امیر المومنین کے پرانے رفقا میں سے تھے، میری توجہ کالی پگڑی، گہرے ہرے رنگ کے کپڑوں اور خاکی رنگ کی واسکٹ میں ملبوس ایک طویل القامت اور مضبوط جسم کے مالک ایک شخص کی طرف مبذول کروائی۔ یہ امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد تھے اور میں یقین سے کہہ سکتا ہوں اگر مجھے یہ نہیں بتایا جاتا کہ ان میں سے امیر المومنین کون ہیں تو اس وقت میرے لیے انہیں پہچاننا مشکل تھا کیونکہ ان میں کوئی ایسی بات نہیں تھی جو انہیں دیکھنے میں باقی لوگوں سے ممتاز کرے۔ نہ تو عمدہ اور اعلیٰ لباس، نہ ہی متکبرانہ چال اور نہ ہی ہٹو بچو کی صدائیں اور مجمعے کو ارد گرد سے چھانٹنے والے محافظ!

وہ اس کے بعد مسجد کی جانب بڑھے جہاں مختلف صوبوں سے آئے ہوئے امارت کے ذمہ داران کی ایک بڑی تعداد ان کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے لیے ان کا انتظار کر رہی تھی۔ اس کے بعد ایک انتہائی جذباتی منظر کا سا سماں پیدا ہو گیا اور لوگوں نے فرط جذبات میں روتے ہوئے ان کے بڑھے ہوئے ہاتھ کو چومنا شروع کر دیا۔ تو یہ وہ دن تھا جب میں نے امیر المومنین کو دیکھا۔ اس نے میرے اوپر ایک گہرا اثر چھوڑا حالانکہ جیسا کہ میں نے پہلے بتایا کہ میری ان سے کبھی بھی انفرادی ملاقات نہیں ہوئی۔ البتہ میں ان کے بڑے بھائی سے ملا ہوں اور ان کے تایا مولوی محمد انور سے بھی ملا ہوں جو کہ شیخ الحدیث تھے۔ وہ اپنی سفید داڑھی، سفید کپڑوں اور سلیٹی رنگ کے کڑھائی شدہ روایتی افغانی جوتوں، جن کی اگلی نوکیں اوپر کی جانب اٹھی ہوئی ہوتی تھیں، کی وجہ سے پہچانے جاتے تھے۔

ری سر جنس: قندھار میں رہتے ہوئے آپ نے امیر المومنین سے منسوب کچھ ایسے قصے یا واقعات سنے جو ہمارے قارئین کے لیے دلچسپی کا باعث ہوں؟

آدم: جی! جیسا کہ میں نے بتایا کہ (پختون قوم کے اکثر مردوں خصوصاً جنوبی افغانستان کے رہنے والے اکثر افراد کی طرح) امیر المومنین طویل القامت اور مضبوط جسم کے مالک تھے۔

مجھے میرے مدیر نے بتایا کہ امیر المومنین جسمانی لحاظ سے اس حالت سے بھی زیادہ مضبوط ہوا کرتے تھے جس میں، میں نے انہیں دیکھا تھا۔ مگر ذمہ داریوں کے بوجھ اور امارت کی پریشانیوں نے ان کو جسمانی لحاظ سے نسبتاً کمزور کر دیا تھا۔ مجھے یہ بھی بتایا گیا کہ وہ کسرتی اور چھریرے بدن کے مالک ہوا کرتے تھے یہاں تک کہ دروازے کی اوپر والی چوکھاٹ تک اپنی لات اٹھالیا کرتے تھے۔

ایک مزے دار واقعہ جو میں نے قندھار میں رہنے کے دوران سنا، اس وقت کا ہے جب اقوام متحدہ کے افغانستان کے خصوصی نمائندے فرانسس وینڈرل کو امیر المومنین کے ساتھ ملاقات اجازت ملی۔ یہ بات آپ کے ذہن میں رہے کہ امیر المومنین اکثر اوقات کافروں کے وفود سے نہیں ملتے تھے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وینڈرل ان گنے چنے مغربیوں میں سے تھا جن کو امیر المومنین کے ساتھ آمنے سامنے ملاقات کرنے کا موقع ملا۔ اس حقیقت نے کہ ملا عمر باقاعدگی سے عوامی اجتماعات میں نہیں آتے تھے اور غیر ملکیوں کو انٹرویو دینا یا ان کو اپنی تصویریں لینے کی دینا پسند نہیں کرتے تھے، امیر المومنین کی پراسراریت اور آپ رحمہ اللہ کے بارے میں ان کے تجسس اور اشتیاق میں مزید اضافہ کر دیا تھا۔

اس ملاقات میں موجود لوگوں کا کہنا ہے کہ جب وینڈرل اندر داخل ہوا تو امیر المومنین اس وقت وائرلیس سیٹ استعمال کر رہے تھے۔ انہوں نے فوراً اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کا استقبال کرنے کے بجائے، جیسا کہ وہ اپنے دوسرے مہمانوں کا استقبال کرتے ہوئے کیا کرتے تھے، اس کی طرف متوجہ ہونے کے لیے اس کو پندرہ منٹ انتظار کروایا۔ کمرے میں موجود افراد کہتے ہیں کہ تمام وقت وینڈرل امیر المومنین کے چہرے پر ٹکٹکی باندھے ان کو دیکھتا رہا گویا کہ وہ یہ سمجھ رہا ہو کہ اگر اس نے ادھر سے نظر اٹھائی تو وہ غائب ہو جائے گا یا شاید وہ اس ملاقات کے ہر لمحے کو اپنی یادداشت کا حصہ بنانا چاہتا تھا! میرے خیال میں امیر المومنین نے واقعی اپنے دشمنوں کو حیران و پریشان کر کے رکھ دیا تھا۔ وہ انہیں کسی اور زمان و مکان سے تعلق رکھنے والی کوئی ہستی سمجھتے تھے۔

ایک اور واقعہ اس تحفے کے متعلق ہے جو اس وقت کے پاکستان کے فوجی حکمران نے امیر المومنین کو بھجوایا تھا۔ اس نے امیر المومنین کے ذاتی استعمال کے لیے تحفے کے طور پر ایک بکتر بند، بلٹ پروف مرسڈیز بینز سیڈان یا لیموزین گاڑی بھیجی جس کی قیمت تقریباً دس لاکھ ڈالرز تھی۔ امیر المومنین نے نہ صرف یہ کہ خود اس استعمال کرنے سے انکار کر دیا بلکہ امارت کے کسی بھی ذمہ دار کو یہ کہہ کر اس کے استعمال سے روک دیا کہ ''اس طرح کی پرآسائش گاڑی ہمارے لیے کسی طور بھی مناسب نہیں''۔ شاید آپ کو معلوم ہو گا کہ امیر المومنین، ذمہ داروں کے تحفے قبول کرنے کے خلاف سخت موقف کے حامل تھے۔

امیر المومنین سے متعلق ایک اور واقعہ میں قارئین کی خدمت میں پیش کرنا چاہوں گا اور وہ کوئی ایسا واقعہ نہیں جس کے بارے میں مجھے کسی نے بتایا ہو۔ بلکہ یہ ان کے ایک فیصلے کے متعلق ہے۔ جس کے بارے میں کچھ لوگ منفی رائے کے حامل تھے اور آخر میں اس فیصلے کے بہت مثبت نتائج نکلے تھے۔ میں امیر المومنین کے برطانوی صحافی ایوان ریڈلی کو رہا کرنے کے فیصلے کے بارے میں بات کر رہا ہوں۔ اسے ۲۰۰۱ء کے آخر میں شروع ہونے والی صلیبی جارحیت کے کچھ ہی دن بعد بغیر اجازت افغانستان داخل ہونے پر گرفتار کیا گیا تھا۔

امیر المومنین رحمۃ اللہ کے اس فیصلے کو میرے جاننے والے ایک سے زیادہ بھائیوں کی طرف سے مایوسی کے ساتھ تنقید کا نشانہ بنایا گیا۔ ان بھائیوں کا کہنا یہ تھا کہ اسے جتنا زیادہ سے زیادہ وقت کے لیے ممکن تھا، قید میں رکھنا چاہیے تھا اور اسے صرف برطانوی حکومت کی قید میں موجود مسلمان قیدیوں کے تبادلے کی صورت ہی میں چھوڑا جانا چاہیے تھا۔ انہوں نے اس فیصلے کے پیچھے کارفرما حکمت پر بھی سوال اٹھایا۔

بلا شبہ میں نہ ہی تو اپنے قیدیوں کے عوض دشمن قیدیوں کے تبادلے کے اصول سے اختلاف رکھتا ہوں اور نہ ہی اس پالیسی کی اہمیت کا انکار کرتا ہوں، مگر ہر قاعدے کی مستثنیات ہوتی ہیں اور امیر المومنین نے اپنی بصیرت سے جان لیا تھا کہ یہ بھی اس طرح کا ایک استثنائی معاملہ ہے۔ اور میرے خیال میں ہم میں سے اکثر لوگ اس کہانی کے باقی حصے سے واقف ہیں۔ ایوان ریڈلی نے اسلام قبول کر لیا اور امارت اسلامی سمیت مسلم دنیا کی غیر رسمی سفیر بن گئیں اور امارت کے متعلق پھیلائی گئی عجیب و غریب جھوٹی کہانیوں کی اصلیت کو بے نقاب کرنے کا خوب کام کیا۔ صرف یہی نہیں بلکہ وہ مغرب کے انسانوں کے جنگل میں قائم سیلن شدہ کال کوٹھڑیوں میں سسکتے مسلمان قیدیوں کے حقوق کی آواز اٹھانے والی ایک بے باک وکیل بھی بن گئی۔ میرے خیال میں اس سے ہم دو اہم اسباق اخذ کر سکتے ہیں: پہلا یہ کہ اللہ تعالیٰ امیر کے اجتہاد میں برکت ڈال دیتے ہیں بشرطیکہ وہ شریعت کے اصولوں کی روشنی میں کیا گیا ہو قطع نظر اس سے کہ کوئی اس فیصلے سے اتفاق نہ کرے۔ دوسرا یہ کہ سخت گیر موقف یا زیادہ سخت راہ اپنانا ہمیشہ بہترین راستہ نہیں ہوتا: بلکہ نرمی اختیار کرنا، درگزر کرنا اور رحم کرنے جیسے عوامل بھی ہمارے فیصلوں اور پالیسی سازی میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

ری سر جنس: مگر ایک الزام جو اکثر طالبان پر لگایا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ وہ عورتوں اور لڑکیوں کے معاملے میں بہت سخت اور متشدد بلکہ ''عورت دشمن'' رویے کے حامل تھے اور انہیں بہت سے بنیادی اسلامی اور انسانی حقوق سے محروم کر رکھا تھا۔ آپ کے نقطہ نظر میں کیا یہ الزام صحیح ہے؟

آدم: میرے خیال میں یہ ان پھیلائی گئی جھوٹی کہانیوں میں سے ایک ہے جن کے جھوٹ کو ایوان ریڈلی نے اپنے مضامین اور تقاریر میں بے نقاب کرنے کی کوشش کی ہے۔ بحیثیت انسان، طالبان سے کچھ غلطیاں بھی ہوئی ہوں گی جیسا کہ الحسبہ کے ادارے (امر بالمعروف و نہی عن المنکر) میں شامل کچھ افراد کی جانب سے کی جانے والی حد سے بڑھی ہوئی سختی۔ مگر

میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس الزام کی بنیادی وجہ جانب داری اور اندھی دشمنی ہے۔ صلیبی مغرب کی جانب سے امارت اسلامی پر لگائے جانے والے عورتوں کے ساتھ عورت دشمنی پر مبنی ناروا رویہ اختیار کیے جانے کے الزامات یا تو شعوری طور پر کیے جانے والے مبالغے مبنی ہیں یا یہ الزامات جھوٹے اور من گھڑت ہیں اور اس سب کے پیچھے صلیبی مغرب کی اسلام دشمنی اور عمومی طور پر اسلام اور مسلمانوں کو اور خصوصی طور پر اسلامی تعلیمات مثلاً حجاب، جنسی عدم اختلاط اور بدکاری اور فحاشی کی ممانعت کو بدنام کرنے کی کوششیں کارفرما ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ طالبان کے عورتوں کے حقوق کے بارے موقف پر جانتے بوجھتے ایک پردہ ڈالا گیا ہے۔ مثال کے طور پر اگر تعلیم ہی کے مسئلے کو دیکھا جائے: یہ صحیح ہے کہ امارت اسلامی نے لڑکیوں کے اسکول بند کروا دیے تھے، مگر اس کی بنیادی وجہ جنگ کی وجہ سے پیدا ہونے والے مسائل اور وسائل کی کمی تھی۔ نہ صرف یہ کہ اس عذر کو میڈیا کی جانب سے قبول نہیں کیا گیا، بلکہ مشکلات کے باوجود امارت اسلامی کی لڑکیوں کے ساتھ ساتھ عورتوں کی تعلیم کے لیے بھی کی جانے والی کوششوں کو نظر انداز کیا گیا اور اس پر مستزاد یہ کہ بسا اوقات تو ان کوششوں کو امارت کے خلاف جاری پروپیگنڈے کے لیے استعمال کیا گیا۔

مثال کے طور پر امارت کے دور میں قندھار میں میر واعظ میڈیکل کمپلیکس میں عورتوں کے لیے ایک نرسنگ کالج قائم کیا گیا تھا۔ کچھ صحافیوں اور کیمرا مینوں کو اس کا دورہ کروایا گیا۔ مگر انہوں نے اپنے ناظرین اور قارئین کو اس بارے میں بتایا؟ نہیں! بلکہ اس کے برعکس، ایک عرب جریدے ''المجلہ'' نے 'جو کہ ہر اس چیز کے خلاف دشمنی میں مشہور ہے جو اسلام کے مطابق ہو' (یہ کوئی اچنبھے کی بات نہیں ہے کیونکہ یہ سعودیہ کی حکمران خاندان کے جانب سے شائع کیا جاتا ہے)، اس کالج کی طالبات (جو کہ ظاہری سی بات ہے کہ مکمل حجاب میں تھیں) کی دوران کلاس لی جانے والی ایک تصویر شائع کی جس میں ایک مرد استاد (جنہیں میں خود ذاتی طور پر جانتا ہوں) انہیں پڑھا رہا ہے۔ اس کے نیچے انہوں نے مکر و فریب کا سہارا لیتے ہوئے انتہائی بے شرمی سے یہ تفصیل لکھی کہ یہ پرائمری کی کچھ طالبات ہیں جن کو طالبان شدت پسندوں نے زبردستی برقعہ پہنایا ہوا ہے۔

ری سر جنس: تو آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ میڈیا نے جانتے بوجھتے عورتوں کے بارے میں طالبان کے موقف کو چھپایا بلکہ اس کو مسخ کرنے کی کوشش کی؟

آدم: بالکل! نہ صرف یہ کہ میڈیا نے صنف نازک کی تعلیم اور کام کرنے کے بارے میں طالبان کے موقف پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی بلکہ اس نے معاشرے کی عورتوں کو ان کے حقوق سے محروم کرنے والی روایتوں سے چھٹکارا دلانے کے لیے کی جانے والی سنجیدہ کوششوں پر بھی آنکھیں موندے رکھیں۔

مثال کے طور پر امارت اسلامی نے اپنے دورِ اقتدار میں امیر المومنین کے حکم پر عورتوں کو قربانی کی بھینٹ چڑھانے والی کئی قدیم اور غیر اسلامی قبائلی روایات پر پابندی لگائی تھی۔ ان روایات میں بعاد، سوارام، ونی اور بدل صلح جیسی رسوم شامل تھیں۔ جن کی رو سے جوان خواتین اور لڑکیوں کا قبائلی جرگوں کے حکم سے آپس کے قبائلی اور خاندانی جھگڑے اور لڑائیاں ختم کرنے کے لیے دلہنوں کے روپ میں تبادلہ کیا جاتا ہے۔ اکثر اوقات ایسی عورت کے نئے سسرالی رشتہ دار اس کے خاندان کے ساتھ اپنی عداوت و دشمنی کا تمام بدلہ اس سے لیتے ہیں۔ اگر مہذب الفاظ میں کہا جائے تو اس کے ساتھ زر خرید غلام جیسا سلوک کیا جاتا ہے اور اگر سخت الفاظ میں کہا جائے تو اسے مکے مارنے کے لیے استعمال کیا جانے والا بیگ سمجھا جاتا ہے۔ اور یہ سب تو تب ہوتا ہے جب اسے کھلم کھلا تشدد کرنے کے بعد قتل نہ کیا جائے۔ لہٰذا امارت اسلامی نے اگر پہلے نہیں تو ۱۹۹۹ء میں اس پر اور اس طرح کی دوسری بے رحمانہ اور ظالمانہ روایات پر سخت پابندی لگا دی تھی۔ اس کے مقابلے میں افغانستان کا موجودہ قانون (افغان پینل کوڈ، جو کہ اصلاً ۱۹۷۶ء میں پاس کیا گیا تھا اور امریکی قبضے کے بعد اسے دوبارہ بحال کر دیا گیا تھا) بظاہر بعاد، سوارا اور بدل صلح جیسی رسوم پر صرف اس وقت پابندی لگاتا ہے جب عورت کی عمر اٹھارہ سال سے زیادہ ہو یا وہ بیوہ ہو۔ مسئلہ یہ کہ باہر کی دنیا ان رسومات پر امارت کے موقف سے تقریباً ناواقف ہے اور جو اسے جانتے ہیں وہ اس کا اعتراف نہیں کرنا چاہتے۔

حقائق سے یہی وہ عدم واقفیت جو وسیع پیمانے پر پھیل چکی ہے، اور جس کی وجہ سے ناقابل فہم قسم کے سازشی و منفی واقعات بھی دیکھنے کو ملتے ہیں۔ جیسا کہ پچھلے سال ایک رپورٹ جس میں ایک طالبان نمائندے نے اس عزم کا اظہار کیا تھا کہ جب ہم دوبارہ قوت حاصل کر لیں گے تو بعاد اور سوارا جیسی ظالمانہ رسوم پر پابندی لگا دیں گے اور امارت کی جانب سے جاری کردہ اپنے مقاصد اور اصولوں پر مبنی لائحہ عمل کی بنیاد پر کچھ ''افغان ماہرین'' نے اس رائے کا اظہار کیا تھا کہ طالبان نے عورتوں کے حقوق کے بارے میں یوٹرن لے لیا ہے۔ مجھے یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ میں ان ''ماہرین'' اور ''دانش وروں'' کو کیا کہوں سوائے یہ کہ: آنکھیں کھولو اور حقائق کا ادراک کرو!!!

بعاد اور سوارا کے مسئلے کے بارے میں بات کرتے ہوئے مجھے ایک افغان خاتون بی بی عائشہ کی کہانی یاد آگئی۔ اس کی ''شادی'' اپنے ایک رشتہ دار کے ہاتھوں سرزد ہونے والے قتل کے بدلے میں ہوئی تھی اور مبینہ طور پر اس کے ان سسرالی رشتہ داروں نے اس کی ناک اور کان کاٹ دیے تھے۔ اسی واقعے کو امریکی جریدے ''ٹائمز'' نے اپنے ۲۰۱۰ء کے ایک شمارے میں سرورق کا موضوع بنایا تھا اور سرخی تھی ''اگر ہم افغانستان چھوڑ دیں تو کیا ہو گا؟''۔ اس شمارے میں ایک مضمون بھی شامل تھا جس کا عنوان تھا ''افغان عورتیں اور طالبان کی واپسی''، جس میں طالبان کو اس خاتون پر ہونے والے تشدد اور ان رسومات کی حمایت کا ذمہ دار ٹھہرایا گیا تھا اور یہ دعویٰ کیا گیا تھا کہ طالبان کی واپسی افغان خواتین کے لیے ایک سانحہ ہو گی۔

تاہم کچھ ہی عرصے بعد کئی آزادانہ ذرائع اور تحقیق کرنے والے صحافیوں نے بی بی عائشہ کے واقعے میں طالبان یا ان کے کسی بھی رکن کے ملوث ہونے کی تردید کی تھی۔ تردید کرنے والوں میں میں بی بی سی کا نمائندہ احمد امید خیل واک بھی شامل تھا جو کہ اتفاقی طور پر نہیں بلکہ ''حادثاتی'' طور پر ایک رپورٹ پیش کرنے کے چھ مہینے سے کچھ زیادہ عرصے بعد جس میں ٹائم کے مضمون کی حقیقت سے پردہ اٹھایا گیا تھا، پر اسرارانہ انداز میں ایک امریکی فوجی کے ہاتھوں ہلاک ہو گیا تھا (اور آپ کو یہ سن کر بالکل حیران نہیں ہونا چاہیے کہ اس کے قتل ذمہ دار بھی شروع میں طالبان کو ٹھہرایا گیا اور حقیقت کچھ مہینے بعد سامنے آئی)۔

اسی طرح آپ نے پکتیا کے صوبے میں خطابہ چھاپے کے بارے میں سنا ہوگا۔ صلیبی خصوصی دستوں نے ادھر ایک رات ایک گھر کے اندر گھس کر چھاپہ مارا اور تین خواتین کو شہید کر دیا جس میں سے دو حاملہ تھیں اور انہوں نے اپنے اس گھناؤنے اور شرمناک حرکت کو سب سے پرلے توان کی لاشوں سے امریکی ساختہ گولیاں نکال کر چھپانے کی کوشش کی اور پھر میڈیا کے سامنے یہ بیانات دے کر چھپانے کی کوشش کی کہ طالبان نے خواتین کو غیرت کے نام پر قتل کر دیا۔

حسب معمول اس کھلے جھوٹ کو بغیر کسی سوال جواب کے حرف بہ حرف مقامی اور بین الاقوامی میڈیا پر چلایا گیا اور شاید اس میں مزید مرچ مسالہ بھی شامل کیا گیا۔ ہم کبھی بھی اس کہانی کی حقیقت تک نہ پہنچ پاتے مگر اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ امریکہ اور افغانی فوج کا یک مشترکہ وفد جیسے ہی متاثرہ خاندان سے معذرت کرنے پہنچے عین اسی وقت ایک برطانوی صحافی اور اس کا کیمرامین اس جگہ کا معائنہ کرنے آپہنچے (یہ بھی یاد رہے کہ وہ گھر جس پر چھاپہ مارا گیا تھا اگر افغان پولیس کے ایک بڑے کماندان کا نہ ہوتا جسے خود امریکیوں ہی نے تربیت دی تھی تو غالب امکان یہی ہے کہ وہ کبھی بھی معذرت نہ کرتے)۔

میرے کہنے کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ مجاہدین کامل ہیں یا ان سے غلطیاں ہوتی ہی نہیں ہیں یا ان کی صفوں میں کوئی غیر تربیت یافتہ عناصر شامل ہی نہیں ہیں۔ بلکہ میں یہاں دو باتوں کی طرف اشارہ کرنا چاہتا ہوں: پہلی بات تو میڈیا کے پھیلائے گئے جھوٹ اور اس کا مجاہدین کو عموماً اور امارت اسلامی افغانستان کو خصوصاً اکیلا کرنے کی پالیسی پر عمل کرنا۔ دوسرا یہ کہ کئی لاکھ لوگوں نے ٹائم کا وہ سرورق اور اور طالبان پر الزامات سے بھرپور وہ مضمون پڑھا ہوگا اور کئی لاکھ لوگوں نے خطابہ کے چھاپے کی تفصیلات کو صلیبی زبان سے سنا ہوگا مگر ان میں سے کتنے لوگوں نے طالبان کی طرف سے بیان کردہ واقعے کی اصل حقیقت کے بارے میں سنا ہوگا یا وہ مضامین پڑھے ہوں گے یا وہ فلمیں اور ویڈیو رپورٹیں دیکھی ہوں گی جن میں طالبان کی طرف سے پیش کردہ حقائق بیان کیے گئے ہیں، صلیبیوں اور اُن کے ذرائع ابلاغ کے جھوٹ کو بے نقاب کیا جاتا ہے' مجھے اندیشہ ہے کہ انتہائی کم لوگوں نے۔ یہ بھی ملحوظ رہے کہ ٹائم کا وہ مضمون اور نیٹو کا خطابہ کے چھاپے کو چھپانا... تو جھوٹے الزامات سے پُر کئی ہزار مضامین، اخباری رپورٹوں اور رسمی طور پر جاری کردہ میڈیا بیانات میں سے صرف دو ہیں۔

اس لیے بحیثیت مسلمان اور مجاہد، ہمارے لیے تمام میسر وسائل کو استعمال میں لاتے ہوئے میڈیا کی جنگ لڑنا نہایت اہم ہے۔ تاکہ ہمارے بارے میں اور ہمارے خیالات، افعال اور مقاصد کے بارے میں سچ جتنے بڑے پیمانے میں پھیلایا جا سکتا ہے، پھیلایا جائے اور عوام الناس کی اس تک رسائی کو جتنا یقینی بنایا جا سکتا ہے، بنایا جائے... تاکہ لوگ یہ جان سکیں کہ دشمن قوتوں اور کارپوریٹ میڈیا جو کہ صحافتی اخلاقیات اور دیانت برتنے کا دعوی کرتا ہے، ہر دو جانب سے کس قدر جھوٹ، افتراء پردازی اور بہتان تراشی پر مبنی باتوں کو پھیلایا جاتا ہے

ری سرجنس: آپ کی نظر میں، افغانستان میں موجود مجاہدین خصوصاً امیر المومنین کی قیادت کے جھنڈے تلے جمع طالبان کی نمایاں خصوصیات کیا ہیں؟ افغان جہاد کا تجربہ دنیا کے باقی مقامات میں بپا ہونے والی جہادی تحریکات سے کیسے مختلف رہا؟ اسی کے ضمن میں یہ سوال بھی کیا جا سکتا ہے کہ مسلم دنیا کے دیگر خطوں میں موجود مجاہدین افغانستان کے جہادی تجربے سے کیا فائدہ اٹھا سکتے ہیں؟

آدم: افغان جہاد کا تجربہ ایک منفرد افغان جہاد کا ہی تجربہ ہے اور یہ ممکن نہیں کہ یہ جیسا ہے ویسے ہی اسے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کر دیا جائے کیونکہ جو چیز افغانستان اور افغانیوں کے حق میں بہتر ہو ضروری نہیں کہ دوسرے ممالک اور قوموں کے لئے بھی وہی چیز مناسب ہو۔ یہ کہنے کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ افغان جہاد کی کئی ایسی امتیازی خصوصیات ہیں جن کی پیروی کی جاسکتی ہے اور ان کی پیروی کرنی بھی چاہیئے یا کم از کم ان کے بارے میں سوچنا چاہیئے۔ مثلاً: افغانستان میں جہاد کا کام مجاہد صفت افغان قوم کی سطح پہ ہوا ہے اور یہ چند ہی لوگوں تک محدود نہیں رہا۔ یہ بات ضرور ہے کہ برطانیہ کے خلاف جہاد کے دور سے لے کر آج تک ایسی جماعات اور امارتیں ضرور رہی ہیں جنہوں نے لوگوں کی رہنمائی کی ہو اور ان کی توانائیوں کو مجتمع کیا ہو مگر جہاد کا کام قوم کی سطح پر ہی ہوا۔ یہ کچھ دیگر میادین جہاد کے برخلاف ہے جہاں جہاد کو کسی ایک چھوٹے سے گروہ نے سہارا دیا اور عوامی حمایت مشکل ہی سے پیدا ہو پائی۔ میرے خیال میں شام میں جاری جہاد موجودہ دور میں وہ واحد جہاد ہے جو اس لحاظ سے افغان جہاد سے کافی مماثلت رکھتا ہے۔

اسی طرح، افغان جہاد صرف افغانیوں کا نہیں بلکہ پوری مسلم امت کا جہاد ہے اور جب سے افغان قوم کمیونسٹوں اور انکے روسی پشت پناہوں کے خلاف کھڑی ہوئی اور تمام دنیا سے مسلمان اپنے افغان بھائیوں کی مدد کے لئے امڈ امڈ کر آنے لگے، یہ اس نہج پہ جاری ہے۔ تاہم اس بات سے اس حقیقت پہ کوئی فرق نہیں پڑنا چاہیے کہ افغان لوگ ہی جہاد کے قائدین رہے ہیں اور آج بھی ہیں اور وہی لوگ افغان جہاد میں سب سے زیادہ حصہ ڈال رہے ہیں۔

اسی تناظر میں، افغان جہاد کا ایک اور نمایاں پہلو جسے دنیا کے دیگر جہادی میدانوں میں بھی دہرایا جانا چاہیے، غیر افغانی مجاہدین اور افغان مجاہدین (چاہے وہ مہاجرین ہوں یا انصار) کے درمیان تعلق ہے، جو کہ سوویت اتحاد اور کمیونسٹوں کے خلاف جہاد میں بھی اور اسلامی امارت کے صلیبیوں اور ان کے غلاموں کے خلاف جہاد میں بھی ایک ایسا تعلق رہا ہے جس کی بنیاد باہمی حسد، عداوت اور چپقلش کے بجائے تعاون، باہمی احترام اور تقسیم کار تھی۔ افغانستان کے باہر سے ہجرت کر کے آنے والے مجاہد جانتے تھے کہ ان کا کام حملہ آوروں کے خلاف جہاد میں افغان لوگوں کی مدد کرنا اور ان کو سہارا دینا اور ان کے لئے اپنے آپ کو قربان کر دینے سے بھی دریغ نہ کرنا ہے۔ ان کا کام ہر گز یہ نہیں کہ وہ ان پہ بوجھ بن جائیں یا قیادت کی باگیں ان کے ہاتھوں سے چھیننے کی کوشش کریں۔ اسی طرح افغانیوں نے افغانستان کے باہر سے ہجرت کر کے آنے والے مجاہدین کا استقبال کیا، ان کی کوششوں کو سراہا اور ان کو پناہ فراہم کرنا اور اپنی جانوں تک کی قیمت پہ ان کا دفاع کرنا اپنی ذمہ داری سمجھا۔ اس کی کئی مثالیں موجود ہیں۔

اس نکتے کی مزید وضاحت کے لئے بتاتا چلوں کہ طالبان کی تحریک ایک اندرونی افغانی تحریک تھی۔ طالبان نے دوسرے ممالک سے تعلق رکھنے والے مسلمانوں کو وزراء، گورنر، قاضیوں، پولیس افسروں اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے رکن کے جیسے عہدوں پہ فائز کرنا شروع نہیں کر دیا۔ امارت اسلامی کے تحت ان لوگوں کا کام فقط مشورہ دینے، دعوت دینے، تعلیم و تربیت کا کام کرنے، میڈیا، اور بحالی اور تعمیر نو کی حد تک محدود تھا۔

یہ ان جہادی تحریکات کے برعکس ہے جنہوں نے قومیت کی دیواریں ڈھانے اور امت کو ایک کرنے کے نام پر سرحد پار سے ہجرت کر کے آنے والے مہاجرین (یا ملک کے اندر ہی ایک جگہ سے انتہائی دور دوسری جگہ ہجرت کر کے آنے والے مہاجرین) کو انتظامی، عدالتی اور قیادت جیسی حساس ذمہ داریاں سونپ دیں جس کی وجہ سے ان کی انصار (مقامی مدد گار) سے مکمل طور پہ غیر ضروری اور قابل بچاؤ ٹسل پیدا ہو گئی۔

اگر کسی غیر مقامی کو ایک منصب کے لئے مقامی لوگ اس لئے منتخب کریں کہ ان کی نظر میں اس کام کے لئے زیادہ اہل کوئی اور نہ ہو تو اس میں قطعاً کوئی مسئلہ نہیں۔ مگر مسئلہ تب پیدا ہوتا ہے کہ جب اس بات کا ادراک رکھتے ہوئے بھی کہ ایسا کرنا مقامی آبادی پر گراں ہو گا، اجنبی لوگوں اور باہر سے آنے والے افراد کو مقامیوں پہ ترجیح دی جائے۔ حالانکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت یہ تھی کہ وہ جب بھی ممکن ہوتا تو مقامی لوگوں ہی کو مختلف قبائل اور خطوں کی ذمہ داریاں اور قیادت عطا فرماتے تھے۔

مختصر یہ کہ امارت اسلامی کی خاص شان اس کی متوازن، لچکدار اور معقول شریعت سے مکمل ہم آہنگ پالیسیاں (السیاسۃ الشرعیۃ) ہیں۔ امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد کی زیر کمان امارت اسلامی نے ایسی حکمت عملیاں وضع کی ہیں جنہوں نے انتہائی قابل اور تجربہ کار تجزیہ نگاروں اور مبصرین کو بھی ورطہ حیرت میں ڈال دیا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ طالبان کے اس طرز سیاست سے کئی اسباق اخذ کئے جا سکتے ہیں جس سے ہر خطے کے مجاہدین اپنی حکمت عملیاں وضع کرنے اپنے افعال کا رخ متعین کرنے کے لئے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

مثلاً امارت اسلامی کی قیادت علما اور طلبا کے ہاتھوں میں ہے اور ایک اسلامی نظام ایسا ہی ہونا چاہیے؛ جس کی وجہ سے بہت سی غلطیوں سے ان کے سرزد ہونے سے پہلے ہی بچا جا سکتا ہے۔ امارت اسلامی میں علما قیادت کرتے ہیں اور ان کو عامیوں کے زیر قیادت نہیں دیا جاتا۔ یعنی اس کا مطلب ہے کہ وہ قیادت کے فیصلوں پر اثر انداز ہوتے ہیں، ان کی تصحیح کرتے ہیں اور اکثر فیصلے بھی وہی کرتے ہیں اور ان کی موجودگی کا مقصد محض دوسروں کے کئے گئے فیصلوں کی تائید اور ان کی ہاں میں ہاں ملانا نہیں ہوتا۔

اسی طرح افغانستان میں علما نے مسلم امت کے نمائندوں کی حیثیت سے بغیر کسی دباؤ کے امیر المومنین کا انتخاب کیا۔ امیر المومنین نے بذات خود لوگوں کو یہ کہہ کر اپنی اطاعت پہ مجبور نہیں کیا کہ ان کی جہادی تاریخ، ان کی قربانیوں اور جس طرح انہوں نے اللہ کے فضل سے وار لارڈز کے خلاف لڑنے اور ان کو شکست دینے کے لئے طلباء کو ایک پلیٹ فارم تلے جمع کیا، ان سب چیزوں کی روشنی میں صرف وہ ہی افغانستان کے جائز حکمران ٹھہرتے ہیں۔ تمام تر دعووں کے برخلاف، امارت اسلامی نے بالعموم افغان لوگوں پر کوئی نیا مذہب یا اسلام کی کوئی غیر معروف شکل نافذ کرنے کی کوشش نہیں کی۔ امیر المومنین اور طالبان کی اکثریت حنفی مذہب سے تعلق رکھنے والے افغانوں پہ مشتمل ہے۔ اس میں کچھ مستثنیات بھی ہیں جیسا کہ نورستان کے طالبان، جہاں روایتی طور پہ سلفیت غالب ہے۔

امارت اسلامی دشمنوں کی تعداد نہ بڑھانے کے معاملے میں بہت محتاط ہے اور کبھی بھی بہت سارے محاذ اکٹھے کھولنے کی حامی نہیں رہی۔ اس چیز کو آپ امارت کی میڈیا کی حکمت عملی اور اس کے ترجمان کے میڈیا پہ دیئے جانے والے بیانوں میں واضح طور پہ دیکھ سکتے ہیں۔

مثال کے طور پہ، امارت معاشرے میں عام طور پہ پھیلے ہوئے منکرات کو روکنے میں بہت محتاط ہے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ وہ فی الحال ان منکرات کو روکنے کی کوشش کرنے کے نتیجے میں پیدا ہونے والے منفی نتائج کا مقابلہ کرنے یا انہیں برداشت کرنے کی سکت نہیں رکھتے۔ اس بات کا ہر گز یہ مطلب نہیں کہ امارت نے کچھ مزارات کو بند کرنے اور کچھ دیگر کو منہدم کرنے کے لئے اقدامات نہیں اٹھائے ہیں لیکن عام طور پہ یہ عمل بہت آہستہ اور بتدریج ہوا ہے۔ اس کی وجہ ایک حد تک تو یہ بھی ہے کہ امارت اسلامی اپنے قیام کے وقت ہی سے مسلسل جنگ میں مصروف ہے جس کی وجہ سے اسے ان مسائل کے بارے میں عامۃ الناس کی تعلیم کا موقع نہیں مل سکا۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

کنڑ کے عوام مجاہد ہیں، یہاں مجاہدین متحد ہیں

صوبہ کنڑ کے جہادی ذمہ دار مولوی محمد اسمٰعیل سے گفتگو

حبیب مجاہد

صوبہ 'کنڑ' افغانستان کے مشرق میں واقع ہے۔ جس کے مشرق میں پاکستان، جنوب میں ننگرہار، شمال میں نورستان اور مغرب میں نورستان اور لغمان کے کچھ حصے واقع ہیں۔ کنڑ کا رقبہ ۶۹۶۲ مربع کلومیٹر اور آبادی حالیہ اعداد و شمار کے مطابق ۵لاکھ ہے۔ کنڑ کا مرکز 'اسعد آباد' شہر ہے۔ کنڑ کی انتظامی تقسیمات میں علاقوں کے نام کچھ یوں ہیں:

مرکز اسعد آباد، مانوگی، مرورہ، وٹہ پور، نرنگ، سرکانی، دانگام، شیگل، چپہ درہ، نورگل، چوکی، خاص کنڑ، ناڑی، غازی آباد، اسمار... کنڑ ایک پہاڑی علاقہ ہے، جس کے پہاڑ جنگلوں سے ڈھکے ہوئے ہیں۔ کنڑ کو ایک بڑے دریا، ہرے بھرے درّوں اور جنگلوں نے ایک فطری حسن کا شاہکار بنا دیا ہے۔ اس کی اسی رنگینی کی وجہ سے اسے اسٹریٹجک اہمیت بھی حاصل ہوگئی ہے۔ صوبہ غزنی کے رہنے والے 'مولوی محمد اسماعیل صاحب جواب تک غزنی اور زابل میں جہادی امور کے ذمہ دار یا گورنر کی حیثیت کام کرتے رہے، حال ہی میں امارت اسلامیہ کی جانب سے کنڑ میں جہادی امور کے ذمہ دار مقرر کیے گئے ہیں۔ کنڑ کے حالات کے حوالے سے ہم نے ان سے تفصیلی گفتگو کی، جو آپ کی نذر کی جا رہی ہے۔

سوال: آپ سے سے کنڑ کے جہادی حالات جاننا چاہیں گے۔

جواب: سب سے پہلے میں آپ کو اور تمام قارئین کو السلام علیکم کہوں گا۔ جناب والا! کنڑ افغانستان کے اُن صوبوں میں سے ہے، جہاں روس کے خلاف جہاد کی روشن تاریخ کی طرح امریکی جارحیت کے خلاف جہاد میں بھی بڑا کردار ادا کیا گیا ہے اور یہاں سرانجام دیے جانے والے کارناموں ایک تاریخ رقم کی ہے۔ یہ صوبہ اسٹریٹجک بناوٹ اور محل وقوع کے باعث انتہائی اہم ہے۔

سوال: امریکی صدر بارک اوباما نے ۲۰۱۴ء کے آخر میں افغانستان میں جنگ ختم کر دینے کا اعلان کیا تھا، مگر عملاً یہ دیکھنے میں آیا کہ یہ محض ایک دھوکہ تھا۔ امریکی فوجی افغانستان میں ہیں اور جنگ میں ان کا کردار سب کے سامنے ہے۔ کنڑ کے بارے میں بتائیں کہ وہاں امریکی فوجی موجود ہیں یا نہیں؟ اگر ہیں تو کیا وہ عسکری کارروائیوں میں شریک ہوتے ہیں؟

جواب: کنڑ میں امریکی پہلے بڑی تعداد میں موجود تھے اور انہوں نے بہت سے علاقوں میں پختہ بیس تعمیر کر رکھے تھے، مگر بعد میں مجاہدین کے حملوں سے جارحیت پسند یہاں سے بھاگنے پر مجبور ہوگئے۔ ابھی جہاں تک ہماری معلومات ہیں، امریکی مستقل طور پر یہاں نہیں رہتے۔ خصوصی آپریشنز کے لیے عارضی طور پر آجاتے ہیں۔ جس طرح چند ماہ قبل جب مجاہدین نے برگمٹال، کامدیش اور ناڑی کا راستہ اسمار کے علاقے میں بند کر دیا اور دو ماہ تک اشرف غنی کے جنگجو اہل کاروں کو شدید محاصرے میں رکھا۔ کابل انتظامیہ نے راستہ کھولنے کے لیے بڑا آپریشن شروع کیا، جس کے لیے امریکی بھی ایک یہاں آئے اور عارضی طور پر سرکانو کے مرکزی بیس میں رہنے لگے۔ اس کے علاوہ امریکہ نے ڈرون طیاروں کے ذریعے کنڑ میں جنگ جاری رکھی ہے۔ یہ لوگ وہاں مسلسل ڈرون حملے کرتے ہیں۔ چوں کہ مجاہدین احتیاطی تدابیر سے کام لیتے ہیں، اس لیے دشمن کے ان حملوں کا کوئی مثبت نتیجہ نہیں نکلتا۔ المناک بات یہ ہے کہ کنڑ میں ڈرون حملوں سے عوام کا نقصان بہت زیادہ ہوتا ہے۔ جارح فوجی بار بار عام لوگوں کے گھروں، گاڑیوں اور اجتماعات پر ڈرون حملے کرتے ہیں۔ کچھ واقعات کی تفصیل آپ میڈیا پر بھی دیکھ چکے ہوں گے۔ دشمن اس طرح کے واقعات ہمیشہ خفیہ رکھتا ہے اور مغربی میڈیا اس حوالے سے کچھ شائع نہیں کرتا۔

سوال: جب چند سال قبل جارح قوتوں کو کنڑ میں شدید مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا اور انہیں شدید نقصان پہنچا تو امریکی فوجی قیادت نے اعلان کیا کہ نئی حکمت عملی کے مطابق اپنی فوج کو مضافاتی علاقوں سے پسپا کر کے مرکزی پوائنٹ کی حفاظت کریں گے۔ مضافاتی علاقوں میں عراق کی طرح مقامی ملیشیا اور اربکیوں کا سلسلہ شروع کر دیں گے، تاکہ مجاہدین کی قوت کا راستہ روکیں۔ آپ کے خیال میں دشمن کی نئی حکمت عملی کامیاب ہے؟ اور کیا مقامی ملیشیا کے ذریعے مجاہدین کی پیش قدمی میں فرق آیا ہے؟

جواب: امریکہ اور اس کی کٹھ پتلی انتظامیہ نے کنڑ میں اربکیوں کے لشکر بنانے کے لیے بہت کوششیں کیں، مگر عوام کے شعور اور بصیرت کی وجہ سے ان کا یہ پروگرام مکمل طور پر کامیاب نہ ہوسکا۔ انہوں نے اربکیوں کے لشکر بنا تو دیے، مگر اربکی لشکر متعلقہ ضلع کے مرکز ہی میں محصور رہے۔ وہ کبھی ہمت کرکے مجاہدین کے مقابل نہیں آسکے۔ صرف ضلع دانگام میں اربکیوں کا کچھ عرصے تک کنڑول رہا اور وہاں چند چیک پوسٹیں قائم کی تھیں، جن پر پچھلے سال مجاہدین نے آپریشن کیا اور یہ تمام چیک پوسٹیں اور مراکز صاف کر دیے۔ دانگام کا اربکی کمانڈر خان جان بھی رواں سال کارروائیوں میں ہلاک ہوگیا ہے۔ اسی طرح کنڑ کی سطح پر اربکیوں کا جنرل کمانڈر عمری آپریشن میں میں رمضان کے آخری ایام میں سرکانو میں ایک بم دھماکے میں مارا گیا۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ کنڑ میں اربکی یا دیگر کوئی ملیشیا مجاہدین کے لیے کوئی خطرہ نہیں ہے۔

سوال: گزشتہ کچھ عرصے میں امارت اسلامیہ کو چند اہم آزمائشی مراحل سے گزرنا پڑا، جن میں امارت اسلامیہ کے مؤسس اور بانی کی وفات، امیر المؤمنین ملا اختر محمد منصور کا تقرر اور اُن کی شہادت اور امیر المؤمنین شیخ ہیبت اللہ صاحب کا تقرر۔ کنڑ کے مجاہدین کا اس سلسلے میں اتحاد و اختلاف کا کیا معاملہ رہا تھا؟

جواب: الحمدللہ! کنڑ میں بھی افغانستان کے دیگر علاقوں کی طرح یہ دونوں مراحل بہت خیریت سے گزرے۔ سب مجاہدین متحد رہے۔ کوئی مخالفت نظر نہیں آئی۔ اللہ تعالی نے

کنڑ کے مجاہدین اور رہنماؤں کو بڑی بصیرت اور ذمہ دارانہ صفات سے نوازا ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ موجودہ دور میں دنیا بھر کی جہادی تنظیموں کو مشکلات اسی لیے درپیش ہیں کہ وہ بہت چھوٹی باتوں پر آپس میں اختلاف کا شکار ہو کر تقسیم ہو چکے ہیں۔ جس سے ہر جگہ مجاہدین کی قوت کمزور ہو جاتی ہے۔ اس طرح وہ دشمن کے مقابلے میں بے بس ہو جاتے ہیں۔ سب جانتے ہیں کہ کفر کے مقابلے میں ہماری قوت کا راز سب سے پہلے اللہ تعالی کی مدد اور دوسرے نمبر پر آپس کا اتحاد ہے۔ جب شعبان میں شیخ ہبیت اللہ صاحب امیر المؤمنین مقرر کیے گئے تو فیصلہ یہ کیا گیا تھا کہ ہر صوبے کا سربراہ اپنے صوبے کی جانب سے شیخ صاحب کی بیعت کرے گا۔ مقامی مجاہدین نے بہت خلوص اور محبت سے میرے ہاتھ پر بیعت کی اور مَیں نے ان سب کی طرف سے شیخ صاحب کے لیے بیعت لی۔ اگرچہ کنڑ میں مختلف مسالک کے لوگ رہتے ہیں، مگر ان سب کا نصب العین ایک ہے۔ وہ آپس میں بھائیوں کی طرح رہتے ہوئے اللہ کی راہ میں جہاد کرنا چاہتے ہیں۔

سوال: آپ نے حال ہی میں کنڑ کے مختلف علاقوں میں لوگوں سے ملاقاتیں کی ہیں۔ مجاہدین اور عام لوگوں سے ملے ہیں۔ وہاں کے عام لوگ مجاہدین کے بارے میں کیا تاثر رکھتے ہیں؟

جواب: الحمدللہ! کنڑ کے دور دراز علاقوں اور دیہاتوں میں گیا۔ مجھے معلوم ہوا کہ اس خطے کے لوگ بہت مضبوط عزم کے ساتھ امارت اسلامیہ اور مجاہدین کے ساتھ ہیں۔ کنڑ اور دوسرے علاقوں کے لوگوں کے درمیان فرق جو دیکھا، وہ یہ تھا کہ دوسرے علاقوں میں عام لوگ مجاہدین سے تعاون کرتے ہیں تو وہ مجاہدین کو کھانا کھلانے، رات بسر کرنے کے لیے ٹھکانہ اور ضروری مدد صرف جنگ میں ایمرجنسی تعاون کی حد تک ہوتا ہے، مگر کنڑ کے عام لوگ بھی عملاً مجاہد ہیں۔ سب نے اپنے گھروں میں جہاد کے لیے ضروری اسلحہ رکھا ہوا ہے۔ جب آپریشن کا نعرہ لگتا یا دشمن کی جانب سے کارروائی کی خبر آتی ہے تو گاؤں کے نوجوان اپنا اسلحہ لے کر جنگ میں براہ راست شریک ہو جاتے ہیں۔ ہم ایک دفعہ ضلع ناڑی میں تھے اور ایک آپریشن کا فیصلہ کیا گیا۔ اعلان کے ساتھ ہی ۸۰۰ مسلح مجاہدین جمع ہو گئے، جن میں اکثریت مقامی نوجوانوں کی تھی۔ اس لیے ہم کہہ سکتے ہیں کہ کنڑ کے عوام مجاہد ہیں، جو امارت اسلامیہ کے پرچم تلے کسی بھی جہادی قربانی اور جدوجہد سے دریغ نہیں کرتے۔

سوال: چند ماہ قبل امریکی صدر نے اعلان کیا تھا کہ وہ افغانستان میں اپنی فوج کو ایک بار پھر جنگ کے اختیارات دیں گے۔ اسی طرح تازہ ترین اعلان کیا ہے کہ مزید ۸۰۰ فوجی افغانستان بھیجیں گے، جو چینوک اور بلیک ہاک ہیلی کاپٹروں سے مسلح ہوں گے۔ یہ مجاہدین کے خلاف جنگ میں حصہ لیں گے۔ اس اعلان کے حوالے سے آپ کا ردعمل کیا ہے؟

جواب: جیسا کہ امارت اسلامیہ کی جانب اس حوالے سے رسمی اعلامیے میں کہا گیا ہے کہ اس طرح کے اعلانات اور طاقت کی نمائش شکست خوردہ دشمن کے پروپیگنڈے کے نمونے ہیں۔ شکست خوردہ دشمن اس طرح کے اعلانات کے ذریعے مجاہدین کو ڈرانے کی کوشش کر رہا ہے، مگر اسے معلوم ہونا چاہیے کہ مجاہدین نے گزشتہ ۱۵ سالوں میں ثابت کر دیا ہے کہ وہ امریکہ یا کسی بھی طاغوتی قوت سے نہیں ڈرتے۔ ہمارے خیال میں جب ۲ سال قبل امریکہ نے جنگ کے خاتمے کا اعلان کیا تھا، وہ تب بھی عملی طور پر جنگ سے دست بردار نہیں ہوا تھا۔ صرف جنگ کی شکل بدل گئی تھی۔ اُسے براہ راست مجاہدین سے لڑنے میں بہت نقصانات اٹھانا پڑتے تھے، اس لیے زمینی جنگ کے اکثر اختیارات افغان کٹھ پتلیوں کو دے دیے گئے اور خود چھاپوں اور ڈرون حملوں کی کارروائیوں تک محدود رہ گئے۔ ابھی جب امریکہ پھر سے براہ راست زمینی جنگ میں شریک ہونے لگا ہے تو اس کا مجاہدین پر مثبت اثر اس لیے پڑا ہے کہ امریکی فوج فساد کی اصل جڑ ہے اور اس طرح سے مجاہدین کو امریکی فوج تک رسائی کا موقع مل جاتا ہے۔ اوباما کو سمجھ لینا چاہیے کہ افغانستان میں امریکہ اور مغرب کی ڈیڑھ لاکھ فوج کچھ نہیں کر سکی تو اس کے ۸۰۰ فوجی کیا کر لیں گے؟! ایک مجاہد کی حیثیت سے کہتا ہوں کہ کنڑ اور پورے افغانستان میں مجاہدین دشمن کے ہر طرح کے مقابلے کے لیے تیار ہیں۔ مجاہدین کبھی جہاد میں تھکتے نہیں ہیں۔ کیوں کہ وہ جہاد کو سب سے بڑی عبادت سمجھتے ہیں۔ جب کہ موت تک اپنے آپ کو اس فرض کا ذمہ دار سمجھتے ہیں۔

سوال: کوئی ایسا پیغام، جو آپ قارئین کو دینا چاہیں؟

جواب: میرا پیغام مجاہدین کے لیے ہے۔ اور وہ یہ کہ اسلامی تاریخ کے عبرت ناک واقعات اور حالیہ قریبی عرصے میں جہادی تحریکوں کی ناکامیوں سے عبرت پکڑیں۔ اپنا مستقبل متعین کرنے میں ان سے مدد حاصل کریں۔ ہم نے دیکھا ہے کہ جب بڑی بڑی تحریکیں معمولی باتوں پر اختلافات کا شکار ہوئیں، اللہ تعالی نے انہیں اپنی نصرت سے محروم کر دیا۔ پھر وہ انتہائی شدید حالات کا شکار ہو گئے اور بڑے فتنوں میں گر گئے۔ ان کو دیکھتے ہوئے ہم اللہ تعالی کے اس ارشاد مبارک پر نظر رکھیں: ولاتنازعوا فتفشلوا ''آپس میں مت جھگڑو، ورنہ تمہاری ہوا اُکھڑ جائے گی'' پر عمل کریں۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہماری جنگ کامیاب ہو جائے، اگر ہم چاہتے ہیں کہ اس طویل جہاد کے شہدا، زخمیوں، معذوروں، قیدیوں اور مہاجرین کی خواہشات اور ارمانوں کی تکمیل کریں تو ہمیں آپس کے اتحاد و اتفاق کا رشتہ مضبوط کرنا ہوگا۔ امارت اسلامیہ آج پوری دنیا میں جہادی تحریکوں کے لیے استقامت، ثابت قدمی، عقل مندی، اتحاد اور جہادی بصیرت کی علامت بن گئی ہے، اس امارت کو اللہ تعالی کی بہت بڑی نعمت سمجھیں، اس کا احترام کریں، اطاعت کریں۔ اگر ہم نے اس کی ناقدری کی یا کم حیثیت سے دیکھا تو اللہ تعالی کے سخت عذاب کا شکار ہو جائیں گے۔ لہٰذا مجاہدین اپنا اتحاد برقرار رکھیں۔ بڑوں کی اطاعت کریں۔ مخالفت اور انحراف سے بچیں!

☆☆☆☆☆

علماو مصلحین امت اور ان کے فتنے

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ

سب سے بڑا صدمہ اس کا ہے کہ مصلحین کی جماعتوں میں جو فتنے آج کل رونما ہو رہے ہیں، نہایت خطرناک ہیں۔ تفصیل کا موقعہ نہیں لیکن فہرست کے درجہ میں چند باتوں کا ذکر ناگزیر ہے:

مصلحت اندیشی کا فتنہ:

یہ فتنہ آج کل خوب برگ و بار لا رہا ہے۔ کوئی دینی یا علمی خدمت کی جائے۔ اس میں پیش نظر دنیاوی مصالح رہتے ہیں۔ اس فتنہ کی بنیاد نفاق ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سی دینی و علمی خدمات برکت سے خالی ہیں۔

ہر دلعزیزی کا فتنہ:

جو بات کہی جاتی ہے۔ اس میں یہ خیال رہتا ہے کہ کوئی بھی ناراض نہ ہو، سب خوش رہیں۔ اس فتنہ کی اساس حب جاہ ہے۔

اپنی رائے پر جمود و اصرار:

اپنی بات کو صحیح وصواب اور قطعی و یقینی سمجھنا۔ دوسروں کی بات کو درخور اعتنا اور لائق التفات نہ سمجھنا۔ بس یہی یقین کرنا کہ میرا موقف سو فیصد حق اور درست ہے اور دوسرے کی رائے سو فی صد غلط اور باطل۔ یہ اعجاب بالرائے کا فتنہ ہے اور آج کل سیاسی جماعتیں اس مرض کا شکار ہیں۔ کوئی جماعت دوسرے کی بات سننا گوارا نہیں کرتی۔ نہ حق دیتی ہے کہ ممکن ہے کہ مخالف کی رائے کسی درجہ میں صحیح ہو یا یہ کہ شاید وہ بھی یہی چاہتے ہوں جو ہم چاہتے ہیں۔ صرف تعبیر اور عنوان کا فرق یا الاہم فالاہم کی تعیین کا اختلاف ہو۔

سوء ظن کا فتنہ:

ہر شخص یا ہر جماعت کا خیال یہ ہے کہ ہماری جماعت کا ہر فرد مخلص ہے اور ان کی نیت بخیر ہے اور باقی تمام جماعتیں جو ہماری جماعت سے اتفاق نہیں رکھتیں۔ وہ سب خود غرض ہیں۔ ان کی نیت صحیح نہیں بلکہ اغراض پر مبنی ہیں۔ اس کا منشا بھی عجب و کبر ہے۔

سوءِ فہم کا فتنہ:

کوئی شخص کسی مخالف کی بات جب سن لیتا ہے تو فوراً اسے اپنا مخالف سمجھ کر اس سے نہ صرف نفرت کا اظہار کرتا ہے بلکہ مکروہ انداز میں اس کی تردید فرض سمجھی جاتی ہے۔ مخالف کی ایک ایسی بات میں جس کے کئی محمل اور مختلف توجیہات ہو سکتی ہیں۔ وہی توجیہ اختیار کریں گے جس میں اس کی تحقیر و تذلیل ہو۔ کیا ''ان بعض الظن اثم'' (یقیناً بعض گمان گناہ ہیں) اور ''ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث'' (بدگمانی سے بچا کرو کیونکہ بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے اور بڑے بڑے جھوٹ اسی سے پیدا ہوتے ہیں) کی نصوص مرفوع العمل ہو چکی ہیں؟

بہتان طرازی کا فتنہ:

مخالفین کی تذلیل و تحقیر کرنا۔ بلاسند ان کی طرف گھناؤنی باتیں منسوب کرنا۔ اگر کسی مخالف کی بات ذرا بھی کسی نے نقل کر دی۔ بلا تحقیق اس پر یقین کر لینا اور مزے لے لے کر محافل و مجالس کی زینت بنانا۔ بالفرض اگر خود بہتان طرازی نہ بھی کریں، دوسروں کی سنی سنائی باتوں کو بلا تحقیق صحیح سمجھنا۔ کیا یہ نص قرآنی ''ان جاء کم فاسق بنباء فتبینوا'' (اگر آئے تمہارے پاس کوئی گناہ گار خبر لے کر تو تحقیق کر لو) کے خلاف نہیں؟

جذبۂ انتقام کا فتنہ:

کسی شخص کو کسی شخص سے عداوت و نفرت یا بدگمانی ہے۔ لیکن خاموش رہتا ہے لیکن جب ذرا اقتدار مل جاتا ہے۔ طاقت آ جاتی ہے تو پھر خاموشی کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ گویا یہ خاموشی معافی اور درگزر کی وجہ سے نہیں تھی۔ بلکہ بے چارگی و ناتوانی اور کمزوری کی وجہ سے تھی۔ جب طاقت آ گئی تو انتقام لینا شروع کیا، رحم و کرم اور عفو و درگذر سب ختم۔

حب شہرت کا فتنہ:

کوئی دینی یا علمی یا سیاسی کام کیا جائے۔ آرزو یہی ہوتی ہے کہ زیادہ سے زیادہ داد ملے اور تحسین و آفرین کے نعرے بلند ہوں۔ درحقیقت اخلاص کی کمی یا فقدان سے اور خود نمائی و ریاکاری کی خواہش سے یہ جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ صحیح کام کرنے والوں میں یہ مرض پیدا ہو گیا اور درحقیقت یہ شرکِ خفی ہے۔ حق تعالیٰ کے دربار میں کسی دینی یا علمی خدمت کا وزن اخلاص سے ہی بڑھتا ہے اور یہی تمام اعمال میں قبول عند اللہ کا معیار ہے۔ اخبارات، جلسے، جلوس، دورے زیادہ تر اسی سلسلہ کی کڑیاں ہیں۔

خطابت یا تقریر کا فتنہ:

یہ فتنہ عام ہوتا جا رہا ہے کہ لن ترانیاں انتہا درجہ میں ہوں۔ عملی کام صفر کے درجہ میں ہوں۔ قوالی کا شوق دامن گیر ہے، عمل و کردار سے زیادہ واسطہ نہیں۔ ''لما تقولون ما لا تفعلون کبر مقتا عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون'' ترجمہ:۔ کیوں کہتے ہو منہ سے جو نہیں کرتے۔ بڑی بیزاری کی بات ہے اللہ کے یہاں کہ کہو وہ چیز جو نہ کرو''۔ (ترجمہ شیخ الہندؒ)۔ خطیب اس انداز سے تقریر کرتا ہے گویا تمام جہاں کا درد اس کے دل میں ہے۔ لیکن جب عملی زندگی سے نسبت کی جائے تو درجہ صفر ہوتا ہے۔

پروپیگنڈہ کا فتنہ:

جو جماعتیں وجود میں آئی ہیں۔ خصوصاً سیاسی جماعتیں ان میں غلط پروپیگنڈہ اور واقعات کے خلاف جوڑ توڑ کی وبا اتنی پھیل گئی ہے جس میں نہ دین ہے اور نہ اخلاق۔ نہ عقل ہے نہ

انصاف۔ محض یورپ کی دین باختہ تہذیب کی نقالی ہے۔ اخبارات، اشتہارات، ریڈیو، ٹیلی ویژن تمام اس کے مظاہر ہیں۔

مجلس سازی کا فتنہ:

چند اشخاص کسی بات پر متفق ہو گئے یا کسی جماعت سے اختلاف رائے ہو گیا۔ فوراً اخبار نکالا جاتا ہے بیانات چھپتے ہیں کہ اسلام اور ملک۔ بس ہماری جماعت کے دم قدم سے باقی رہ سکتا ہے۔ نہایت دل کش عنوانات اور جاذبِ نظر الفاظ و کلمات سے قرار دادیں اور تجویزیں چھپنے لگتی ہیں۔ امت میں تفرق وانتشار اور گروہ بندی کی آفت اسی راستے سے آئی ہے۔

عصبیت جاہلیت کا فتنہ:

اپنی پارٹی کی ہر بات خواہ وہ کیسی ہی غلط ہو۔ اس کی حمایت وتائید کی جاتی ہے اور مخالف کی ہر بات پر تنقید کرنا سب سے اہم فرض سمجھا جاتا ہے۔ مدعئ اسلام جماعتوں کے اخبار و رسائل، تصویریں، کارٹون، سینما کے اشتہار، سود اور قمار کے اشتہار اور گندے مضامین شائع کرتے ہیں۔ مگر چونکہ ''اپنی جماعت'' کے حامی ہیں۔ اس لیے جاہلی تعصب کی بنا پر ان سب کو بنظر استحسان دیکھا جاتا ہے۔ الغرض جو اپنا حامی ہو وہ تمام بدکرداریوں کے باوجود پکا مسلمان ہے اور جو اپنا مخالف ہو۔ اس کا نماز روزہ کا بھی مذاق اڑایا جاتا ہے۔

حب مال کا فتنہ:

حدیث میں تو آیا ہے کہ ''حب الدنیا رأس کل خطیئه'' دنیا کی محبت تمام گناہوں کی جڑ ہے۔ حقیقت میں تمام فتنوں کا قدر مشترک حب جاہ یا حب مال ہے۔ بہت سے حضرات ''ربنا آتنا فی الدنیا حسنة'' کو دنیا کی جستجو اور محبت کے لیے دلیل بناتے ہیں۔ حالانکہ بات واضح ہے کہ ایک ہے دنیا سے تعلق اور ضروریات کا حصول' اس سے انکار نہیں۔ نیز ایک ہے طبعی محبت' جو مال اور آسائش سے ہوتی ہے' اس سے بھی انکار نہیں۔ مقصد تو یہ ہے کہ حب دنیا یا حب مال کا اتنا غلبہ نہ ہو کہ شریعت محمدیہ اور دین اسلام کے تمام تقاضے ختم یا مغلوب ہو جائیں۔ اقتصاد واعتدال کی ضرورت ہے۔ عوام سے شکایت کیا کی جائے۔ آج کل عوام سے یہ فتنہ گزر کر خواص کے قلوب میں بھی آرہا ہے۔ الا ماشاء اللہ! اس فتنے کی تفصیلات کے لیے ایک طویل مقالے کی ضرورت ہے۔ حق تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔ ہم ان مختصر اشاروں کو حضرت رسول اللہ کی محبت کی ایک دعا پر ختم کرتے ہیں:

اللھم! ارزقنی حبك وحب من یحبك وحب عمل یقربنی الیك- اللھم ما رزقتنی مما احب فاجعله قوۃ فیما یحب وما زویت عنی مما احب فاجعله فراغاً لی فیما تحب- اللھم اجعل حبك احب الاشیاء الیّ من نفسی واھلی ومن الماء البارد

☆☆☆☆☆☆

آزادی

سترہویں صدی عیسوی کا آغاز تھا اسلامی ہند کی سرزمین پر صلیب کے پیروکاروں نے تجار کی حیثیت سے قدم رکھے۔ پھر تاجر دھیرے دھیرے حکمران بننے لگے۔ علمائے حق کسی طور پر بھی صلیبیوں کی شاطرانہ سرگرمیوں سے غافل نہ تھے چنانچہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے حق گوئی وبے باکی کا ثبوت دیتے ہوئے وہ تاریخی فتوی دیا جس میں ہندوستان کو دارالحرب قرار دیا گیا۔

شاہ صاحب رحمہ اللہ کے فتوی کا پر عمل کرتے ہوئے اسلام کے متوالوں نے بالاکوٹ سے شاملی، صادق پور سے مالٹا تک روداد عشق و وفا رقم کی۔ مجاہدین حق نے تمام مشقتوں و کلفتوں کو ہنس کر سہا اور آگ و خون کے دریا عبور کر گئے۔ بالآخر آہنی عزم و حوصلہ اور صبر استقلال کے سامنے ظلم و جبر اور سربریت سرنگوں ہو گئے۔

شکست خوردہ صلیبی ہندوستان سے بھاگتے ہوئے ایسی قیادت کو منظر عام پر لایا جو فرنگی کی کاسہ لیسی پر نازاں تھی۔ شاطر و مکار انگریز اپنے ان فرزندوں کو ہمارا ''محافظ'' باور کروا گیا کہ جو صلیب کی خاطر کبھی گیلی پولی کے محاذ پر ''داد شجاعت'' دیتے رہے تھے تو کبھی عربوں کی چاردیواری پامال کرتے رہے تھے۔ حتی کہ مقامات مقدسہ تک کی حرمت تک کو پامال کر کے وکٹوریہ کراس کے تمغوں سے ''سرفراز'' ہوتے رہے۔ گورے انگریز اقتدار ان کالے انگریزوں کو منتقل کر گئے کہ جو اس کا قانون و نظام عوام پر مسلط کرنے میں خوب مہارت رکھتے تھے۔ اور اس ''انتقال اقتدار'' کو ہم ''آزادی'' کہتے ہیں۔۔

کیا واقعی آزادی اسی کا نام ہے ؟ کیا ہم آزاد ہیں؟ ہر سال ہم جس آزادی کا جشن مناتے ہیں کیا وہ حقیقی آزادی ہے ؟ یا پھر صلیب کی بلاواسطہ غلامی سے نکل کر ہم بالواسطہ غلامی میں جی رہے ہیں۔ کیا وطن عزیز میں آج بھی انگریز ہی کا بنایا ہوا قانون و نظام نافذ نہیں؟ اور نافذ کرنے والا وہی غدار طبقہ نہیں جو برس ہا برس سے بحکم سرکار مسلمانوں کے گلے کاٹتا رہا؟

پس ضرورت اس امر کی ہے کہ پاکستان کا سنجیدہ طبقہ اس تلخ حقیقت پر غور و فکر کرتے ہوئے فرنگی کے غلاموں کی غلامی سے چھٹکارا پانے اور حکومت الٰہیہ کے قیام کی خاطر اٹھ کھڑا ہوتا کہ جس اعلیٰ وارفع مقصد کی خاطر علمائے حق اور مجاہدین نے قربانیاں دی تھیں اس پاکیزہ مقصد کی تکمیل ہو سکے۔

نصرت الٰہی سے محرومی کے اسباب!

مولانا سعید احمد جلال پوری شہید رحمہ اللہ

حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری شہید رحمہ اللہ کی زیر نظر تحریر جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی کے ترجمان ''ماہنامہ بینات'' میں شائع ہو چکا ہے

الحمدللہ و سلام علیٰ عبادہ الذین اصطفی!

گزشتہ دنوں روزنامہ جنگ کراچی کے توسط سے جناب ندیم احمد کراچی کا ایک مختصر مگر چبھتا ہوا سوال موصول ہوا کہ: ''آج کل پوری دنیا میں مسلمانوں پر ظلم ہو رہا ہے اور یہ ظلم کرنے والے غیر مسلم ہیں تو مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کی مدد کیوں نہیں آتی؟''۔

بلاشبہ یہ سوال آج کل تقریباً ہر دین دار مسلمان کی زبان پر ہے اور اس کے دل و دماغ کو پریشان کیے ہوئے ہے اور اسے سمجھ نہیں آتا کہ اگر مسلمان حق پر ہیں اور یقیناً حق پر ہیں، تو ان کی مدد کیوں نہیں کی جاتی اور ان کے اعدا و مخالفین یہود و نصاریٰ اور کفار و مشرکین، جو یقیناً باطل پر ہیں، کے خلاف اللہ تعالیٰ کا جوش انتقام حرکت میں کیوں نہیں آتا؟ اور ان کو تہس نہس کیوں نہیں کر دیا جاتا؟ یا کفار و مشرکین اور یہود و نصاریٰ کو مسلمانوں پر فوقیت و برتری کیونکر حاصل ہے؟ اور ان کو اس قدر ڈھیل کیوں دی جا رہی ہے؟ اس کے برعکس مسلمانوں کو روز بروز ذلت و ادبار کا سامنا کیونکر ہے؟ اس سوال کے جواب میں راقم الحروف نے جو کچھ لکھا، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اسے قارئین بینات کی خدمت میں پیش کر دیا جائے، ملاحظہ ہو:

برادر عزیز! آپ کا سوال معقول اور بجا ہے، کیونکہ اس وقت دنیا بھر میں مسلمانوں پر جس قدر مظالم کے پہاڑ توڑے جا رہے ہیں اور مسلمان جس قدر ظلم کی چکی میں پس رہے ہیں، شاید ہی کسی دوسری قوم پر کبھی ایسا وقت آیا ہو؟ اس سب کے باوجود مسلمانوں کے حق میں اللہ کی مدد کا نہ آنا، واقعی قابل تشویش ہے، اور آپ کی طرح ہر مسلمان اس تشویش میں مبتلا ہے۔

لہٰذا آپ کے سوال کے جواب کے سلسلہ میں چند باتیں عرض کرنا چاہوں گا، اگر آپ نے ان کو ذہن نشین کر لیا تو امید ہے کہ ان شاء اللہ آپ کو مسلمانوں کے حق میں اللہ کی مدد نہ آنے کے اسباب و وجوہ سمجھ آ جائیں گے۔

دراصل یہاں دو امور ہیں، ایک یہ کہ تمام مسلمان عموماً اللہ تعالیٰ کی مدد سے کیوں محروم ہیں؟ دوسرے یہ کہ خاص طور پر وہ نیک صالح مسلمان، جو واقعی اللہ تعالیٰ کے دین کے محافظ ہیں، ان پر مصائب و بلایا کے پہاڑ کیوں توڑے جا رہے ہیں؟ ان کے حق میں اللہ کی مدد آنے میں تاخیر کیوں ہو رہی ہے؟ اور ان کے دشمنوں کو اس قدر ڈھیل کیوں دی جا رہی ہے؟

اول: سب سے پہلے یہ کہ تمام مسلمان اللہ کی مدد سے کیوں محروم ہیں؟ اس سلسلہ میں عرض ہے:

۱۔ اس وقت مسلمان من حیث القوم مجموعی اعتبار سے تقریباً بدعملی کا شکار ہو چکے ہیں۔

۲۔ اس وقت مسلمانوں میں ذوقِ عبادت اور شوقِ شہادت کا فقدان ہے، بلکہ مسلمان بھی... الا ماشاءاللہ... کفار و مشرکین کی طرح موت سے ڈرنے لگے ہیں۔

۳۔ اس وقت تقریباً مسلمانوں کو دین، مذہب، ایمان، عقیدہ سے زیادہ اپنی، اپنی اولاد اور اپنے خاندان کی دنیاوی راحت و آرام کی فکر ہے۔

۴۔ آج کل مسلمان... الا ماشاءاللہ... موت، مابعد الموت، قبر، حشر، آخرت، جہنم اور جنت کی فکر و احساس سے بے نیاز ہو چکے ہیں اور انہوں نے کافر اقوام کی طرح اپنی کامیابی و ناکامی کا مدار دنیا اور دنیاوی اسباب و ذرائع کو بنا لیا ہے، اس لیے تقریباً سب ہی اس کے حصول و تحصیل کے لیے دیوانہ وار دوڑ رہے ہیں۔

۵۔ اس وقت... الا ماشاءاللہ... مسلمانوں کا اللہ تعالیٰ کی ذات پر اعتماد، بھروسہ اور توکل نہیں رہا، اس لیے وہ دنیا اور دنیاوی اسباب و وسائل کو سب کچھ باور کرنے لگے ہیں۔

۶۔ جب سے مسلمانوں کا اللہ کی ذات سے رشتہ عبدیت کمزور ہوا ہے، انہوں نے عبادات و اعمال کے علاوہ قریب قریب سب ہی کچھ چھوڑ دیا ہے، حتیٰ کہ بارگاہ الٰہی میں رونا، بلبلانا اور دعائیں مانگنا بھی چھوڑ دیا ہے۔

۷۔ جس طرح کفر و شرک کے معاشرہ اور بے خدا قوموں میں بدکرداری، بدکاری، چوری، ڈکیتی، شراب نوشی، حرام کاری، حرام خوری، جبر، تشدد، ظلم اور ستم کا دور دورہ ہے، ٹھیک اسی طرح نام نہاد مسلمان بھی ان برائیوں کی دلدل میں سرتاپا غرق ہیں۔

۸۔ معدودے چند، اللہ کے جو بندے اس غلاظت کدہ میں نور کی کرن اور امید کی روشنی ثابت ہو سکتے تھے، ان پر اللہ کی زمین تنگ کر دی گئی۔ چنانچہ آپ دیکھتے ہیں کہ جو مسلمان قرآن و سنت، دین و مذہب کی پاسداری اور اسوۂ نبوت کی راہ نمائی میں زندگی گزارنا چاہتے تھے، انہیں تشدد پسند، دہشت گرد، رجعت پسند اور ملک و ملت کے دشمن وغیرہ کہہ کر ٹھکانے لگا دیا گیا۔

۹۔ نام نہاد مسلمانوں نے کافر اقوام کے پروپیگنڈہ سے متاثر ہو کر اور ان کی ترجمانی کا فریضہ انجام دے کر دین و مذہب سے وابستگی رکھنے والے مخلصین کے خلاف ایسا طوفان بدتمیزی برپا کیا اور ان کو اس قدر مطعون و بدنام کیا کہ کوئی سیدھا سادا مسلمان، اسلام اور اسلامی شعائر کو اپناتے ہوئے بھی گھبراتا ہے۔

۱۰۔ اسلام دشمن میڈیا، اخبارات، رسائل و جرائد میں اسلام اور مسلمانوں کو اس قدر خطرناک، نقصان دہ، ملک و ملت دشمن اور امن مخالف باور کرایا گیا کہ اب خود مسلمان معاشرہ ان کو اپنانے اور گلے لگانے پر آمادہ نہیں۔

۱۱۔مادیت پسندی نے نام نہاد مسلمان کو اس قدر متاثر کیا ہے کہ اب اس کو حلال و حرام کی تمیز تک نہیں رہی، چنانچہ...الا ماشاءاللہ...اب کوئی مسلمان حلال و حرام کی تمیز کرتا ہو، اس لیے مسلم معاشرہ میں بھی، سود، جوا، رشوت، لاٹری، انعامی اسکیموں کا دور دورہ ہے۔

۱۲۔جو لوگ سود خوری کے مرتکب ہوں، اللہ تعالیٰ کا ان کے خلاف اعلان جنگ ہے۔ ظاہر ہے جو مسلمان سود خور ہیں، وہ اللہ تعالیٰ سے حالت جنگ میں ہیں، اور جن لوگوں سے اعلانِ جنگ ہو، کیا ان کی مدد کی جائے گی؟

۱۳۔جو معاشرہ عموماً چوری ڈکیتی، مار دھاڑ، اغوا برائے تاوان، جوئے، لاٹری، انعامی اسکیموں اور رشوت پر پل رہا ہو، اور جہاں ظلم و تشدد عروج پر ہو، جہاں کسی غریب کی عزت و ناموس اور مال و دولت محفوظ نہ ہو، وہاں اللہ کی رحمت نازل ہو گی یا اللہ کا غضب؟ پھر یہ بھی اپنی جگہ حقیقت ہے کہ کفر کے ساتھ حکومت چل سکتی ہے، مگر ظلم کے ساتھ نہیں چل سکتی، اس لیے کہ اللہ کی مدد مظلوم کے ساتھ ہوتی ہے۔ چاہے وہ کافر ہی کیوں نہ ہو اور ظالم چاہے مسلمان ہی کیوں نہ ہو، اللہ کی مدد سے محروم ہوتا ہے۔

۱۴۔جس قوم اور معاشرہ کی غذا، لباس، گوشت، پوست حرام مال کی پیداوار ہوں، ان کی دعائیں قبول نہیں ہوتیں، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:

عن ابی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: ان الله طیب لا یقبل الا طیباً، وان الله امرالمؤمنین بما امربه المرسلین فقال: "یاایها الرسل کلوا من الطیبات واعملوا صالحا" وقال تعالیٰ: "یا ایها الذین آمنوا کلوا من طیبات ما رزقناکم" ثم ذکر الرجل یطیل السفر اشعث اغبریمد یدیه الی السماء یارب، یارب، ومطعمه حرام، ومشربه حرام، وملبسه حرام، وغذی بالحرام فانیٰ یستجاب لذالك، رواه مسلم (مشکوٰۃ، ص: ۲۴۱)

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ پاک، پاکیزہ ہیں اور پاک، پاکیزہ ہی قبول فرماتے ہیں، اور بے شک اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو بھی وہی حکم دیا ہے جو رسولوں کو حکم دیا تھا، پس اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اے رسولوں کی جماعت! پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ اور اعمال صالحہ کرو" اسی طرح مومنوں سے فرمایا: "اے ایمان والو! ان پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ جو ہم نے تمہیں دی ہیں" پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کا ذکر فرمایا جو طویل سفر کی وجہ سے غبار آلود اور پراگندہ بال ہے اور دونوں ہاتھ آسمان کی طرف پھیلا کر کہتا ہے: اے رب! اے رب! حالانکہ اس کا کھانا حرام کا، پینا حرام کا، لباس حرام کا اور اس کی غذا حرام کی ہے، تو اس کی دعا کیونکر قبول ہو گی؟"

۱۵۔بایں ہمہ وہ مقبولانِ الٰہی، جو مخلوق خدا کی اس مجبوری اور مقہوری پر کڑھتے ہیں، روتے ہیں، بلبلاتے ہیں اور مسلمانوں کے لیے بارگاہِ الٰہی میں دعائیں کرنا چاہتے ہیں، ان کو بارگاہ الٰہی سے یہ کہہ کر روک دیا جاتا ہے کہ اپنی ذات کے لیے اور اپنی ضرورت کے لیے دعا کرو، میں قبول کروں گا لیکن عام لوگوں کے حق میں تمہاری دعا قبول نہیں کروں گا۔ چنانچہ ارشاد نبوی ہے:

عن انس بن مالك رضی الله تعالیٰ عنه اراه مرفوعاً قال: یأتی علی الناس زمان یدعوالمؤمن للجماعة فلایستجاب له، یقول الله: ادعنی لنفسك ولما یحزبك من خاصة امرك فاجیبك، واما الجماعة فلا! انهم اغضبونی۔وفی روایة: فانی علیهم غضبان (کتاب الرقائق ص: ۱۵۵، ۳۸۴)

"حضرت انس رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں پر ایک ایسا دور آئے گا کہ مومن، مسلمانوں کی جماعت کے لیے دعا کرے گا، مگر قبول نہیں کی جائے گی، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے، تو اپنی ذات کے لیے اور اپنی پیش آمدہ ضروریات کے لیے دعا کر، میں قبول کروں گا، لیکن عام لوگوں کے حق میں قبول نہیں کروں گا، اس لیے کہ انہوں نے مجھے ناراض کر لیا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ میں ان سے ناراض ہوں۔"

۱۶۔پھر یہ بات بھی ذہن نشین رہنی چاہئے کہ آسمان سے اچھے یا بُرے فیصلے اکثریت کے عمل اور بد عملی کے تناظر میں نازل ہوتے ہیں، اس لیے باآسانی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ مسلم معاشرہ کی اکثریت کے اعمال وافعال اور سیرت و کردار کا کیا حال ہے؟ کیا ایسا معاشرہ جہاں دین، دینی اقدار کا مذاق اڑایا جاتا ہو، جہاں قرآن وسنت کا انکار کیا جاتا ہو، جہاں اس میں تحریف کی جاتی ہو، جہاں ان کو من مانے مطالب، مفاہیم اور معانی پہنائے جاتے ہوں، جہاں حدود اللہ کا انکار کیا جاتا ہو، جہاں سود کو حلال اور شراب کو پاک کہا جاتا ہو، جہاں زنا کاری وبدکاری کو تحفظ ہو، جہاں ظلم و تشدد کا دور دورہ ہو، جہاں مسلمان کہلانا دہشت گردی کی علامت ہو، جہاں بے قصور معصوموں کو کافر اقوام کے حوالہ کیا جاتا ہو، جہاں بدکار و مجرم معزز اور معصوم ذلیل ہوں، جہاں توہین رسالت کو ٹھنڈے پیٹوں برداشت کیا جاتا ہو، جہاں باغیانِ نبوت کو اقتدار کی چھتری مہیا ہو، جہاں محافظینِ دین و شریعت کو پابندِ سلاسل کیا جاتا ہو، جہاں کلمہ حق کہنے والوں کو گولیوں سے چھلنی کیا جاتا ہو، جہاں کافر اقوام کی کاسہ لیسی کی جاتی ہو، جہاں یہود و نصاریٰ کی خوشنودی کے لیے مسلم ممالک پر اسلام دشمنوں کی چڑھائی کو سند جواز مہیا کی جاتی ہو، جہاں دینی مدارس و مساجد پر چڑھائی کی جاتی ہو، ان پر بمباری کی جاتی ہو، ہزاروں معصوموں کو خاک و خون میں تڑپایا جاتا ہو، ان پر فاسفورس بم گرا کر ان کا نام و نشان مٹایا جاتا ہو، جہاں مسلمان طالبات اور پردہ نشین خواتین کو درندگی کا

نشانہ بنایا جاتا ہو، ان کی لاشوں کی بے حرمتی کی جاتی ہو، ان کے جسم کے چیتھڑے اڑائے جاتے ہوں، ان کو دفن کرنے کے بجائے ان کی لاشوں کو جلایا جاتا ہو، جہاں تاتاری اور نازی مظالم کی داستانیں دہرائی جاتی ہوں، جہاں دین دار طبقہ اور علما و صلحا پر زمین تنگ کی جاتی ہو، جہاں اغیار کی خوشنودی کے لیے اپنے شہریوں کے خلاف آپریشن کلین اپ کیے جاتے ہوں، جہاں ہزاروں، لاکھوں مسلمانوں کو اپنے گھروں سے نقل مکانی پر مجبور کیا جاتا ہو، جہاں دین و شریعت کا نام لینا جرم اور عریانی فحاشی، پتنگ بازی اور میرا تھن ریس کی سرپرستی کی جاتی ہو، جہاں عریانی و فحاشی کو روشن خیالی و اعتدال پسندی کا نام دیا جاتا ہو، جہاں دینی مدارس بند اور قحبہ خانے کھولے جاتے ہوں، جہاں عوام نانِ شبینہ کے محتاج ہوں اور اربابِ اقتدار ۲۰/۲۰ لاکھ روپے ایک رات ہوٹل کے قیام کا کرایہ ادا کرتے ہوں، جہاں اپنے اقتدار اور حکومت کے تحفظ کے لیے دین و مذہب اور شرم و حیا کی تمام حدود کو پھلانگا جاتا ہو، وہاں اللہ کی رحمت نازل ہوگی؟ یا اللہ کا عذاب و عقاب؟؟؟

بلاشبہ آج کا دور دجالی فتنے اور نئے نئے نظریات کا دور ہے، زمانہ بوڑھا ہوچکا، ہم جنس پرستی کو قانونی جواز حاصل ہوچکا، ناچ گانے کی محفلیں عام ہوچکیں، دیکھا جائے تو یہ قربِ قیامت کا وقت ہے، اس وقت مسلمانوں سے اللہ کی حفاظت و مدد اٹھ چکی ہے، مسلمانوں کی دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔ سچی بات یہ ہے کہ یہ اللہ کی ناراضی، ظاہر داری، چاپلوسی، انانیت، خود پسندی اور امت کے زوال کا وقت ہے، فتنہ و فساد عروج پر ہیں، خیر سے محروم لوگوں کی کثرت ہے اور خدا کی لعنت و غضب کا وقت ہے، اور یہود و نصاریٰ کی نقالی کامیابی کی معراج شمار ہونے لگی ہے۔ اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ایسے لوگوں اور معاشرہ کی اللہ تعالیٰ کے ہاں کیا قدر و قیمت ہوسکتی ہے؟ چنانچہ ایسے ہی دور کے لوگوں کے بارے میں حدیث شریف میں ہے کہ:

عن مرداس الاسلمی رضی اللہ تعالی عنہ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: یذھب الصالحون الاول فالاول، وتبقی حفالۃ کحفالۃ الشعیر اوالتمر لایبالیھم اللہ بالۃ (صحیح بخاری کتاب الرقائق، ص: ۹۵۲، ج: ۲)

''حضرت مرداس الاسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نیک لوگ یکے بعد دیگرے رخصت ہوتے جائیں گے، جیسے چھٹائی کے بعد ردی جو یا کھجوریں باقی رہ جاتی ہیں، ایسے ناکارہ لوگ رہ جائیں گے کہ اللہ تعالیٰ ان کی کوئی پرواہ نہیں کرے گا''۔

۱۷۔ اس کے علاوہ یہ بات بھی ملحوظ رہے کہ مسلمانوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی مدد کا وعدہ ضرور ہے لیکن ساتھ ہی اللہ کی مدد آنے کے لیے یہ شرط بھی ہے کہ:

یاایھا الذین آمنوا ان تنصروا اللہ ینصرکم ویثبت اقدامکم (محمد: ۷)

''اگر تم اللہ کے دین کی مدد کروگے تو اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کریں گے، اور تمہارے قدموں کو ثابت کریں گے۔''

لہٰذا جب سے مسلمانوں نے اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد چھوڑ دی ہے، اللہ تعالیٰ نے بھی مسلمانوں سے اپنی رحمت و عنایت اور مدد کا ہاتھ اٹھالیا ہے، چنانچہ آج ہر طرف مسلمانوں پر کافر اس طرح ٹوٹ رہے ہیں جس طرح دستر خوان پر چنے ہوئے کھانے پر لوگ ٹوٹتے ہیں۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

عن ثوبان رضی اللہ تعالی عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: یوشك الامم ان تداعی علیکم کما تداعی الآکلۃ الی قصعتھا، فقال قائل: ومن قلۃ نحن یومئذٍ؟ قال: بل انتم یومئذٍ کثیر! ولکنکم غثاء کغثاء السیل، ولینزعن اللہ من صدور عدوکم المھابۃ منکم، ولیقذفن اللہ فی قلوبکم الوھن! فقال قائل: یارسول اللہ! وما الوھن؟ قال: حب الدنیا و کراھیۃ الموت! (ابوداؤد ص: ۵۹)

''حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ وقت قریب آتا ہے، جب تمام کافر قومیں تمہارے مٹانے کے لیے... مل کر سازشیں کریں گی... اور ایک دوسرے کو اس طرح بلائیں گی جیسے دستر خوان پر کھانا کھانے والے... لذیذ... کھانے کی طرف ایک دوسرے کو بلاتے ہیں، کسی نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا ہماری قلت تعداد کی وجہ سے ہمارا یہ حال ہوگا؟ فرمایا: نہیں! بلکہ تم اس وقت تعداد میں بہت ہوگے، البتہ تم سیلاب کی جھاگ کی طرح ناکارہ ہوگے، یقیناً اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کے دل سے تمہارا رعب اور دبدبہ نکال دیں گے، اور تمہارے دلوں میں بزدلی ڈال دیں گے، کسی نے عرض کیا: یارسول اللہ! بزدلی سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: دنیا کی محبت اور موت سے نفرت''۔

بتلایا جائے جس معاشرہ کا یہ حال ہو، اور جن مسلمانوں کے اعمال و اخلاق کا یہ منظر نامہ ہو، وہاں اللہ کی مدد آئے گی یا اللہ کا عذاب؟

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

''یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ کسی شخص کے دل میں ایمان باللہ اور شریعت کے دشمنوں کی محبت، مودت اور ولایت کبھی اکٹھی نہیں ہوسکتیں۔ چاہے وہ ہمارے باپ اور بیٹے ہو کیوں نہ ہو۔ تو پھر سوچنے کی بات یہ ہے کہ اہل ایمان کا، زرداری اور اس کی فوج سے محبت اور دوستی کا تعلق کیونکر استوار ہوسکتا ہے''۔

شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ

جہاد کل بھی جاری تھا، آج بھی جاری ہے اور آئندہ بھی جاری رہے گا

مولانا عبد المعز حقانی

کیا جہاد دہشت گردی ہے؟

کیا جہاد دہشت گردی ہے؟ کیا جہاد کی دعوت دینا انتہا پسندی ہے؟ کیا جہاد اسلام میں کوئی انوکھی چیز ہے؟ اگر جہاد دہشت گردی، انتہا پسندی اور اسلام میں انوکھی چیز ہوتی تو (معاذ اللہ) ہمارے اسلاف میں سے کوئی بھی ان اصطلاحوں کے زمرے سے خالی نہیں ہوتے۔ ہمارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ رب العزت نے اعلائے کلمۃ اللہ کی سربلندی، ظلم و ستم کے سدِ باب اور عدل اجتماعی کے قیام کے لئے جہاد کو فرض کیا۔ اس وقت سے نماز، روزہ، حج اور زکوۃ کی طرح جہاد ایک اسلام کا رکن ہے اور اسلام کے دیگر ارکان کی مانند اس کی ادائیگی بھی عبادت ہے۔ جب یہ رکن ارکانِ اسلام میں فرض قرار دیا گیا تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اس فرض کی ادائیگی کا خوب خوب حق ادا کیا اور کفار و مشرکین کے خلاف بدر، اُحد اور خندق کی لڑائی لڑی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد کی فضیلت بیان فرماتے ہوئے مسلمانوں کو اس کے لئے اُبھارا اور یہ ارشاد فرمایا کہ جہاد تا قیامت جاری رہے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ ہیں:

اَلْجِهَادُ مَاضٍ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

"جہاد قیامت تک جاری رہے گا"۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پیشین گوئی بھی فرمائی کہ ایک گروہ قیامت تک کفار کے خلاف بر سرِ پیکار بھی رہے گا۔ جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

لَا تَزَالُ عِصَابَةٌ مِّنْ اُمَّتِيْ يُقَاتِلُوْنَ عَلٰى اَمْرِ اللهِ قَاهِرِيْنَ لِعَدُوِّهِمْ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَالَفَهُمْ حَتّٰى تَأْتِيَهُمُ السَّاعَةُ وَهُمْ عَلٰى ذٰلِكَ

"میری امت کا ایک گروہ اللہ کے حکم کے مطابق ہمیشہ قتال کرتا رہے گا، اپنے دشمنوں پر قہر بن کر ٹوٹے گا کسی کی مخالفت انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گی یہاں تک کہ قیامت آئے گی اور وہ اسی راہ پر قائم ہوں گے۔" (مسلم)

اس موضوع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اور بھی ارشاداتِ گرامی احادیث کی کتابوں میں موجود ہیں طوالت کے پیش نظر ایک حدیث مبارکہ کو نقل کرنے پر اکتفا کیا گیا ہے۔

یہ اظہارِ رائے کیسا!

یہاں غور طلب بات یہ ہے کہ طلوعِ اسلام سے لے کر آج تک جہاد ہوتا رہا ہے اور قولِ رسولِ امین صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق آئندہ بھی ہوتا رہے گا (ان شاء اللہ)۔ اس کے باوجود دنیا بھر میں جہاد کے متعلق شور و غوغا، پروپیگنڈا، قدغنیں اور مجاہدین کے خلاف اس قدر لعن وطعن اور سازش کیوں ہے؟ غیر تو کیا اپنوں میں بھی یہ سلسلہ جاری ہے۔ جہاد، قتال اور مجاہدین کے خلاف یہ شور و غوغا اور سازشوں تک اکتفا نہیں بلکہ مجاہدین اسلام کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کے لئے کفار و مشرکین کے ساتھ ساتھ نام نہاد مسلمان بھی تیر و تفنگ لے کر چڑھ دوڑے ہیں۔ حالانکہ آج دنیا اظہارِ رائے کی آزادی کا قائل ہے۔ کسی کے کسی عمل پر کوئی قدغن نہیں، اگر کوئی معاشرے میں فحاشی و عریانی پھیلائے اور اس کے لئے اپنی رائے کا اظہار کرے یا اخبارات و رسائل کے ذریعے فحاشی و عریانی کا فروغ دے حتیٰ کہ کوئی کسی برگزیدہ ہستی کے خاکے شائع کر کے لاکھوں کروڑوں لوگوں کی دل آزاری کا مرتکب بھی ہو تب بھی کسی کے لیے کوئی مسئلہ نہیں کیوں کہ ایسا کرنے والا وہ اپنی رائے کا اظہار کر رہا ہے اس لئے اس پر کوئی جرم نہیں۔ مگر دین پر عمل اور اس کا اظہار جرم ٹھہرتا ہے۔ آج دنیا میں اس طرح کے دہرے معیارات مقرر کرنے والا یہ گروہ کون ہے؟

یہ جمہوریت کے چمپئن اور سرمایہ داروں کے ٹولے:

دراصل دنیا بھر میں چند سرمایہ داروں نے اپنے سرمائے کے تحفظ اور ان کی بڑھوتری کے لئے عقل کی بنیاد پر کچھ طور و طریقے، اصطلاحات اور قوانین وضع کیے جن کو وہ جمہوریت (democracy)، آزادی (freedom)، مساوات (equality) اور انسانی حقوق (rights Human) کا نام دیتے ہیں مگر دین پر عمل اور اس کے اظہا کو وہ اپنے خود ساختہ اصطلاحات کے پیمانوں میں تول کر شور مچاتے ہیں کہ یہ تو سراسر انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہے۔ ان سرمایہ دار گروہوں نے اپنے سرمائے کو وسعت دینے کے لئے پوری دنیا کو کئی علاقوں (Regions) میں تقسیم کیا۔ انہوں نے اُن علاقوں کے مختلف نام دیئے اور اُن پر اپنے ہرکارے جنہیں صدر (President) اور چانسلرز کے نام سے موسوم کیا گیا بٹھائے۔ اس بھاگ بٹوارے اور جوڑ توڑ میں اور ان میں اپنے وضع کردہ طور و طریقے، اصطلاحات اور قوانین کو تھوپنے میں سرمایہ داروں کے ان ٹولوں نے آپس میں جنگِ عظیم اول و جنگِ عظیم دوم جیسی ہولناک معرکہ آرائیاں کر کے دنیا کو تہہ و بالا کیا، ان میں ایٹم بم جیسے جوہری ہتھیاروں کو استعمال کر کے کروڑوں انسانوں کو مار ڈالا، انسانیت کو خون میں نہلایا، لاکھوں انسانوں کی کھوپڑیوں سے منار سجایا اور کروڑوں انسانوں کو بھوک و افلاس میں مبتلا کر کے مرنے پر مجبور کیا۔ ان سرمایہ داروں میں صرف ایک امریکہ نے ریڈ انڈین جیسے دس کروڑ پُرامن شہریوں کا قتلِ عام کیا۔ انسانیت کے ان جھوٹے بہی خواہوں نے عیسائیت اور اس کی رہی سہی تحریف شدہ روایت کو روند ڈالا۔ ان عقلیت پسند اقلیتوں نے اپنے کالے کرتوتوں، مذہب دشمن جدو جہد، دنیا سے متعلق جوڑ توڑ کے عمل کو معصومیت کے ساتھ روشنی کی تحریک "تحریکِ تنویر (Enlightment movment)" کے نام سے موسوم کیا۔ اس جوڑ توڑ اور قتلِ عام کے بعد بھی انہیں چین نہیں آیا اور اپنے بڑے حریف کمیونزم کے ساتھ رسہ کسی شروع کر کے سرد جنگ کا

آغاز کیا۔ اس مرتبہ ان استعماری قوتوں نے ایک بار پھر پوری دنیا کو آگ و خوں میں دھکیلا۔ سوویت یونین کے خاتمے کے بعد وہ اپنے تمام حصہ داروں کے ساتھ پاگل کتوں کی طرح منہ اُٹھائے تیسری دنیا (ہاں! تیسری دنیا جسے مسلم دنیا اور ترقی پذیر دنیا کہا جاتا ہے!!) میں ہڈیوں کی تلاش میں سر گرداں ہیں۔ حالانکہ ان استعماری قوتوں نے پہلے ہی مسلم دنیا کو لوٹ مار کے ذریعے کھوکھلا کر دیا ہے، ورنہ عالمِ اسلام دنیا میں سب سے زیادہ ترقی یافتہ خطّوں میں شمار ہوتا تھا۔ ان استعماری قوتوں نے ترقی یافتہ خطّوں پر مشتمل مسلمانوں کی خلافت کا حصہ بخرے کر کے ان میں ''وزیر اعظم، شاہ اور خادمین'' کے مختلف القاب سے اپنی مرضی کے نوکر مقرر کیے ہیں۔ اگر ان میں کہیں کوئی کسر باقی تھی تو وہ بھی دھونس و دھمکی کے ذریعے اپنے وضع کردہ قوانین و اصلاحات کے نفاذ کے لئے اپنے ان ایجنٹوں میں تغیر و تبدیلی بھی لائی جا چکی ہے، پھر بھی ان کے عزائم سرد نہیں پڑے۔ اب وہ اپنے مستقبل کے یقینی تحفظ کے لئے ہر طرح کے ساز و سامان، تیر و تفنگ اور کیل کانٹوں سے لیس ہو کر ان تمام خطوں، اداروں اور اشخاص کو ڈھونڈنے نکلے ہیں جو ان کے خلاف مستقبل میں چیلنج بن کر اُٹھ سکتے ہوں۔

جہاد اور مجاہدین ہی مسلمانوں کا اصل سرمایہ:

اس وقت پورے عالمِ اسلام میں کوئی بھی قوت ایسی نہیں ہے جو اِن استعماری قوتوں کے خلاف چیلنج بن کر اُٹھ کھڑی ہو سوائے جہادی قوتوں کے! کہنے کو تو اس وقت پچاس سے زائد مسلمانوں کے نام سے خطّے وجود میں آچکے ہیں مگر بد قسمتی سے وہ سب نام نہاد ہیں۔ ان میں نام نہاد مسلمانوں کے گروہوں کا راج ہے جو کہ تمام کے تمام کفار و مشرکین کے کاسہ لیس، آلہ کار اور ایجنٹ بنے بیٹھے ہیں۔ اس لئے ان خطوں میں جہاد اور مجاہدین کو بدنام کرنے اور ان کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کے لئے یہ ظالم و جابر استعماری قوتیں اور اپنے تمام آلہ کار مثلاً پرنٹ و الیکٹرانکس میڈیا اور ان میں کام کرنے والے ضمیر فروش کالم نگاروں و تجزیہ کاروں کے ساتھ ساتھ کیل و کانٹوں سے لیس جنگی لاؤ لشکر سمیت میدان میں اترے ہیں تاکہ ایک طرف میڈیا وار کے ذریعے جہاد کو دہشت گردی، شدت پسندی اور انتہا پسندی اور مجاہدین کو دہشت گرد، انتہا پسند اور شدت پسند باور کروایا جا سکے اور تعلیم و ترقی کا ڈھونگ رچا کر اور فلاح و بہبود کے نام پر قرضوں کی شکل میں معمولی امداد دے کر اپنے آپ کو انسانیت کا سچّا خیر خواہ ثابت کیا یا جا سکے۔ دوسری طرف اپنے جنگی لاؤ لشکر کے ذریعے مجاہدین کو ختم کیا جا سکے۔

قرآنی پیغام! ایک انتباہ:

کفار تو کفار ہی ہیں خواہ وہ یہودی، عیسائی، ہندو یا اللہ کا انکاری نرا کافر کی شکل میں ہی کیوں نہ ہوں (اَلْكُفْرُ مِلَّةٌ وَاحِدَةٌ) ''تمام کفار ایک ہی گروہ کے چٹے بٹے ہیں''۔ کفار کبھی مسلمانوں کے دوست نہیں ہو سکتے۔ ارشادِ ربّانی ہے:

وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ط قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ط وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَاۗءَهُمْ بَعْدَ الَّذِيْ جَاۗءَكَ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ (البقرۃ: ۱۲۰)

''یہودی اور عیسائی تم سے ہر گز راضی نہ ہوں گے جب تک تم ان کے طریقے پر نہ چلنے لگو۔ صاف کہہ دو کہ راستہ بس وہی ہے جو اللہ نے بتایا ہے، ورنہ اگر اس علم کے بعد جو تمہارے پاس آ چکا ہے، تم نے ان کی خواہشات کی پیروی کی، تو اللہ کی پکڑ سے بچانے والا کوئی دوست اور مددگار تمہارے لئے نہیں ہے''۔

ایک اور آیت میں ارشاد ہے:

وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَھْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِنْ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا ج حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ ج فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ط اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (البقرۃ: ۱۰۹)

''اہل کتاب میں سے اکثر لوگ یہ چاہتے ہیں کہ کسی طرح تمہیں ایمان سے پھیر کر پھر کفر کی طرف پلٹا لے جائیں اپنے نفس کے حسد کی بنا پر اس کے بعد کہ ان پر حق ظاہر ہو چکا ہے۔ پس تم عفو و در گزر سے کام لو یہاں تک کہ اللہ خود ہی اپنا فیصلہ نافذ کر دے۔ بے شک اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے''۔

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِيْعُوْا فَرِيْقًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ يَرُدُّوْكُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ كٰفِرِيْنَ (ال عمران: ۱۰۰)

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اگر تم نے ان اہل کتاب میں سے کسی گروہ کی بات مانی تو یہ تمہیں پھر کفر کی طرف پھیر لے جائیں گے''۔

یہ آیت بھی قابل غور ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِيْعُوا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَرُدُّوْكُمْ عَلٰٓي اَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ (ال عمران: ۱۴۹)

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اگر تم ان لوگوں کی اطاعت کرو گے جنھوں نے کفر کیا تو وہ تم کو الٹا پھیر لے جائیں گے اور تم نامراد ہو جاؤ گے''۔

یہ خیر خواہی چہ معنی دارد!؟

تو کفار کی طرف سے مسلمانوں کے لئے خیر خواہی کیا معنی رکھتی ہے!!! غور کرنے کی بات ہے۔ در اصل کفار کی خیر خواہی کے پیچھے ان کے بھیانک عزائم کار فرما ہیں۔ وہ سود پر مبنی معیشت پروان چڑھانا چاہتے ہیں اور سودی سرمایہ کاری کے ذریعے مسلمانوں کو کنگال کر کے مزید غلامی میں جکڑنا چاہتے ہیں۔ (بقیہ صفحہ ۵۲ پر)

ہستیٔ معمورہ میں تبدیلی ناگزیر ہے

مولانا اعظم طارق محسود شہید تقبلہ اللہ

امیر بیت اللہ محسودؒ اور شہید مفتی ولی الرحمٰنؒ کے قریبی ساتھی اور محسود مجاہدین کے ترجمان محترم اعظم طارق محسود رحمہ اللہ ۲۴ ستمبر ۲۰۱۶ء کو افغانستان کے صوبے پکتیا کے علاقے لمن میں امریکی و افغانی سپیشل فورسز کے چھاپے میں شہید ہو گئے۔ آپؒ جہادِ پاکستان کے ابتدائی رہنماؤں میں شامل رہے اور ہمیشہ غلو اور ظلم سے اپنے آپ کو اور اپنے قریبی ساتھیوں کو دور رکھا۔ آپ نے حق بات کہنے میں کسی کی پرواہ نہ کی اور اس خاطر کسی تنظیمی و جماعتی تعلق کو بھی خاطر میں نہ لائے۔ آپ آخر تک شہید بیت اللہ محسود اور مولانا ولی الرحمٰن محسود کے گروہ حلقہ محسود سے منسلک رہے۔ اللہ ان کی شہادت کو قبول فرمائیں۔ آمین

انسانی تہذیب و تمدن اور سیاست کی تاریخ بار بار کہہ رہی ہے کہ ہر وہ نظریہ، نظامِ معاشرت، فلسفہ یا اِزم جو حضرتِ انسان نے آسمانی ہدایت کے بغیر اپنے لیے پسند کیا اور اسے دنیا پر مسلط کرنے کے لیے ایک مدت تک کوشش کرتا رہا، بالآخر ایک مخصوص عرصے کے بعد اپنے ہی پیروکاروں کے ہاتھوں ذلیل و خوار اور ناکام و مسترد ہوتا چلا آیا ہے۔ متعدد مثالیں تاریخ کے اوراق میں موجود ہیں مثلاً معاہدۂ عمرانی ہی کو لیجیے، جس کا آسمانی ہدایت سے محروم معاشرے کی سیاست میں بڑا چرچا تھا۔ اس نظریئے کے مطابق قیاس باندھا گیا کہ ایک ایسا زمانہ گذرا ہے جب لوگ کسی منظم حکومت کے بغیر ہی زندگی بسر کرتے تھے۔ اس وقت اجتماعی زندگی یا نظم و نسق کا کوئی تصور موجود نہ تھا۔ اس قسم کے حالات کو معاہدۂ عمرانی کے داعی فطری حالت سے تعبیر کرتے ہیں۔ ان کے مطابق ایسی انفرادی زندگی میں ایک دوسرے کے مفادات کا ٹکراؤ اور اس کے نتیجے میں اکثر اوقات جنگ و جدال اور غارتگری ایک معمول تھا۔

مفکرین کا معاہدۂ عمرانی اور اس کا زوال:

آخر انسانوں نے آپس میں سوچ لیا کہ ایک معاہدہ ہونا چاہیے جس کے ذریعے ہم اپنے لیے ایک سربراہ کا انتخاب کریں جو ہمارے لیے اجتماعی زندگی کے طور طریقے متعین کرے۔ اس طرز کے معاہدے سے منظم زندگی اور ریاست کا وجود شروع ہوا۔ لیکن دلچسپ امر یہ ہے کہ اس نظریے کی حمایت میں لکھنے اور بولنے والے مفکر حضرات تصورِ ریاست اور طرزِ حکمرانی کے متعلق تضاد کا شکار ہیں، معاہدۂ عمرانی کی تاویلات اور تشریحات میں ایک دوسرے کا رد کرتے ہیں۔ مثلاً ایک گروہ جس کے سرخیل ہابس اور جان لاک ہیں، معاہدۂ عمرانی کی رو سے ریاست کو مطلق العنان حیثیت دینے کے حامی ہیں۔ ان کی دلیل ہے کہ عوام نے اپنے انفرادی اختیارات ریاست کو سونپ دیئے ہیں لہٰذا ریاست ہی مکمل بااختیار ادارہ ہونا چاہیے۔

دوسرا گروہ جس کا سرخیل روسو ہے، کہتا ہے کہ نہیں، عوام نے ریاست کو اپنے حقوق کے تحفظ کے لیے بنایا ہے لہٰذا اصل اختیار عوام کے پاس ہے نہ کہ ریاست اس کی مالک ہے۔ وہ مزید لکھتا ہے کہ اگر عوام چاہیں تو ریاستی اقتدار کو معزول کیا جا سکتا ہے۔ روسو کے ان خیالات و تصورات کو معاشرے میں اتنی پذیرائی حاصل ہوئی کہ اس کے یہی نظریات انقلابِ فرانس کا پیش خیمہ ثابت ہوئے۔ یوں معاہدہ عمرانی اپنے ہی پیروکاروں اور مبلغین کی متضاد تشریحات و تاویلات کا شکار ہوا اور خود یورپی مصنفین و ناقدین نے یہاں تک لکھا کہ انسانی تاریخ میں نہ اس قسم کا معاہدہ کبھی ہوا ہے اور نہ معاہدہ کرنے والوں کا وجود، مقام یا تاریخ کسی کو معلوم ہے۔ لہٰذا اسے بس ایک مفروضہ یا خیالی تصور ہی سمجھیے۔

مفکرین کا نظریۂ قوت اور دیگر فرسودہ نظریات:

اسی طرح انسانی تہذیب و تمدن اور سیاست کی تاریخ میں دوسرے بے بنیاد نظریئے کا نام نظریہ قوت ہے۔ جس نے اس وقت کے معاشرے پر اپنے اثرات چھوڑے ہیں۔ اس نظریئے کی حمایت میں لکھنے والے مفکرین کا خیال ہے کہ ایک منظم معاشرے کا وجود میں آنا نظریۂ قوت کا مرہونِ منت ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ جب فطری حالت تھی، کوئی نظام یا انتظام معاشرے کو چلانے کا نہ تھا اور ہر طرف افراتفری اور جنگ و جدل کا دور دورہ تھا تو ایسی حالت میں قوت ہی نے معاشرے کو سہارا دیا۔

یعنی جب کوئی انسان دوسرے پر غلبہ حاصل کرتا ہے تو وہ غلبہ ایک خاص صلاحیت کی وجہ سے ہوتا ہے۔ پس جس نے غلبہ حاصل کیا وہ اقتدار اور قوت کا خاوند تسلیم کیا گیا۔ لہٰذا قوت وہ صلاحیت ہے جس سے حکمرانی و اقتدار حاصل کیا جا سکتا ہے اور قوت ہی وہ صلاحیت ہے جو معاشرے کو منظم خطوط پر چلا سکتی ہے۔ ارسطو بھی اسی فکر کا حامی ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ قوت اس صلاحیت کا مظہر ہے جس سے غلبہ حاصل کیا جا سکتا ہے۔ لہٰذا قوت کا استعمال عقل یا انصاف کے خلاف نہیں ہے۔

اسی طرح ایک تیسرا نظریہ بھی مغربی مفکرین نے پیش کیا ہے جس کو نظریۂ پدرسری یا نظریہ مادرسری کہتے ہیں۔ اس نظریئے کو پیش کرنے والے خاندانی نظام پر یقین رکھتے ہیں جو معاہدۂ عمرانی سے قریب تر ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ منظم معاشرے کا بنیادی عنصر خاندان ہے۔ ہر خاندان کا ایک سربراہ ہوتا ہے، کئی خاندان مل کر ایک قبیلہ بناتے ہیں اور کئی قبیلے مل کر ایک ریاست کی شکل میں کسی خاص معاہدے کے تحت ایک منظم معاشرے کی تشکیل کرتے ہیں اور ریاست کا سربراہ چن لیا جاتا ہے۔

حقیقت میں یہ سب کے سب مفروضے، قیاسات اور خالی تصورات ہیں مگر تاریخ پر طائرانہ نگاہ ڈالی جائے تو مختلف ادوار میں معاشرے پر الٰہی نظام سے غافل مفکرین کے نظریات و

تفکرات نے گہرا اثر ڈالا ہے۔ خاص طور پر ان معاشروں میں جو وحیٔ الٰہی اور آسمانی ہدایت سے محروم چلے آئے ہیں۔ ورنہ ربِ کریم و رحیم پر ایمان رکھنے والے خوب جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کو ایک خاص مقصد کے لیے تخلیق کیا ہے، حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا اور انہیں اس دنیا میں مہذب، خواندہ اور حاکم بنا کر بھیجا۔ وہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ پیغمبر تھے اور بعد میں جو لوگ پیدا ہوئے وہ ان کے تابع اور محکوم تھے۔ خیالی قسم کے تصورات نظریات و تفکرات کے بارے میں ارشادِ ربانی ہے:۔

ترجمہ: ''وہ کسی اور چیز کے نہیں صرف گمان کے پیچھے چلتے ہیں اور اندازوں کے تیر چلانے کے سوا کچھ نہیں کرتے''۔

ورنہ تاریخ انسانی میں نہ کبھی کسی معاہدۂ عمرانی کی ضرورت پڑی ہے، نہ انسانی معاشرہ نظریۂ قوت کا مرہونِ منت رہا ہے اور نہ خاندانی یا قبائلی الحاق کسی تہذیب یا ریاست کی بنیاد رہے ہیں۔ مگر یہ بھی تاریخی حقیقتیں ہیں کہ مغربی مفکرین کے ان نظریات و تفکرات کو بنیاد بنا کر مختلف ادوار میں جو نظام ہائے زندگی بنائے گئے، انسانیت کے خلاف ان کے سیاہ کارنامے تحریر میں لانے سے قلم لرز جاتا ہے۔

یہ بادشاہ اور مطلق العنان حکمران ہی تھے جو انسانوں کی کھوپڑیوں میں بطور افتخار شراب پیتے تھے، نسلی اشرافیہ خود کو کسی بھی اخلاق، قانون و آئین کی پابند نہیں جانتی تھی، تھیوکریسیاں وجود میں آئیں جو کسی طرح بھی خود کو آسمانی مخلوق سے کم نہیں سمجھتی تھیں۔ ان کا ہر فرمان خدائی فرمان ہی سمجھا جاتا تھا۔ یہی تھیوکریسیاں یا پیشوائیت آسمانی مذاہب میں تحریف کے مرتکب ہوئے۔ ہر خیر و شر کا پیمانہ انہی کے پاس تھا۔ جس نے کچھ کہنے کی جرأت کی اس کو ہمیشہ کیلئے خاموش کر دیا گیا۔ معاشرہ ذات پات کا شکار ہو گیا۔ پوری انسانیت ایک نظامی سر بریت کے نیچے کراہ رہی تھی۔ اور اس دور کی معاشرتی ترتیب کو جدید دور میں مغربی اولڈ ورلڈ آرڈر کہتے ہیں۔ یہ بات اپنی جگہ حقیقت ہے کہ اس اولڈ ورلڈ آرڈر نے معاشرے کو قہر و جبر اور ظلم و استبداد کے سوا کچھ نہیں دیا۔ یقیناً جس نظام کی بنیاد مفروضوں، قیاسات اور خیالی تصورات پر ہو، آسمانی ہدایت و رہنمائی سے محروم ہو وہ کیونکر انسانیت کے لئے پائیدار اور فائدہ مند ہو سکتا ہے۔

جمہوری افکار کی پرورش:

اب اولڈ ورلڈ آرڈر کی بجائے مغربی ماہرین معاشرت و سیاست ایک نئے نظام اور طرز زندگی کے بارے میں سوچنے لگے۔ روسو ایک فرانسیسی مفکر نے اس بارے میں خاص کردار ادا کیا۔ اس نے سب سے پہلے معاہدۂ عمرانی کی تجدید کی۔ اور باقاعدہ ایک اور پرانی اصطلاح جمہوریت پر کام کیا۔ یاد رہے کہ افلاطون کی پہلی کتاب جو سیاست کے متعلق تھی کا نام جمہوریہ تھا۔ روسو نے اس سے فائدہ اٹھایا۔ والٹیر اور منٹیکو جیسے مفکرین بھی اس سلسلے میں بڑے معاون رہے۔ اب دو واقعات ایسے رونما ہوئے جس نے پوری دنیا، بالخصوص یورپ کو خاص متاثر کیا۔ ایک امریکہ کی دریافت اور دوسرا انقلابِ فرانس۔

کولمبس جو کہ ہندوستان کی تلاش میں نکلا تھا، براعظم امریکہ جا پہنچا۔ اس وقت پورا یورپ معاشی بحران کا شکار تھا۔ لہٰذا ڈچ، پرتگیز اور انگریز سب نے براعظم امریکہ میں باقاعدہ آباد کاری کی مہم کا آغاز کیا۔ لیکن اور قوموں کی نسبت امریکہ کے اکثر حصوں پر برطانیہ نے قبضہ جما لیا ایک عرصے تک برطانیہ نے لندن ہی سے امریکہ پر حکومت کی۔ آہستہ آہستہ جمہوریت کے افکار بھی اپنا اثر دکھانے لگے۔ برطانیہ نے امریکی عوام پر ٹیکس میں اضافہ کرنا چاہا تو امریکی عوام نے ٹیکس کی ادائیگی سے انکار کرتے ہوئے برطانیہ سے آزادی کی تحریک شروع کر دی۔ اس مسئلے پر امریکہ اور برطانیہ کے مابین جنگ بھی ہوئی۔

اس وقت امریکی عوام کی قیادت جارج واشنگٹن کے ہاتھ میں تھی۔ جنگ میں امریکی عوام کو فتح حاصل ہوئی اور جارج واشنگٹن نے برطانیہ سے آزادی کا اعلان کر دیا جس کے ساتھ ہی جمہوریت اور فرد کے جمہوری حقوق کی آزادی کا اعلان بھی کیا گیا۔ یہ فقرہ مشہور کر دیا گیا کہ انسان ماں کے پیٹ سے آزاد پیدا ہوا ہے لہٰذا کسی کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ انسان کو اپنا غلام بنائے۔

یہ ارسٹوکریسی، تھیوکریسی اور بادشاہت کے مقابلے میں پہلی جمہوریت تھی۔ اس وقت تک فرانس میں بھی بادشاہت تھی لیکن وہاں والٹر منٹیکو اور روسو کے افکار نے بہت کام کیا۔ لوئی نامی شخص فرانس کا سولہواں بادشاہ تھا جو بدکردار عیاش اور لالچی آدمی تھا۔ اس نے عوام پر ٹیکس میں اضافہ کرنے کے لئے سینیٹ کا اجلاس بلا لیا۔ اس کی سینیٹ میں تین طبقوں کو نمائندگی حاصل تھی: کلیسا، جاگیردار اور عوام۔ ان تینوں کی تعداد برابر ہوتی تھی اور اجلاس الگ الگ بلائے جاتے تھے۔ لہٰذا اجلاس بلانے کے دوران عوام نے بہت شور مچایا، جلسے اور جلوس نکالے اور مطالبہ کیا کہ سینیٹ میں عوام کی تعداد کلیسا اور جاگیرداروں کی مجموعی تعداد کے برابر کی جائے۔ آخر کار بادشاہ نے مجبور ہو کر عوامی نمائندوں کی تعداد بڑھا دی۔ پھر مطالبہ ہونے لگا کہ اجلاس اکٹھا بلایا جائے تاکہ جو قرارداد پاس ہو وہ اکثریت کی رائے سے ہو۔ بادشاہ نے اس مطالبے سے قطعاً انکار کر دیا جس پر عوام نے خود سے ایک جگہ پر اجلاس بلا لیا۔ اس جگہ کو اسمبلی ہال کا نام دیا گیا۔ جب بادشاہ کو پتہ چلا تو اس نے وہاں فوج کھڑی کر دی اور عوامی نمائندں کو وہاں جانے سے روک دیا۔ مجبوراً عوام نے ایک ٹینس کورٹ میں اجلاس کیا۔ اجلاس میں عوام نے منٹیسکو فارمولہ برائے تقسیم کے مطابق قرارداد پاس کی۔

یعنی قانون ساز، مقننہ اور عدلیہ الگ الگ ادارے ہوں گے۔ اجلاس کے دوران ایک جم غفیر بادشاہ کے محل میں جا کر بادشاہ کو ٹینس کورٹ لے آیا اور اس سے قرارداد پر دستخط کروا لیے۔ بادشاہ نے موقع غنیمت سمجھا کہ مقننہ کے اختیارات تو اس کے پاس ہی ہیں لیکن یہ

خدشہ ضرور باقی تھا کہ مستقبل میں بادشاہ اس سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے۔ لہٰذا اس نے جرمن بادشاہ کے ساتھ مل کر اپنی عوام کے خلاف سازش تیار کی اور دوبارہ اختیارات حاصل کرنے کی کوشش کی۔ عوامی نمائندوں کو اس سازش کا پتہ چل گیا تو انہوں نے بادشاہ کو گرفتار کرکے پھانسی دے دی۔ یہ ۱۷۸۹ء کا زمانہ تھا۔

جمہوریت کو سابقہ ظلم کے ردّ عمل میں بغیر سوچے سمجھے قبول کر لیا گیا:

اس کے بعد یورپ میں جمہوریت کے افکار زوروں پر پھیلنا شروع ہوئے اور لوگوں کو یہ باور کرانا شروع کیا گیا کہ اس طرز حکومت میں عوام کی آزادی، حکومت میں عوام کی شراکت داری اور تقسیم اختیارات کا فارمولہ کارفرما ہے۔ سادہ لفظوں میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ انقلابِ فرانس کے ساتھ ہی نیو ورلڈ آرڈر کا آغاز ہو گیا۔ اس وقت مغربی مفکرین جمہوریت کو ایک آسمانی صحیفے کے طور پر پیش کر رہے تھے جیسا کہ آج بھی ہو رہا ہے۔ یہاں تک کہہ دیا جاتا ہے کہ اس سے بہتر طرزِ حکومت نہ آج تک آیا اور نہ ہی آسکتا ہے کیونکہ اس میں عوام ہی حکمران ہیں۔ پہلے والی حکومتوں کے جبر واستبداد کی وجہ سے جمہوریت کو خاصی پزیرائی حاصل ہوئی۔ جمہوریت کی تعریف یہ کی گئی کہ ''لوگوں کی حکومت، لوگوں کے ذریعے اور لوگوں کے لیے''۔

بس اس خوش نما نعرے کے پیچھے لوگ چل پڑے مگر کسی نے نہ سوچا کہ پچھلی خونخوار قسم کی حکومتیں بھی اب ہی جیسے لوگوں کے قیاسات، مفروضات اور تصورات کی پیداوار تھیں۔ جنھوں نے پوری انسانیت کو ہلاکت سے ہمکنار کیا تھا۔ اب جو جمہوریت کے نام سے دو منہ والا اژدھا انسانیت کو ڈسنے کے لیے پالا گیا تو حاکمیتِ الٰہی کا تصور بالکل ہی ختم کر دیا گیا۔ عوام ہی کو حاکمِ اعلیٰ مانا گیا۔ سوال یہ ہے کہ پھر محکوم کون رہ گیا؟؟؟

لوگوں کو خوش رکھنے کے لیے جمہوریت نے مذہب کو ایک ذاتی مسئلہ قرار دیا جس میں سرکار کو دخل اندازی کی اجازت نہ ہوگی۔ لہٰذا جس نے جو بھی مذہب اپنی مرضی سے اختیار کیا یا پسند کا تو کسی دوسرے کو اس میں مداخلت کا حق حاصل نہیں۔ اگر کوئی کسی بھی مذہب کو اختیار یا پسند نہ کرے تو وہ بھی اس کا حق ہے۔ ہر فرد اس بارے میں مکمل آزاد تصور کیا گیا۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

بقیہ: جہاد کل بھی جاری تھا، آج بھی جاری ہے اور آئندہ بھی جاری رہے گا

میڈیا وار کے ذریعے مسلمانوں کے عقیدے کو کھوکھلا کرکے ''روشن خیال'' بنانا چاہتے ہیں تاکہ مسلم معاشرے کو ''لبرل سوسائٹی'' میں تبدیل کرکے اپنے پس پردہ سرمایہ داری کا عمل مضبوط اور مستحکم بنایا جاسکے اور اس راستے میں کوئی رکاوٹ نہ ہو۔ یہ ہیں ان کی خیر خواہی اور پس پردہ عزائم۔ جب کہ وہ اپنے ان عزائم کی تکمیل ۱۶۸۹ء میں برطانیہ کے عیسائی معاشرے کو ''سول سوسائٹی'' میں تبدیل کر کے کی۔ (سول سوسائٹی اور سرمایہ دارانہ نظام کے درمیان تعلقات کو سمجھنے کے لئے مطالعہ کیجئے، ڈاکٹر جاوید انصاری کے زیر نگرانی میں مرتب کی جانے والی کتاب ''سرمایہ دارانہ نظام، ایک تنقیدی جائزہ'')

مسلمانو! اتنی سی بات سمجھنے کے لئے تو کوئی لمبی چوڑی ڈگری کی ضرورت نہیں ہوتی۔ قرآن کی بات قولِ فصیل ہے

اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ

''بے شک یہ (قرآن) قولِ فیصل ہے''

اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا قول بھی سچّا ہے کہ جہاد ہی مسلمانوں کے تمام مسائل کا حل ہے اور مجاہدین اور ان کے ساتھ دینے والے اہلِ ایمان دنیا و آخرت میں بالآخر کامیاب ہوں گے (ان شاء اللہ)، پر تم کفار و مشرکین اور ان کے آلہ کار ایجنٹوں کے پروپیگنڈے کا شکار ہو کر معمولی فائدوں کی خاطر اپنی عاقبت کو کیوں خراب کر رہے ہو؟ اگرچہ کفار کے ہتھکنڈوں اور چالوں سے پہاڑ کیوں نہ ٹلتے دکھائی دیں۔ لیکن یقین رکھو کہ اللہ پاک کی تدبیر ان کی تمام چالوں اور مکر و فریب پر غالب آنے والی ہے!

وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ

''ان لوگوں نے بھی چالیں چلیں اور اللہ نے بھی تدبیر کی اور اللہ ہی بہترین تدبیر کرنے والا ہے''

☆☆☆☆☆

''کوئی دعوت قربانیوں کے بغیر کبھی کامیاب نہیں ہوتی، خواہ یہ دعوت زمینی ہو یا آسمانی، ربانی ہو یا انسانی 'لہو، لاشے، پھڑکتے جسم، تڑپتی روحیں، شہید، زخمی... ہمیشہ اس معرکے کا ایندھن بنتے ہیں، عقائد کے معرکے کا، افکار کے معرکے کا۔ یہ آیت اس سلسلے میں ایک اہم مسئلے کی طرف توجہ دلاتی ہے اور وہ یہ ہے کہ جو قربانیاں دینے اور پیش قدمی کرنے کا حوصلہ نہ رکھتا ہو وہ جنت کا مستحق بھی نہیں ہو سکتا۔ ام حسبتم کا مطلب یہی ہے کہ کیا تم نے یہ سوچ رکھا ہے کہ تم وہ تکلیفیں سہے بغیر جنت میں چلے جاؤ گے، جو تم سے پہلے لوگ برداشت کرتے رہے۔ پھر اللہ تعالیٰ ایک اہم معاملے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ تم اللہ کے محبوب بندوں سے بہتر نہیں ہو''۔

شیخ عبداللہ عزام شہید رحمۃ اللہ علیہ

شیخ ابو محمد مقدسی حفظہ اللہ

ایمان بالقدر کے مراتب:

☆ایمان بالقدر کے دو درجے ہیں اور ہر درجہ دو امور کو متضمن ہے:

پہلا درجہ

پہلا مرتبہ اِس امر پر ایمان سے عبارت ہے کہ اللہ عزوجل کو معلوم ہے کہ لوگ کیا اعمال کرنے والے ہیں؛ گویا اُسے مخلوق میں ہونے والے تمام معاملات کا پہلے ہی سے علم ہے اور اِس کے لیے اُس نے تقدیر محکم مقرر کر رکھی ہے؛ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَلَآ أَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ أَكْبَرَ إِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ.(یونس:۶۱)

"اور تیرے رب سے ذرہ برابر بھی کوئی چیز مخفی نہیں؛ نہ زمین میں نہ آسمان میں؛ اور نہ اِس سے چھوٹی اور نہ بڑی مگر وہ ایک واضح کتاب میں درج ہے"۔

نیز فرمایا:

وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِيْرًا(الفرقان:۲)

"اور اُس نے ہر چیز کو پیدا کیا اور اُس کا ایک خاص انداز ٹھہرایا"۔

نیز فرمایا:

وَكَانَ أَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرًا(الاحزاب:۳۸)

"اور اللہ کا فیصلہ شدنی تھا۔"

بعد ازاں اللہ عزوجل نے اِسے لوح محفوظ میں تحریر کیا اور مخلوق کی تقدیروں کا حصہ بنا دیا۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے سے فرمایا:

يَا بُنَيَّ! إِنَّكَ لَا تَجِدُ حَقِيْقَةَ الْإِيْمَانِ حَتّٰى تَعْلَمَ أَنَّ مَا أَصَابَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُخْطِئَكَ، وَمَا أَخْطَأَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيْبَكَ، سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ: إِنَّ أَوَّلَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ الْقَلَمَ، فَقَالَ لَهُ اُكْتُبْ فَقَالَ: رَبِّ وَمَاذَا أَكْتُبُ؟ قَالَ: اُكْتُبْ مَقَادِيْرَ كُلِّ شَيْءٍ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ، يَا بُنَيَّ! إِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ: مَنْ مَاتَ عَلٰى غَيْرِ هٰذَا فَلَيْسَ مِنِّيْ(ابوداؤد:۴۷۰۲)

"اے میرے بیٹے! تو اُس وقت تک ایمان کی حقیقت نہیں پاسکتا جب تک یہ یقین نہ کرلے کہ جو مصیبت تمھیں پیش آگئی وہ تم سے چوکنے والی نہ تھی اور جو مصیبت تم سے ٹل گئی، وہ تمھیں پیش آنے والی نہ تھی۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: "اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم کی تخلیق فرمائی اور اسے حکم دیا کہ لکھو! اس نے عرض کیا: پروردگار! کیا لکھوں؟ فرمایا: تاقیامت آنے والی ہر شے کی تقدیر تحریر کرو۔" اے بیٹے! بلاشبہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا: جو شخص اس کے سوا کسی اور عقیدہ پر مر گیا وہ مجھ سے نہیں"۔

اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ إِنَّ ذٰلِكَ فِيْ كِتٰبٍ إِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ (الحج:۷۰)

"کیا تم نہیں جانتے کہ آسمان و زمین میں جو کچھ ہے اللہ اس کو جانتا ہے؟ یہ سب چیزیں ایک رجسٹر میں درج ہیں؛ بے شک یہ اللہ کے لیے نہایت ہی آسان ہے"۔

☆یہ تقدیر بعض پہلوؤں سے مجمل ہے اور بعض اعتبارات سے مفصل؛ اللہ تعالیٰ نے جو چاہا، لوح محفوظ میں لکھا ہے۔ جب پروردگارِ عالم جنین کی تخلیق فرماتا ہے تو اس میں رُوح پھونکنے سے پہلے ایک فرشتہ بھیجتا ہے جسے چار چیزیں تحریر کرنے کا حکم ہوتا ہے: اُس کا رِزق، اُس کی مدتِ زیست، اُس کا عمل اور یہ کہ وہ بدبخت ہوگا یا سعادت مند۔

☆اللہ عزوجل نے جس شے کے بارے میں لکھ دیا ہے کہ وہ وقوع پذیر ہوگی؛ اگر تمام مخلوقات مجتمع ہو کر اُسے ظہور پذیر ہونے سے روکنا چاہیں تو یہ اُن کی قدرت سے باہر ہے۔ اِسی طرح اگر وہ کسی ایسی شے کو عالم وجود میں لانا چاہیں جو خدا نے نہیں لکھی تو یہ بھی اُن کے بس کی بات نہیں ہے۔ قلم وہ تمام امور لکھ کر خشک ہو چکے ہیں جو تاقیامت رونما ہونے والے ہیں۔

☆جو مصیبت انسان سے ٹل گئی، وہ اسے پیش آنے والی نہ تھی اور جو اسے پیش آگئی، ٹلنا اس کے مقدر میں نہ تھا۔

دوسرا درجہ:

ایمان بَر تقدیر کا دوسرا درجہ یہ ہے کہ خدا کی مشیئتِ نافذہ اور قدرتِ کاملہ پر یقین رکھا جائے اور یہ تسلیم کیا جائے کہ جو خدا نے چاہا وہ ہو گیا اور جو نہیں چاہا وہ نہیں ہوا؛ نیز یہ کہ زمین و آسمان کی ہر حرکت و سکون اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی مشیئت کی پابند ہے؛ اُس کی بادشاہت میں وہی رونما ہوتا ہے جو وہ چاہتا ہے۔

☆اِس کے ساتھ ساتھ اللہ عزوجل نے اپنی اور اپنے پیغمبروں کی اطاعت کا حکم دیا ہے اور اپنی معصیت و نافرمانی سے روکا ہے؛ خداوندِ متعال متقی، محسن اور انصاف پر کاربند لوگوں سے محبت فرماتا اور اُن لوگوں سے راضی ہوتا ہے جو ایمان لاتے اور نیک عمل کرتے ہیں۔ رب ذوالجلال کافروں سے محبت نہیں کرتا اور نہ ہی فاسق قوم کو اپنی رضامندی سے بہرہ

مند فرماتا ہے۔ وہ بے حیائی کا حکم دیتا ہے، نہ اپنے بندوں کے لیے کفر کو پسند کرتا ہے اور نہ فساد ہی اس کے نزدیک پسندیدہ عمل ہے۔

☆اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی دو مشیئتیں ہیں: ایک اُس کی تخلیق اور دوسرا اُس کا امر؛ بالفاظِ دیگر یوں سمجھیے کہ ایک اس کی قدرت ہے اور ایک اس کی شرع! جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے:

اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ.(الاعراف: ۵۴)

''خبردار رہو! اُسی کی خلق ہے اور اُسی کا امر ہے''۔

مشیئتِ شرعیہ:

یہ اللہ عزوجل کے حکم شرعی سے عبارت ہے اور اِس میں لوگ خدا کی معصیت اور مخالفت بھی کرتے ہیں۔

مشیئتِ قدریہ:

یہ خدا کی وہ سنت ہے جس میں کسی نوع کا تغیر و تبدل نہیں ہوتا اور نہ ہی تکوین و تقدیر کے دائرے میں امرِ الٰہی کی نافرمانی کا کوئی تصور ہے۔

☆حاصل یہ کہ سنتِ الٰہیہ کے دو پہلو ہیں: ایک کا تعلق امر و شریعت سے ہے اور دوسرا قضا و قدر سے متعلق ہے۔

افعال العباد:

☆جہاں تک انسانوں کے افعال کا مسئلہ ہے، تو یہ خدا کی تخلیق ہیں اور بندوں کا فعل؛ انسان افعال کے حقیقی طور پر فاعل ہیں اور اللہ عزوجل ان کے افعال و اعمال کا خالق ہے۔ یہ بندہ ہے جو مومن یا کافر ہوتا ہے؛ نیک یا فاسق و فاجر ہوتا ہے اور نمازی یا روزہ دار ہوتا ہے۔ انسانوں کو اپنے افعال پر قدرت حاصل ہوتی ہے اور وہی ان کا ارادہ کرتے ہیں؛ اللہ رب العزت انسانوں کا بھی خالق ہے اور ان کے ارادہ و قدرت کا بھی؛ پروردگارِ عالم فرماتا ہے:

وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ(الصّٰفّٰت: ۹۶)

''اللہ ہی نے پیدا کیا ہے تم کو بھی اور اُن چیزوں کو بھی جن کو تم بناتے ہو''۔

ایک اور مقام پر ارشاد ہے:

لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّسْتَقِيْمَ. وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ.
(التکویر: ۲۸۔۲۹)

''اس کے لیے جو تم میں سے سیدھی راہ اختیار کرنی چاہے اور تم نہیں چاہو گے مگر یہ کہ اللہ عالم کا خداوند چاہے''۔

تقدیر کے اِس پہلو سے متعلق مختلف گروہ افراط و تفریط کا شکار ہوئے ہیں؛ چنانچہ قدریہ فرقے نے تو اِس کی تکذیب ہی کر دی جب کہ ایک گروہ نے اِس کے اثبات میں اس قدر غلو اور مبالغہ آمیزی سے کام لیا کہ انسان کے اختیار و قدرت ہی کو سلب کر لیا اور اللہ عزوجل کے افعال واحکام کی حکمتوں اور مصلحتوں کو یک سر نظر انداز کر دیا۔

☆ہم تقدیر کے باب میں 'جبریہ' اور 'قدریہ' کے مابین راہِ اعتدال پر گامزن ہیں۔ ہمارے افعال اور مشیئت مخلوق ہیں؛ اور انسان اپنے افعال کا حقیقی طور پر فاعل اور مختار ہے؛ نیز وہ ارادہ و مشیئت کی صلاحیتوں سے بہرہ مند ہے۔ پروردگارِ عالم کے وہ اَولیا جن کے قلوب و اذہان کو اُس نے منور کر رکھا ہے، اُن کے لیے مسئلہ تقدیر کی یہ مختصر وضاحت بس کرتی ہے۔

حقیقتِ تقدیر:

☆تقدیر کی اصل حقیقت محض اسی قدر ہے کہ یہ مخلوق میں خدا کا راز ہے جس کے علم کی تفصیلات اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے پوشیدہ رکھی ہیں اور اُنھیں اس میں غور و تعمق سے روکا ہے؛ چنانچہ قرآن شریف میں فرمایا:

لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُوْنَ(الانبیاء: ۲۳)

''وہ جو کچھ کرتا ہے اُس کے باب میں کسی کے آگے مسئول نہیں اور یہ سارے مسئول ہیں۔''

پس جو یہ پوچھتا ہے کہ خدا نے یہ کیوں کیا؟ تو وہ حکم قرآنی کو رد کرتا ہے اور جو قرآنی حکم کو رد کرے، وہ کفر کا مرتکب ٹھہرتا اور خسارہ و ناکامی سے دوچار ہوتا ہے۔

☆اس کی وضاحت یوں ہے کہ علم دو قسموں پر ہے: ایک وہ علم ہے جو اللہ عزوجل نے مخلوق میں اتارا ہے؛ پس یہ موجود ہے۔

دوسرا علم وہ ہے جسے خدا نے مخلوق سے چھپا رکھا ہے؛ فلہذا یہ مفقود ہے۔

اب 'علمِ موجود' کا انکار بھی کفر ہے اور 'علمِ مفقود' کا ادعا بھی کفر ہے؛ انسان کا ایمان اُسی صورت میں پایۂ ثبوت کو پہنچتا ہے جب 'علمِ موجود' کو قبول کیا جائے اور 'علمِ مفقود' کو ترک کرتے ہوئے' اُسے خدائے غفور وودود کے سپرد کیا جائے۔

ایمان بالقدر کے آثار و ثمرات:

☆ایمان بالقدر کی وجہ سے مومن کما حقہ خدا پر توکل کرتا ہے؛ وہ اسباب کو رب کے درجے پر نہیں لاتا اور نہ ہی ان پر بھروسہ رکھتا ہے بل کہ وہ خالصتاً ذاتِ خداوندی ہی پر اعتماد و توکل کرتا ہے کیوں کہ ہر شے تقدیرِ الٰہی ہی کی بنا پر رُونما ہوتی ہے۔

☆ایمان بَر تقدیر کی بدولت صاحبِ ایمان کو اطمینانِ قلب نصیب ہوتا ہے اور وہ تقدیرِ خداوندی کی وجہ سے پہنچنے والی مشکلات و مصائب پر جزع فزع یا حسرت کا اظہار نہیں کرتا؛ وہ نہ تو محبوب و پسندیدہ چیزوں کے کھو جانے سے ناامید ہوتا ہے اور نہ ہی ناپسندیدہ و تکلیف دہ معاملات پیش آنے پر مایوس ہوتا ہے کہ ان سب کی بنیاد خدا کی تقدیر ہے۔ اُس کا پختہ یقین ہوتا ہے کہ جس مصیبت میں وہ مبتلا ہو گیا، وہ ٹل نہیں سکتی تھی اور جو اُس سے ٹل گئی، اُس کا وقوع پذیر ہونا مقدر نہ تھا۔

ایمان:

☆ایمان عمل، قول اور نیت سے عبارت ہے؛یعنی قلبی اعتقاد، زبانی اقرار اور اعضا کے عمل کا نام ایمان ہے۔

☆اعتقادِ قلب سے مراد دل کا قول اور عمل ہے؛ دل کا قول اِس کی معرفت یا اِس کا عمل و تصدیق ہے جب کہ اعمالِ قلب میں رضا، تسلیم، محبت، اِنقیاد اور اِخبات یعنی عجز و انکسار وغیرہ شامل ہیں۔

☆قول سے قلب و لسان کا قول مراد ہے۔

☆عمل سے دل اور اعضا کا عمل مراد ہے۔

☆تصدیق قلب و زبان سے بھی ہوتی ہے اور اعضا و جوارح سے بھی۔

ایمان میں کمی بیشی کا مسئلہ:

☆ایمان اطاعت و فرماں برداری سے بڑھتا اور معصیت و نافرمانی سے کم ہوتا ہے؛ ایمان کی متعدد شاخیں ہیں جیسا کہ پیغمبر صادق و مصدوق صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے؛ سب سے اعلیٰ شاخ 'لاالٰہ الا اللہ' ہے اور ادنی ترین شاخ یہ ہے کہ راستے میں موجود تکلیف دہ اشیا کو ہٹا دیا جائے۔ اسی طرح ایمان کی بہت سی کڑیاں ہیں جن میں سب سے مضبوط کڑی یہ ہے کہ محبت و نفرت کا معیار خداوندِ عالم کی ذات گرامی کو بنایا جائے؛ محض اللہ کی خاطر دوستی کی جائے اور اُسی کے لیے کسی سے دشمنی کا اظہار کیا جائے۔

اصلِ ایمان:

☆ایمان کی بعض شاخیں اصلِ ایمان کی حیثیت رکھتی ہیں جن کے زوال سے ایمان ہی کا خاتمہ ہو جاتا ہے، مثلاً: عقیدۂ توحید یعنی لاالٰہ الا اللہ کی گواہی اور نماز وغیرہ جن سے متعلق جیسا کہ صحیح حدیث میں ہے:

وَالْفَرْجُ یُصَدِّقُ ذَلِكَ أَوْ یُکَذِّبُهُ (بخاری:۴۷۷۵)

''شرم گاہ (دل میں آنے والے خیالات) کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے''۔

شارع نے تصریح کر رکھی ہے کہ اِن کے ترک سے ایمان زایل ہو جاتا ہے۔

واجباتِ ایمان:

☆ایمان کی بعض شاخیں واجباتِ ایمان کے درجہ پر ہیں؛ اِن کے ختم ہونے سے ایمان واجب میں نقص پیدا ہو جاتا ہے، مثلاً: خدا کے لیے محبت کرنا اور اسی کی خاطر بغض رکھنا، اور یہ کہ مومن کا پڑوسی اُس کی زیادتی سے محفوظ رہے اور اِسی طرح کے بعض امور جن کا تارک گناہ گار شمار ہوتا ہے۔ محرمات، مثلاً: زنا، شراب نوشی اور چوری وغیرہ کا ارتکاب بھی اسی قبیل سے ہے؛ ان جرائم کا مرتکب کافر ہوتا ہے اور نہ ہی اس سے اصل ایمان کا خاتمہ ہوتا ہے بلکہ محض اس کے ایمان واجب میں کمی ہو جاتی ہے؛ پس وہ اُن اہل ایمان میں شمار نہیں ہوتا جو وعدِ مطلق کے مستحق اور وعیدِ الٰہی سے محفوظ و مامون ہیں۔

کمالِ ایمان:

☆ایمان کی بعض شاخوں کا تعلق ایمانِ مستحب کے درجہ کمال سے ہے، مثلاً: اذیت رساں چیزوں کو راستے سے ہٹانا اور حسنِ عہد وغیرہ؛ یہ امور ایمانِ مستحب کے تکملات ہیں؛ یہاں 'حسنِ عہد' سے صلہ رحمی اور احسان مراد ہے؛ چنانچہ بخاری و مسلم میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بڑھیا کی آمد پر خصوصی اہتمام و توجہ کی تو ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کی وجہ دریافت کی؛ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''یہ ہمارے پاس خدیجہ رضی اللہ عنہا کے زمانے میں آیا کرتی تھی اور 'حسنِ عہد' ایمان کا حصہ ہے۔'' (مصنف)

چنانچہ ان میں کوتاہی برتنے والا گناہ گار نہ ہوگا۔

☆ مندرجہ بالا تفصیل کے مطابق ایمان کی ایک اصل ہے جس کے بغیر وہ وجود پذیر ہی نہیں ہو سکتا؛ پھر کمالِ واجب اور کمالِ مستحب کے درجات ہیں۔

نصوصِ شریعت میں نفیِ ایمان کا تعلق اگر 'اصلِ ایمان' سے ہو، تو ایسا شخص کافر ہوگا؛ مثلاً ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

فَلَا وَرَبِّكَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْكَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (النساء:۶۵)

''نہیں، اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے رب کی قسم! یہ کبھی مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ اپنے باہمی اختلافات میں یہ تم کو فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں؛ پھر جو کچھ تم فیصلہ کرو، اُس پر اپنے دلوں میں کوئی تنگی محسوس نہ کریں بلکہ سربسر تسلیم کر لیں۔''

☆اگر ایمانِ واجب یا کمالِ واجب کی نفی مراد ہو تو ایسا شخص گناہ گار یا فاسق کہلائے گا جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ لَّا یَأْمَنُ جَارُهُ بَوَائِقَهُ. (مسلم:۹۹)

''وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کا ہمسایہ اس کی فتنہ انگیزیوں سے محفوظ نہیں''۔

یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

لَا یَزْنِی الزَّانِیْ حِیْنَ یَزْنِیْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ. (بخاری:۲۳۴۳؛ مسلم:۸۶؛ ابوداؤد:۴۰۶۹)

'' زانی جب زنا کر رہا ہوتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا''۔

یا یہ ارشادِ نبوی ہے:

لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یُحِبَّ لِاَخِیْهِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِهٖ (بخاری:۱۳)

''تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا تا آنکہ وہ اپنے بھائی کے لیے وہی شے پسند کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے''۔

☆یہ تفصیل اس بنا پر ہے کہ ایمان کی نفی 'وعید' سے متعلق ہے اور وعید اُس شخص کے حق میں ہوتی ہے جو کسی فعل حرام کا مرتکب ہو یا کسی واجب کو ترک کرے؛ لہٰذا اِس کا تعلق اصلِ ایمان سے ہوتا یا پھر ایمانِ واجب سے۔

☆رہا یہ سوال کہ ان دونوں امور میں تفریق کیونکر ہو گی؟ یعنی یہ امتیاز کیسے ہو گا کہ یہ نفی کفر پر دلالت کناں ہے جو اصل ایمان کے لیے باعثِ خاتمہ ہے یا اس کا تعلق فسق سے ہے جس سے محض ایمان واجب میں نقص آتا ہے؟ تو اس کا فیصلہ قرائن کی بنیاد پر ہو گا جو کبھی تو اُسی نص سے معلوم ہو جاتے ہیں اور گاہے دیگر شرعی نصوص سے واضح ہوتے ہیں۔

☆جو شخص نواقضِ ایمان میں سے کسی ناقض کے ارتکاب سے اپنے ایمان کی عمارت کو منہدم کر ڈالے، وہ کافر ہو جاتا ہے؛ اِس صورت میں اگر اُس کے پاس ایمان کے دیگر شعبے موجود بھی ہوں تو وہ اس کے لیے مفید ثابت نہ ہوں گے۔

☆اگر کوئی شخص ایمان واجب میں کوتاہی کا مرتکب ہوا تو اُس کا معاملہ مشیئتِ ایزدی کے سپرد ہے؛ اللہ تعالیٰ چاہے تو اُسے عذاب و تکلیف کی مشقتوں سے دوچار کر دے اور چاہے تو مغفرت و بخشش سے نوازے بشرطیکہ وہ اصلِ ایمان سے بہرہ مند ہو۔

☆ہم وعیدِ الٰہی کے باب میں نہ مرجیہ کی جانب مائل ہیں اور نہ خوارج کی طرف جیسا کہ اسمائے ایمان و دین کے معاملے میں ہمارا میلان نہ تو حروریہ و معتزلہ کی جانب ہے اور نہ ہی مرجیہ و جہمیہ کی طرف۔

ایمان کے ثمرات:

☆ایمان سے اطاعت اور اعمال صالحہ کی ترغیب ملتی ہے اور نیکیوں میں مسابقت کا رجحان پیدا ہوتا ہے تاکہ اِس میں مسلسل اضافہ ہوتا رہے؛ اِس کے ساتھ ساتھ اصلِ ایمان کی حفاظت اور بچاو کی کوشش بھی رہتی ہے کہ یہی اصل سرمایہ اور نجات کا مضبوط ترین حلقہ ہے۔

کفر:

☆ہم خدا کی بارگاہ میں 'مرجیۂ عصر' اور 'جہمیۂ زماں' کی ضلالت و گمراہی سے اظہارِ برأت کرتے ہیں جن کے خیال میں کفر محض جحود و انکار یا تکذیبِ قلب ہی سے عبارت ہے؛ اِس طرح اِنھوں نے کفر کی شدت و سنگینی کو ہلکا کر دیا اور ملحد کافروں کے لیے اس کا ارتکاب سہل و آسان بنا دیا ہے؛ اِنھوں نے ایسے باطل شبہات پیدا کر دیے ہیں جو طاغوتوں کے کفر اور شریعت سازی کو مباح اور جائز ٹھیراتے ہیں۔

☆ہمارے اعتقاد کی رُو سے ان کا یہ قول بدعت پر مبنی ہے کہ ''انسان محض قلبی انکار ہی کی بنا پر کافر ہوتا ہے۔'' حقیقت یہ ہے کہ 'جحود' جس طرح دل سے ہوتا ہے، اِسی طرح عمل اور قول یعنی اعضا و جوارح سے بھی ہوتا ہے جیسا کہ ہمارے محقق علمانے وضاحت کی ہے؛ تکذیب کی مانند تصدیق کا بھی یہی معاملہ ہے۔

☆کفر کی متعدد اقسام ہیں، مثلاً: کفرِ جحود، کفرِ جہل، کفرِ اعراض وغیرہ۔

☆نواقض اسلام بھی کثیر تعداد میں ہیں اور انسان اسلام کی نسبت کفر کی سرحدوں میں جلد داخل ہو جاتا ہے۔

☆ہمارے نزدیک جس طرح ایمان اعتقاد، قول اور عمل سے مرکب ہے تو یہی نوعیت کفر کی ہے؛ کفر اعتقاد سے بھی ہوتا ہے، قول سے بھی اور عمل سے بھی۔

☆کفر، ظلم اور فسق میں سے ہر ایک کے دو مرتبے ہیں: اکبر اور اصغر؛ یہ کہنا کہ 'کفر عملی' مطلقاً 'کفر اصغر' ہے اور اعتقادی خطا علی الاطلاق 'کفر اکبر' ہے، ایک بدعی قول ہے۔ چنانچہ 'کفر عملی' کفر اکبر بھی ہوتا ہے اور کفر اصغر بھی؛ اِسی طرح اعتقادی غلطی یا انحراف بھی دونوں قسموں پر مشتمل ہے؛ یہ کفر اکبر بھی ہو سکتا ہے اور اس سے کم تر یعنی کفر اصغر بھی۔

☆اعضا و جوارح سے صادر ہونے والے بعض اعمال ایسے ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی ہے کہ وہ کفر اکبر ہیں اور ان کے ساتھ اعتقاد، جحود یا استحلال کی شرط عاید نہیں کی، مثلاً: خدا کے ساتھ ایسی شریعت سازی جس کا اُس نے اِذن نہیں دیا؛ سورج یا بتوں کو سجدہ کرنا؛ اللہ عزوجل، دین یا انبیائے کرام علیہ السلام کو گالی دینا؛ یا قرآن سے استہزا کرنا یا دین کی کسی شے کی توہین کرنا۔

☆بعض اعمال محض معاصی ہیں جو کفر کا باعث نہیں اور نہ ہی ان کا مرتکب دائرۂ اسلام سے خارج ہوتا ہے الا یہ کہ وہ انہیں حلال اور جائز ٹھہرا لے، مثلاً: زنا، سرقہ اور شراب نوشی وغیرہ۔

☆ہم یہ نہیں کہتے کہ ''ایمان کے ساتھ کوئی گناہ مضر نہیں!'' بلکہ بعض گناہ ایمان میں نقص کا سبب ہیں اور بعض اِس کے لیے باعث خاتمہ ہیں۔ ہم مرجیہ کے اقوال و افکار سے لاتعلقی کا اظہار کرتے ہیں جن کی بنا پر وعید سے متعلقہ اُن آیات و احادیث کی تکذیب ہوتی ہے جو امت مسلمہ کے گناہ گار افراد یا کفار و مشرکین اور مرتدین کے حق میں وارد ہوئی ہیں۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

''جو استعمار کی کھینچی ہوئی لکیروں پر ایمان رکھتا ہے وہ اسلام کی بات نہ کرے۔ ہم وہ امت ہیں جس میں ابو بکرؓ عربی، بلالؓ حبشی، سلمانؓ فارسی اور صہیبؓ رومی ہیں''۔

سید قطب شہیدؒ

اپنے منہج سے منحرف کون ہوا؟!

ادارہ نوائے افغان جہاد، شیخ احمد الحمدان حفظہ اللہ کی کتاب "Methodological difference between ISIS and AlQaida" کا اردو ترجمہ سلسلہ وار پیش کر رہا ہے۔ اس کتاب میں مصنف نے داعش کی غلاۃ کی جانب سے عالمی تحریک جہاد اور اُس کے قائدین کے بارے میں کیے گئے منفی اور بے سر وپا پروپیگنڈے اور کذب بیانی کا رد کیا ہے۔ برادرم منصور کوہستانی نے اس کتاب کا اردو ترجمہ کیا۔ اللہ تعالیٰ اُن کی اس خدمت پر اُن سے راضی ہوں، آمین (ادارہ)

تیسرا نکتہ: منہج (اکثریت کی پیروی کا نظریہ)

عدنانی ایک دعویٰ یہ بھی کرتے ہیں کہ القاعدہ کا شیخ اسامہ سے شیخ ایمن تک جو طریقہ کار کا انحراف رہا ہے اس میں ایک ''اکثریت کی پیروی'' کرنا بھی ہے۔ اور پھر اُس نے اپنے بیان میں القاعدہ کے ''انحراف شدہ معاملات'' کی نشان دہی کرتے ہوئے کہا کہ ''یہ کبھی بھی ہمارا طریقہ کار نہیں رہا اور نہ کبھی ہو گا''۔ اصل معاملہ مذہب کی بگڑی ہوئی شکل اور طے شدہ رستے سے انحراف کا ہے جو کہ جمہور کی اتباع کا ہے۔[1]

[1] اکثریت کی اصطلاح کے دو معنی ہو سکتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ یہ معاملات کو جانچنے ایک ایسا مکمل معیار ہے جس کے بعد کا فیصلہ حتمی تصور کیا جاتا ہے۔ لیکن یہ طریقہ کار شریعتِ اسلامی نے رد کر دیا ہے۔ قرآن میں ہے کہ

> وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّ لَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَ مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا (الاحزاب: ۳۶)
>
> ''اور کسی مومن مرد اور مومن عورت کو حق نہیں ہے کہ جب خدا اور اس کا رسول کوئی امر مقرر کر دیں تو وہ اس کام میں اپنا بھی کچھ اختیار سمجھیں۔ اور جو کوئی خدا اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے وہ صریح گمراہ ہو گیا''۔

یہ وہ معاملات ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے واضح احکامات دے کر حتمی فیصلہ سنا دیا ہے یعنی ان معاملات میں ہم کسی سے اس کی رائے معلوم کرنے کا اختیار نہیں رکھتے ہیں بلکہ ان پر فوری سر تسلیم خم ضروری ہے۔ دوسرے معنوں میں یہ اصطلاح ان معاملات کے لئے استعمال کی جاتی ہے جن میں قرآن وسنت سے واضح احکامات نہیں ملتے۔ جیسا کہ تاریخ میں اس کی مثال خلفائے راشدین کے زمانے میں ملتی ہے کہ جب نئے حاکم کے تقرر کے لئے کوئی واضح حکم قرآن سے نہیں ملا تو تیسرے خلیفہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر فوقیت دیتے ہوئے خلیفہ منتخب کیا گیا۔ یہاں یہ بات بلکل واضح ہے کہ القاعدہ' اول معنوں میں استعمال ہونے والی اس اصطلاح کو مکمل طور پر رد کرتی ہے جب کہ وہ اکثریت کی گمراہ کن اتباع بن جائے کیوں کہ یہ اتباع جمہوریت کے ہم معنی ہوتی ہے۔

ہم یہاں جمہوریت کے مسئلے پر جماعت القاعدہ کے رہ نماؤں کے بہت سے بیانات پر نظر ڈالیں گے جو کہ شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ کے دور میں سامنے آئے۔ شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ فرماتے ہیں:

> ''یہاں کچھ اہم مسائل ہیں جن کے بغیر میرے خیال کبھی اسلامی تحریک 'اسلامی نہیں ہو سکتی ہے۔ جن میں سے ایک یہ ہے کہ آپ کے اندر شریعت اسلامی کو کسی بھی معیار کو پرکھنے کا بنیادی ماخذ ہونا چاہیے اور اس کے لئے احکامات شریعت کا ہر قسم کے دیگر دساتیر، قوانین اور اکثریتی خواہشات سے بالا ہونا ضروری ہے۔ حقیقتاً خلافتِ عثمانیہ کی عسکری شکست' جس کا آغاز ریاستی حصے بخرے ہونے سے ہوا تھا جو کہ جنگِ عظیم دوئم کے بعد مکمل طور پر تحلیل ہو کر رہ گئی' نے ہم پر عسکری شکست کے ساتھ ساتھ ایک ایسی ذہنی ونفسیاتی شکست بھی مسلط کر دی ہے جس کے بعد ہم شریعت اسلامی کو بھی دین کے دشمنوں کے ذہن سے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں اور اس کے نفاذ کے لئے ایسے ذرائع تلاش کرتے ہیں جو کہ شریعت کے علاوہ ہوتے ہیں۔ شریعت کو سمجھنے کے لئے بھی ہم اکثریتی خواہشات کی خود مختاری کے تناظر میں دیکھتے ہیں۔ یہ بالکل اس طرح ہے کہ کوئی شراب پر پابندی کا مطالبہ عیسائیت کو قبول کر کے کرے۔ کیا یہ طریقہ کسی صاحب عقل کا ہو سکتا ہے؟''[2]

شیخ ایمن حفظہ اللہ ایک اور جگہ فرماتے ہیں:

> ''اور یہ حالت اس وقت تک قائم نہیں ہو سکتی جب تک کے ہم اپنے ملکوں میں شریعت کا نفاذ نہ کر لیں، اس کو حتمی طور پر فیصلہ ساز نہ بنا دیں۔ شریعت کو اس حد تک نافذ کیا جائے کہ یہ ہر ایک قانون بالاتر ہو جائے اور ہر ایک فیصلہ شریعت کے ہی حوالے سے ہو۔ ہمیں لازمی ایک ایسی ریاست قائم کرنے کی کوشش کرنی چاہیے جہاں ایک الہامی نظام نافذ ہو جو سیکولرازم کو مسترد کر دے اور اکثریتی خواہشات کی تکمیل نہ کرے۔ اس کے بعد تمام اسلامی تحریکوں کو ایک عظیم وجامع مقصد کے لیے متحد ومتحرک کیا جائے۔

[2] تقریر بعنوان: ناکام اور لاحاصل دائروں سے آزادی

اس کے لئے سب سے پہلے شریعت اسلامی کو فیصلہ سازی کا ماخذ بنایا جائے ،اس کے علاوہ ہر قسم کے قانون،اصول،عقائد وضوابط کو مسترد کر دیا جائے اور لوگوں کے بنائے گیے اصول وضوابط کو مکمل نظر انداز کر دیا جائے جو کہ لوگوں کو شریعت کے مقابلے میں 'خود مختاری' دیتے ہیں"۔[3]

انہوں نے مزید کہا کہ

"اسلامی مملکت وہ مملکت ہوتی ہے جو شریعت کو فیصلہ ساز بناتی ہے اور جہاں اللہ رب العزت کی ذات مختار کُل ہوتی ہے۔ جہاں حکمرانی شریعت کی ہوتی ہے اور حکومتی نظم ونسق شوریٰ کے ذمہ ہوتا ہے۔جو کہ شرعی احکام پر عمل پیرا ہوتی ہے اور ان کے خلاف کوئی قدم نہیں اٹھاتی ہے۔فقہا 'خود مختاری' کی یہ تعریف کرتے ہیں کہ ایک ایسی بااختیار طاقت جس سے بالا کوئی بھی نہ ہو۔جب کہ دوسری طرف سیکولرز قوم پرست ریاستیں شریعت کی بجائے لوگوں کی خواہشات کو فوقیت دیتی ہیں اور فیصلہ شریعت کے بجائے اکثریتی آرا اور خواہشات کو مد نظر رکھ کر کیا جاتا ہے۔اسی لئے اس قسم کی ریاستوں میں خود مختاری عوام کو اور نظام حکومت ودستور کی تشکیل لوگوں کی خواہشات کے مطابق ہوتا ہے، حکومتی نظام زیادہ تر جمہوریت پر مبنی ہوتا ہے جو عوام الناس کی رائے کو فوقیت دیتا ہے اور اس کے خلاف نہیں جاتا۔یہ ایک بہت ہی سنجیدہ نوعیت کا فرق ہے"۔۳۷(تقریر بعنوان: توحید کی بنیاد پر اتحاد)

شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ نے اپنے سلسلہ گفتگو "اہلِ مصر کے لیے امید وراحت کا پیغام" میں فرمایا:

"ایک جمہوری ریاست 'ایک سیکولر ریاست کے علاوہ اور کچھ نہیں ہوگی یعنی ملحد ریاست کیونکہ اس کا دستور اور قانون اللہ رب العزت کے بجائے افراد کی رائے اور خواہشات پر انحصار کرتا ہے۔

مصری حکومت 'جمہوری ہونے کا دعویٰ کرتی ہے کہ وہاں اکثریت کے خواہشات کو بالا رکھا جاتا ہے۔دوسری طرف اسلامی حکومت ایک ایسی حکومت ہوتی ہے جس کی بنیاد ایسی مشاورت ہوتی ہے جہاں امت اپنے فیصلے شریعت کی روشنی میں کرتی ہے اور قانون سازی کے لئے حکام کے حوالے کر دیتی جو کہ ان کے منتخب کردہ ہوتے ہیں اور ان تمام امور کے ذمہ دار ہوتے ہیں"۔

[3] تقریر بعنوان: فاتح امت کو فتح کے ابھرتے سورج کی نوید اور شکست خوردہ صلیبی

اسی سلسلہ گفتگو میں آگے چل کر وہ فرماتے ہیں:

"جو کوئی اس معاملے کو جتنا گہرائی سے سمجھے گا وہ اس حقیقت کا ادراک کرلے گا کہ جمہوریت ایک ایسا دین ہے جو ایک بت کی پوجا کرتا ہے اور وہ ہے اکثریت کی خواہشات بغیر کسی مذہب ،اخلاقی قدروں ، اصولوں اور ضابطوں کے 'ہر چیز رائے کنندگان کی تعداد سے نسبت رکھتی ہے اور ترمیم و تبدیل کی جاسکتی ہے"۔۳۹(ایضاً: قسط پنجم)

اس بابت وہ مزید کہتے ہیں:

"یہی جمہوریت کی حقیقت ہے ،کوئی معاملہ کتنا ہی قابل نظر انداز ہو ، یا کتنا ہی متصادم ومتضاد کیوں نہ ہو وہ اس وقت تک قائم رہے گا جب تک اس کو اکثریت کی حمایت حاصل رہے گی۔جمہوریت اصل میں دین ،مذہب ، اخلاق اور اقدار کی قید سے آزاد صرف رائے دہی کی پرچیوں کو گننے کا کھیل ہے جو کہ ایک بنیادی فرق ہے شوریٰ (قانون ساز مجلس) شریعت کو بنیاد بناتی ہے اور جمہوریت اس قسم طرح کے کسی جھنجھٹ میں نہیں پڑتی۔

مثال کے طور پر ایک اسلامی ریاست ایسا نہیں کرسکتی کہ ایک جانب تو کسی ایسے معاہدے میں شامل ہو جو قیدیوں اور ان پر تشدد کی روک تھام سے متعلق ہو اور پھر اس معاہدے کی خلاف ورزی بھی کرے کیونکہ شوریٰ کی اکثریتی رائے اس کے معاہدے کے خلاف ہے ۔ایسا طرز عمل ریاست اسلامی کی شوریٰ کے لیے ممکن نہیں۔"

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

"اخلاص تنہا کافی نہیں۔کوئی اس بات میں شک نہیں کرتا کہ خوارج مخلص نہیں تھے، لیکن اس بات پر بھی کوئی شک نہیں کرتا کہ خوارج بلاشبہ بھٹکے ہوئے اور گمراہ تھے۔پس صرف اخلاص کافی نہیں،اخلاص کے ساتھ علم اور ثابت قدمی بھی بہت ضروری ہے۔پس ایک شخص جہل میں اخلاص کے ساتھ بھی دین کے لئے موجبِ نقصان ہو سکتا ہے، ویسے ہی جیسے وہ لوگ جو افغان جہاد کو خراب کر رہے ہیں۔وہ نہیں جانتے کہ وہ دین کو نقصان پہنچا رہے ہیں،اور نا یہ جانتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کو اپنے اخلاص کے ساتھ نقصان پہنچا رہے ہیں۔ کوئی شک نہیں کرتا، اور اللہ بہتر جانتا ہے ان کے اخلاص اور سچائی کو"۔

شیخ عبداللہ عزام رحمہ اللہ

جرم ہائے خانہ خراب

محترمہ عامرہ احسان صاحبہ

ہم نے عاقبت نااندیش، فہم و فراست سے عاری حکمرانوں کے ہاتھوں ۱۶ سال دنیائے کفر کے ہاتھ کھلونا بن کر گزارے۔ بلاشبہ آج کے گھمبیر حالات تک پہنچنے میں سیاسی دینی جماعتوں، اربابِ علم و دانش، قلم کاروں، میڈیا منیجروں، عوام الناس سبھی کا برابر کا حصہ ہے۔ نظریاتی تہی دامنی ہم پر مسلط کی گئی۔ اس کی بنا پر ہم امریکہ نیٹو کے سہولت کار بنے سمجھ ہی نہ پائے کہ ہم لٹ لٹا کر ایک دن تنہا اسی دشمن کے مقابل کھڑے ہوں گے جسے دوست باور کروانے پر کیا خوش فہمیاں ہم پر نہ لادی گئیں! امن کی آشا! موسٹ فیورٹ بزنس پارٹنر! بیک ڈور سفارتکاری! ثقافتی طائفے... ہولی دیوالی کے رنگ اور دیئے! یہاں تک کہ کیری، اوباما اچانک ہی مودی سے آئے دن بغل گیر ہونے لگے!

آج بھارت لائن آف کنڑول کی خلاف ورزیاں، اشتعال انگیزیاں کر رہا ہے۔ اسے سرجیکل سٹرائیک کا جنگی نام دے کر آگ دہکانے کی کوشش میں ہے۔ سندھ طاس معاہدہ توڑنے کی دھمکی۔ پاکستان کو پیاسا مارنے یا آبی دہشت گردی کا نشانہ بنانے کی دھمکی۔ بنگلہ دیش کا بھارتی لب ولہجے میں منفی رویہ۔ حسینہ واجد تو پہلے ہی ادھار کھائے بیٹھی ہے پاکستان سے اظہارِ مخاصمت کے لیے۔

افغانستان، خراسان کا علاقہ جو جنگجو بہادر مسلمانوں کا مرکز تھا۔ کم نصیبی اور کور چشمی کے ہاتھوں ہم اس کی بربادی میں امریکہ کے حلیف بنے! کشمیر پر ۱۶ سالہ ہماری بے اعتنائی، سفارتی سطح پر نقطۂ انجماد کو پہنچی سرد مہری 'شہداء کے گرم خون سے اب پگھلی ہے تو دنیا استصوابِ رائے، کشمیریوں کے حقِ خود ارادیت کو بھولی بیٹھی ہے۔ صرف انسانی حقوق کی بازگشت کہیں کہیں سنائی دیتی ہے۔ مشرقی تیمور اور جنوبی سوڈان کے قضیئے فوری نمٹانے والے عالمی چوہدری، کشمیر میں بھارت ہی کی ہمنوائی پر کمربستہ ہیں۔ مسلمانوں کے لیے فارمولے بدل جاتے ہیں۔ جینوا کنونشنز، انسانی حقوق کا مسلمان پر اطلاق نہیں ہوتا۔ کشمیر، غزہ اور شام کو دیکھ لیجیے۔ ہسپتالوں پر بمباری، معصوم بچوں عورتوں کا بہتا خون، حلب پر بے رحمانہ روسی بمباری! باہمی اختلافات اور کشاکش کے باوجود کفر ملتِ واحدہ بنی ایک ایجنڈا رکھتی ہے۔ مسلمانوں کا قتلِ عام!

یہ تو ہماری دیوانگی، کج فہمی ہے کہ ہم سیکولر نیشنلسٹ بنے بیٹھے ہیں۔ بوسنیا، کوسوو پر سربوں کو اہلِ یورپ، امریکہ، اقوامِ متحدہ کی مشترکہ آشیر باد سے چھوڑا گیا۔ وحشت و سربریت درندگی کے جو بازار وہاں گرم ہوئے۔ اجتماعی قبروں میں دفن کیے جانے والے سب صرف پیدائشی مسلمان ہونے کا ٹھپہ رکھتے تھے۔ سیکولر، لبرل، بے دین ہونے کی انتہاؤں پر تھے۔ شراب، نائٹ کلب، برہنگی، عیاشی، فحاشی ان کا طرز زندگی تھا۔ مگر یورپ ایک نام نہاد مسلم اکثریت بھی اپنے درمیان گوارا کرنے کو تیار نہ تھا۔ پاکستان کو اسی سیکولرازم کے اسباق پڑھا کر ۱۶ سال جان بچانے، ملک اور معیشت بچانے کے نام پر جو اسلام اور اہلِ دین کے خلاف کریک ڈاؤن کیا گیا اس کا مآل اب سامنے آرہا ہے۔ ہمیں ۱۶ سال امریکہ نے ڈالر دے کر یہ کام کروایا۔

ریمنڈ ڈیوسی دھماکوں اور امریکی ماسٹر ٹرینرز جو دہشت گردی بو گئے تھے اس پر میڈیائی برین واشنگ سے اسلام کا لیبل پختہ کیا گیا۔ اسلام اور مسلمانوں کو مذہبی جنونی، انتہاپسند، تنگ نظر ہونے کے طعنے دے دے کر جینا حرام کر دیا۔ مغربی ممالک میں قرآن جلانے، توہینِ رسالت کے لامنتہا سلسلوں کو مذہبی جنون، انتہا پسندی سے معنون کیوں نہ کیا؟ مساجد پر پورے یورپ، مغرب میں حملوں، حجاب، نقاب پر پابندی، جرمانہ، تشدد، تنگ نظری کیوں نہ گردانی گئی؟

اب تازہ ترین شاہکار مرنجاں مرنج سوئٹزرلینڈ، جو ہمارے لوٹ مار کردہ سوئس اکاؤنٹس کے ڈھیر پر اپنی معیشت استوار کیے بیٹھا ہے... ذرا اسے دیکھیے! (ان کی دیانت وامانت شفافیت کے گن گاتے سیکولر دانشور ہماری جان کو آلیتے ہیں!) ان کے ہاں بھی فرانسیسی و دیگر یورپی ممالک کی طرح نقاب پر پابندی کا بل منظور ہو گیا! انتہا پسند اسلام کا راستہ روکنے کے لیے سیکولر انتہا پسندی بروئے کار لائی جارہی ہے!

بات یہاں رُک جاتی تو خیر تھی۔ اب مذہبی جنون، تنگ نظری، حسد، بغض، کینے کا تازہ شکار 'ترکی کباب ریسٹورانٹ' ہیں۔ کباب کی مقبولیت کے ہاتھوں سبھی یورپی ممالک جل کر کباب ہوئے پڑے ہیں۔ اٹلی کباب اور قیمے بھرے نان پر پابندی لگا چکا! فرانس میں بھی کباب خشمگیں نگاہوں کی زد پر ہیں۔ ترک آبادی سراپا احتجاج ہے۔ ریسٹورانٹ ایسوسی ایشن کے ترکی النسل صدر محمد نے کہا کہ اس کا نشانہ ۷۰ ہزار مقامی ترکی اور لاکھوں بلقانی بنیں گے جو اس سے استفادہ کرتے ہیں۔ ان کا کہنا تھا کہ کیا ترکی بھی پیزا اور غیر ملکی فاسٹ فوڈ پر پابندی عائد کر دے؟ ہمارے ہاں فاسٹ فوڈ بھری ملٹی نیشنلز، مسلمانوں کے معدے جلاتی سوڈے کی روسیاہ بوتلیں پیزے برگروں کو میلی آنکھ سے کوئی دیکھ سکتا ہے؟ اب یورپی تنگ نظری، دقیانوسیت اور انتہا پسندی بارے آپ کیا کہیں گے؟ اسلام اور نقاب کی مقبولیت کے بعد اب کباب کی مقبولیت سے نمٹنے تک آن پہنچے! فروری میں فرانس کے ایک شہر کے میئر نے بھی کبابوں کے خلاف اعلانِ جنگ کیا۔ کہا کہ اب مزید کباب ریسٹورانٹ کھولنے کی وہ ہرگز اجازت نہیں دے گا! (بات صرف مدرسے نئے کھولنے کی نہیں ہے! ہماری ترقی پسندی نے فی الحال صرف مدرسے بند کرنے تک رسائی حاصل کی ہے!)

(بقیہ صفحہ ۶۱ پر)

جہادِ کشمیر اور اس سے منسلک صورتحال

معاویہ حسین بخاری

کشمیر میں حالیہ مزاحمتی لہر پوری شدت سے جاری ہے اور دوسری جانب ہندی افواج بھی نہتے نوجوانوں کے خلاف اپنی پوری خباثت کا مظاہرہ کر رہی ہیں۔ شہید کمان دان برہان وانی رحمۃاللہ علیہ کی شہادت کے بعد لگنے والے کرفیو کو مسلسل ۸۵ دن ہو چکے ہیں جن میں اب تک ۱۱۰ کشمیری مسلمان شہادت پا گئے ہیں۔ بھارتی افواج کے نت نئے حربوں اور پیلٹ گن وغیرہ کے حملوں کے ذریعے ۱۵۰ سے زائد افراد اپنی بینائی سے محروم ہو چکے ہیں جب کہ زخمیوں کی تعداد دس ہزار سے بھی تجاوز کر چکی ہے۔ کشمیری مسلمانوں کی گرفتاریوں کا اندازہ اس خبر سے لگایا جا سکتا ہے کہ صرف آج یعنی ۲ اکتوبر کو ۶۰ کشمیری مسلمانوں کو گرفتار کیا گیا ہے۔ بدنامِ زمانہ صلیبی ادارے ''بی بی سی'' کے مطابق:

''کشمیر میں حکومت مخالف احتجاجی تحریک رکنے کا نام نہیں لے رہی ہے اور کرفیو کے باوجود احتجاج اور سکیورٹی فورسز سے جھڑپوں کا سلسلہ جاری ہے''

یہ ہمارے کشمیری بھائیوں کا جذبہ جہاد ہی ہے جس نے انڈیا جیسی بڑی آرمی کو نکیل ڈالی ہوئی ہے، ورنہ ہندی افواج تو دہائیوں سے پاکستان کو بھی اپنا لقمہِ تر بنانے کی سوچ رہی ہیں۔ اس لیے یہ سمجھنا کہ ہم پاکستانیوں نے کشمیری مسلمانوں کو سہارا دیا ہوا ہے ہر گز صحیح نہیں کیونکہ، ہماری افواج اور حکومت تو اس ملک کا نظم و نسق سنبھالنے کی اہل نہیں تو ممکنہ بھارتی جارحیت کے مقابلے میں کیا خاک دفاع کیا جائے گا۔ اس لیے یہ کہنا زیادہ مناسب ہو گا کہ کشمیری مسلمان اپنی جانوں کی قربانیاں دے کر ہندو جارحیت سے پاکستانی عوام کے دفاع کا سامان کر رہے ہیں اور ہم آنکھیں موندے سو رہے ہیں۔ اگر خدانخواستہ آج بھی ہم نے کشمیری عوام کی قربانیوں، ان کی پاکستانی مسلمانوں کے لیے محبت اور اپنے حقیقی دشمن بھارت اور اس کے سرپرست امریکہ کا اصلی چہرہ نہ پہچانا اور غفلت کی چادر اوڑھے اپنی ملکی افواج کو اپنے ہی مسلمان بھائیوں پر ظلم و ستم کی تاریخ رقم کرتے دیکھتے رہے تو پھر اللہ کی اس سنت کے منتظر رہیں کہ جب ایک مسلمان کو دوسرے مسلمانوں کے سامنے اذیت کی چکی میں پیسا جائے اور وہ اس کی مدد کو نہ اٹھیں تو اسی دشمن کو اللہ ان بے فکر مسلمانوں پر بھی مسلط کر دیتے ہیں تاکہ اس سے باقی مسلمانوں کو آزمایا جائے۔

اڑی فدائی آپریشن اور اس کے بعد کی صورت حال:

۱۸ ستمبر کو صبح ساڑھے ۵ بجے کے قریب کشمیری فدائی مجاہدین نے پاکستانی سرحد کے قریب ضلع بارہ مولہ کے علاقے اُڑی کے انڈین آرمی بریگیڈ ہیڈ کواٹر پر حملہ کیا۔ اطلاعات کے مطابق صرف پہلے تین منٹ میں ۱۷ کے قریب گرینیڈ بم پھینکے گئے جس کے بعد فدائین ہیڈ کواٹر میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے، شدید لڑائی شروع ہو گئی اور کئی عمارتوں اور ذرائع کے مطابق ایک اسلحہ ڈپو کو بھی آگ لگ گئی۔ اس حملے نے فوراً میڈیا کی توجہ حاصل کر لی، ابتدائی اطلاعات کے مطابق ۱۷ ہندی فوجی ہلاک اور ۳۰ سے زائد زخمی ہو گئے۔ ذرائع ابلاغ کے مطابق بعد میں ہلاکتوں کی کل تعداد ۱۸ ہو گئی، جب کہ متعدد غیر جانب دار ذرائع اور انٹرنیت پر گردش کرنے والی ہندی مردار فوجی لاشوں کی تصاویر اس سے کہیں زیادہ ہلاکتوں کی جانب اشارہ کرتی ہیں۔ اس حملے میں ۴ کے قریب فدائی مجاہدین کی بھی شہادت کی اطلاع ہے۔ اس فدائی آپریشن کی اہم بات یہ ہے کہ اسے دو دہائی سے جاری جہادِ کشمیر کی سب سے بڑی جہادی کارروائی قرار دیا جا رہا ہے۔ اب جب کہ یہ سطور لکھی جا رہی ہیں تو بارہ مولہ میں ہندی افواج پر ایک اور فدائی آپریشن کی اطلاع ملی ہے جس میں متعدد ہندی فوجیوں کی ہلاکت و زخمی ہونے کی اطلاعات ہیں۔

اُڑی حملے کے بعد بھارت نے روایتی ردِ عمل دکھاتے ہوئے پاکستان پر الزام لگایا مگر پاکستان بھی اپنے ناکردہ ''فعل'' سے مسلسل انکار ہی کرتا رہا! یقیناً کہاں جہاد کی مبارک فضائیں اور کہاں ممبئی حملوں کے بعد بھارتی و امریکی دباؤ کو سہتے یہ امریکی فرنٹ لائن اتحادی! بھارت اپنی ہزیمت سے توجہ ہٹانے کے لیے پاکستان پر سرجیکل سٹرائیک کی دھمکی دینے لگا مگر پاکستانی حکمران اور اسٹیبلشمنٹ نے صرف زبانی جمع خرچ پر ہی زور دیا۔ بھارت نے اپنی سیاسی و سفارتی قوت استعمال کرتے ہوئے پاکستان میں ہونے والی سارک سربراہ کانفرنس کو ملتوی کرا دیا۔ اُڑی حملے کے ٹھیک ۱۱ روز بعد ۲۹ ستمبر کو انڈین فوج نے کنٹرول لائن پار کر کے آزاد کشمیر میں پاکستانی سرزمین پر ''سرجیکل سٹرائیک'' کرنے کا دعویٰ کیا جس میں کشمیری جہادی تنظیموں کی متعدد تنصیبات کی تباہی کا دعویٰ کیا۔ پاکستانی حکام نے ابتدائی طور پر سرجیکل سٹرائیک کے دعویٰ کو رد کر دیا مگر بعد میں مختلف متضاد قسم کے بیانات اور جوابی دعووں نے بھارتی دعوے کی تصدیق ہی کی، جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ بھارت نے حملہ کیا اور بعد میں آپس میں ہونے والی جھڑپوں میں طرفین کے کئی فوجی مارے گئے۔

بھارتی حملے کے بعد بھی پاکستانی اسٹیبلشمنٹ اپنے خباثت سے رجوع نہ کر سکی اور بھارت کو اسی کے انداز میں جواب دینے کی بجائے امن کے لیے منمنانے لگی۔ عاصم باجوہ جو مجاہدین اور مسلمین کے خلاف اپنی زبانوں سے گولے اگلنے میں ماہر ہے، اس نے بھارتی جارحیت کے بعد بیان دیا کہ ''پاکستان ایک پرامن ملک ہے، ہم جنگ نہیں چاہتے۔ جنگ کسی فریق کے مفاد میں نہیں'' اور ایسا کہتے ہوئے اسے اپنی پرانی بھڑکوں بھی خیال نہ آیا۔ اس کے بعد جنرل باجوہ کہتا ہے کہ ''مگر ہم واضح کر دیں کہ بھارت جیسا کرے گا ویسا ہی جواب پائے گا''، گویا کہ ابھی بھی پاکستان کو حرکت میں لانے کے لیے بھارت کو ہی مزید کچھ کرنا پڑے گا۔ حقیقت تو یہی ہے کہ یہ اسٹیبلشمنٹ صرف مظلوم مسلمانوں پر ظلم کرنا جانتی ہے لیکن بھارت کی جارحیت سے دفاع اب اس سے ممکن نہیں رہا کیونکہ ابھی انہیں پاکستان فتح

کرنے سے ہی فرصت نہیں ملی کہ یہ کسی بیرونی حملے کے بارے میں سوچ سکیں۔ پاکستانی فوج کے تعلقات عامہ آئی ایس پی آر کے ڈائریکٹر جنرل المعروف ڈی جے عاصم باجوہ نے مقامی اور ''بین الاقوامی'' میڈیا کے نمائندوں کو بیان دیتے ہوئے کہا کہ

''ہم مغربی سرحدوں پر دہشت گردی کے خلاف جنگ لڑ رہے ہیں، ایک ایسے موقع پر جب یہ جنگ اپنے اختتام کی طرف بڑھ رہی ہے، فوجی دستوں کی نقل و حرکت نقصان دہ ہوگی''۔

یہ بیان درحقیقت پاکستانی اسٹیبلشمنٹ کی سوچ کی ترجمانی کرتا ہے۔ اس بیان کا مقصد اپنے مغربی آقاؤں کے دیے گئے اہداف سے اپنے لگاؤ اور قربانی کا اظہار کرنا تھا تاکہ ان کے مغربی آقاان کی چاپلوسی کی قدر کرتے ہوئے انہیں بھارتی خطرے سے نجات دینے میں مدد دے سکیں۔ پاکستانی عوام کو ان معاملات پر بھرپور غور کرنے کی ضرورت ہے کہ یہ اسٹیبلشمنٹ اور سیاسی حکمران پاکستانی عوام کو کس طرف لے جارہے ہیں؟ ان حکمرانوں کا پاکستان یا پاکستانی مسلمان عوام کے ساتھ کیا مفاد وابستہ ہے کہ یہ ان کا دفاع کریں گے؟ کیا یہ اسی فکری سلسلے کے جانشین نہیں ہیں کہ جس کے اہم کردار اس ملک کو لوٹ کر چلتے بنے؟ کل جب انہوں نے بھی اس ملک اور ملت کو تباہی کے دہانے پر کھڑا کر کے بھاگ جانا ہے تو اس وقت ہمارا دفاع کون کرے گا؟ ہمیں خود ہی اس ملک کا دفاع کرنا ہوگا! ہمیں ان خائن سیاسی و عسکری رہنماؤں کو نکال باہر کر کے خود ہی اس ملک کی باگ دوڑ سنبھالنی ہوگی اور اس ملک کو اسی نہج پر چلانا ہوگا جس کے لیے پاکستان بنایا گیا تھا کیونکہ، پاکستان کا مطلب کیا؟ لاالٰہ الا اللہ

☆☆☆☆☆

بقیہ: جرم ہائے خانہ خراب

دجال کی آمد کی راہ ہموار کرنے کے لیے دنیا میں سیاسی، مذہبی، ثقافتی، علمی، تعلیمی، معاشی، ذرائع ابلاغ کی سطح پر ہمہ گیر اقدامات جاری ہیں۔ یہ تو ہماری کم نصیبی ہے کہ نبیٔ صادق صلی اللہ علیہ وسلم کی مکمل رہنمائی کے باوجود ہم مغربی عطار کے لونڈے سے دوا لے کر روحانی اخلاقی سطح پر موت کے گھاٹ اتر رہے ہیں۔ حتیٰ کہ سعودی عرب میں عورت پر سے مرد کی سرپرستی ختم کرنے کی مہم زوروں پر ہے۔ مغرب میں عورت کا خوفناک، الم ناک، دردناک، بھیانک انجام دیکھ کر بھی نصیحت نہ پکڑنے والوں/والیوں کی عقل کا ماتم ہی کیا جاسکتا ہے!

مرد کی سرپرستی ختم ہونے سے باپ، بھائی، ماموں، چچا، شوہر، نانا، دادا کی جگہ مرد عورت کے مابین صرف ایک رشتہ باقی رہ جاتا ہے۔ (ہوس کار) دوست یا پارٹنر کا! جو لباس کی طرح آئے دن تبدیل کیا جاتا ہے۔ کہاں احترام تقدس، وقار، شفقت و محبت، تحفظ کا یہ مضبوط، خوبصورت رشتوں کا حصار... اور کہاں سر جھاڑ منہ پہاڑ لق و دق صحراؤں میں تشنہ لب چیتھڑا چیتھڑا، تار تار ناموس لیے بے نوا عورت! صنفِ نازک وہاں رگ پٹھے بنانے کو ڈنڈ نکالتی، وزن اٹھاتی، دوڑ لگاتی، مگر مچھوں سے نمٹتی، انسانی نہنگوں کی دنیا میں کشکول اٹھائے حقوق کی بھیک مانگتی!

ہمارے ہاں سعودی عرب کی طرح یہ مہم چلانے کی ضرورت نہیں۔ یہاں عورت کے قندیل بلوچ بننے کے اسباب فراواں کیے جاچکے، این جی اوز موجود ہیں، تعلیمی اداروں میں پانی کی طرح پیسہ بہا کر پسماندہ ترین علاقوں سے بھی ذہین لڑکیاں لڑکے منتخب کیے جاتے ہیں۔ تعلیم و تربیت کے نام پر پنج ستارہ ہوٹلوں میں ہمہ گیر مواقع فراہم کرکے ترقی کے نام پر جو زہر نوجوان نسل میں اتارا جارہا ہے وہ ہولناک ہے! دوسری جانب امریکہ بھارت مل کر اپنے دندانِ آز تیز کررہے ہیں۔ اب بھی وقت ہے! سیکولرازم کے خمار سے نکلیں! قبلہ درست کریں!

نہ کہیں جہاں میں اماں ملی جو اماں ملی تو کہاں ملی

مرے جرمِ خانہ خراب کو ترے عفوِ بندہ نواز میں!

جرم خانہ خراب والا تو پاکستان کو بربادی کی راہ پر ڈال کر خود اپنے آقائے ولی نعمت کے ہاں ٹھمکے لگا رہا ہے۔ پاکستان کی نظریاتی، معاشی، استحکام کی کمر توڑ کر، خود عارضۂ کمر کے بہانے فرار ہونے والے پرویز مشرف کا امریکہ میں ٹھمکا ہمارا منہ چڑا رہا ہے! سوچتا ہوں کہ ڈھلیں گے یہ اندھیرے کیسے!

[یہ مضمون ایک معاصر روزنامے میں شائع ہوچکا ہے]

☆☆☆☆☆

بقیہ: عالمی تحریک کے مختلف محاذ

جس کے بعد مجاہدین نے وہاں سے مال غنیمت سمیٹا جس میں ۲ کلاشنکوفیں، ۲ موٹر سائیکلز اور ۲ پستول شامل تھے۔ اس کے ساتھ ہی مجاہدین نے چیک پوسٹ کو آگ لگا کر بحفاظت وہاں سے نکل گئے۔

شمالی کیدال میں فرانسیسی بکتر بند گاڑی پر مائن حملہ:

۷ ذوالحجہ ۱۴۳۷ھ بمطابق ۹ ستمبر ۲۰۱۶ء کو آپ کے مجاہد بھائیوں کی ایک دستے نے شمالی کیدال کے علاقے وادی اکماس میں براجار کے قریب ایک فرانسیسی گاڑی کو بارودی سرنگ کا نشانہ بنا کر ناکارہ کردیا جس کے بعد صلیبی دشمن کے سپاہی اسے کھینچتے ہوئے وہاں سے لے گئے۔

ابیبرہ میں فرانسیسی صلیبیوں کی بیرکس پر گولہ باری

۲۴ ذوالحجہ ۱۴۳۷ھ بمطابق ۲۶ ستمبر ۲۰۱۶ء کے دن اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کو کیدال کے شمال میں ۱۲۰ کلومیٹر فاصلے پر ابیبرہ کے علاقے میں فرانسیسی بیرکس پر ۵ راکٹوں سے گولہ باری کرنے کی سعادت سے نوازا۔ جو ٹھیک ٹھیک نشانے پر لگے۔ بیرکس سے نکلتے ہوئے دھوئیں کو دور سے بھی دیکھا گیا۔

☆☆☆☆☆

اور جھاگ تو جاتا رہتا ہے

حذیفہ خالد

حالیہ موٹروے واقعہ نے جہاں ایک طرف فوج کی غاصبانہ ذہنیت کی قلعی کھول دی ہے کہ انگریز کے وفادار جاں نشین خود کو ہندو برہمن اور ہر سول ادارے میں کام کرنے والے افراد اور عام عوام کو شودر ذات کی مانند سمجھتے ہیں وہاں دوسری طرف دانش وروں، سیاست دانوں اور صحافیوں کے لیے موقع فراہم کیا ہے کہ وہ فوج کے مسلط کردہ رعب سے کسی قدر جان چھڑا سکیں۔ فوجی افسران جن کو موٹروے پر غلط سائیڈ پر ڈرائیونگ کرنے پر رکنے کا اشارہ کیا گیا، نہ رکنے پر پیچھا کیا گیا، اور مجبوراً گھیر کر روکنا پڑا اور پھر چالان کیا گیا۔ فوجی افسران کے وہم و گمان میں بھی کیونکر ہو سکتا ہے کہ اُن سے ایسا ''قانون پسند'' رویہ اور ''سخت گیر'' سلوک کیا جائے لہٰذا موٹروے پولیس کے ''مجرم'' اہل کاروں کو مارنا پیٹنا اور اغوا کر کے فوجی قلعے میں محبوس کرنا فطری ردعمل اور عین ''تقاضائے انصاف'' تھا۔ اس میں حیرانگی کا کوئی پہلو سرے سے تھا ہی نہیں۔

فوجی کیڈٹس کو دورانِ تربیت یہ بات ذہن نشین کروادی جاتی ہے کہ ''تم حبیب بینک پلازہ کی سب سے اوپری منزل پر ہو، اور عام آدمی گراؤنڈ فلور پر۔ تمہارے اور ایک عام آدمی کے وژن اور مرتبے میں یہی فرق ہے''۔ اسی تربیتی فلسفے کو سمجھ لیں تو ''بلڈی سویلین'' کی ساری گتھیاں سلجھ جائیں گی۔ آرمی کے ان افسران کو جو ٹریننگ دی گئی تھی انہوں نے اس کا بھرپور حق ادا کیا اور اپنے اجداد کو شرمندہ ہرگز نہیں کیا۔ یہاں یہ واضح کرنا ضروری ہے کہ اس واقعے کی رپورٹنگ صرف پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کے آسرے پر رہتی تو شاید یہ کبھی اب اتنی توجہ حاصل نہ کر پاتا، اگر سوشل میڈیا سے جڑے افراد اس کی تشہیر نہ کرتے تو اس واقعہ پر بھی 'اس ملک میں روزانہ کی بنیاد پر ہونے والے ''خاکی مخلوق بمقابلہ بلڈی سویلین'' کے سیکڑوں واقعات کی طرح گرد بٹھادی جاتی۔ باوجود یہ کہ واقعے کی تفصیل آنے کے بعد کوئی جواز نہیں تھا کہ اس کیس میں بھی غیر جانبداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے قانون توڑنے والے فوجیوں کا دفاع کیا جائے لیکن کیا کہا جائے ان لفافہ صحافیوں اور کرپٹ سیاست دانوں کے بارے میں جن کے نزدیک اس معاملے میں بھی فوج کا دفاع کرنا حب الوطنی کا تقاضہ ٹھہرا۔ مجموعی طور پر اگر سرکاری و نیم سرکاری اداروں میں فوجی افسران کی مداخلت، سفارش اور اثر رسوخ کا جائزہ لیا جائے تو اس حقیقت سب ہی واقف ہیں کہ کسی بھی ادارے کے اہل کار کو تو رہنے دیجیے ادارے کے سربراہ کے لیے بھی یہ ممکن نہیں کہ کسی فوجی افسر کی سفارش یا صادر کیے جانے والے حکم سے سرتابی کر سکے! تھانے کچہری کا کوئی معاملہ ہو یا واپڈا، گیس، بجلی یا شناختی کارڈ کا محکمہ 'جس کام کے لیے غریب کو ہفتوں چکر لگانے پڑتے ہیں 'ایک ریٹائرڈ فوجی افسر کی فون کال پر دیکھیں کیسے کام ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ عدلیہ جس کے متعلق بظاہر تاثر یہی ہے کہ فوج کے رعب سے آزاد ہے' وہاں بھی صورت حال یہی ہے، چھوٹے بڑے مقدمات میں ججز کی اکثریت خفیہ اہل کاروں کی ہدایات کے مطابق ہی فیصلہ کرنے پر مجبور ہے۔

دیہات اور پس ماندہ علاقوں میں موجود حمایت یافتہ جاگیرداروں، وڈیروں اور سرداروں کے تسلط کو برقرار رکھنے میں خفیہ ادارے باقاعدہ مدد فراہم کرتے ہیں حتیٰ کہ ان حمایت یافتہ سرداروں کی شکایت پر لوگوں کو اغوا کر کے غائب کر دیا جاتا ہے۔ ایسے حمایت یافتہ سیاست دان اور سردار جو اپنی بقا اور اقتدار کے لیے ہمہ وقت خاکی مفادات کے تحفظ کے لیے تیار رہتے ہیں اگر غنڈے بدمعاش اور بھتہ خور پال لیں تو تب بھی خفیہ ادارے انہیں ان جرائم کے لیے بخوشی لائسنس فراہم کریں گے۔

کراچی میں ایک عرصے تک ایم کیو ایم کی قتل و غارت گری اور بھتہ خوری کے لیے لائسنس کا اجرا اسی اصول کے تحت کیا گیا۔ بلوچستان میں یہ معاملات مزید گھمبیر ہیں۔ بلوچ قوم پرستوں کو کچلنے کے لیے مقامی سرداروں کی حمایت حاصل کر کے انہیں اغواکار اور جرائم پیشہ افراد کو نہ صرف پالنے کی کھلی چھوٹ دی گئی ہے بلکہ ایجنسیاں اور قانون نافذ کرنے والے اہل کاران جرائم پیشہ افراد کی کارروائیوں میں معاونت کر کے خطیر رقم کماتے ہیں۔ ایجنسیوں اور جرائم پیشہ افراد کے اس گٹھ جوڑ کے سبب بلوچستان میں امن و امان کی مخدوش صورت حال پر جب ان سے جواب طلبی کی جائے تو ان کے نزدیک آسان راستہ بھارتی مداخلت کہہ کر جان چھڑانا ہے۔ ہر گلی اور چوراہے پر مسلط ایف سی کے سپاہی سے لے کر افسران تک روایتی پولیس کانسٹیبلوں کی طرح عوام کو لوٹنے میں مصروف ہیں۔ وہ چیک پوسٹیں جہاں سے سمگلنگ کے سامان کی آمد و رفت رہتی ہے 'ایسی پوسٹوں پر باقاعدہ رقوم دے کر تبادلہ کرایا جاتا ہے۔ اسی طرح وہ علاقے جہاں سے معدنیات نکالنے کا کام کیا جاتا ہے سیکورٹی کے نام پر ایف سی باقاعدہ ''ٹیکس'' یعنی بھتہ وصول کرتی ہے۔ اب اگر کوئی پوچھے کہ کس قانون کے تحت تو اس کا جواب کسی۔کے پاس نہ ہو گا۔

جنوری ۲۰۱۳ء میں ایک خبر تمام اخباروں کی ہیڈلائنز بنی کہ اغوا برائے تاوان کے ایک کیس میں کوئٹہ کینٹ تھانے کی حدود کے سی آئی ڈی انسپکٹر کو تاوان کی رقم کی ادائیگی کے دوران گرفتار کیا گیا۔ اور موقعہ سے اغوا شدہ فرد کو بھی بازیاب کرایا گیا۔ ایسے کیسز بھی رپورٹ ہوئے ہیں کہ لاپتہ افراد کے اہل خانہ کو لاپتہ شخص کی رہائی کا لالچ دے کر رقم حاصل کی گئی اور رقم کی وصولی کے وقت رقم دینے والے شخص کو گرفتار کر کے غائب کر دیا گیا۔

اس سال اگست کے مہینے میں ایک خبر منظر عام پر آئی کہ پشاور کے علاقے کے ریٹائرڈ ڈی ایس پی اور حاضر سروس ایس ایچ او کی بیگمات بچوں کے اغوا میں ملوث ہیں۔ سوال یہاں یہ

پیدا ہوتا ہے کہ پولیس کے اعلیٰ افسران کا ایسے جرائم میں ملوث ہونا اور وہ بھی کینٹ جیسے علاقے میں کیا یہ سب خفیہ ایجنسیوں کی ناک کے نیچے ان کی شراکت کے بغیر ہو سکتا ہے۔ ان جرائم سے ہٹ کر وائٹ کالر کرائم میں بھی ان خاکیوں کا کوئی ثانی نہیں! ڈیفنس ہاؤسنگ سکیمیں، اور صنعتی پلاٹوں کی بندر بانٹ کا کاروبار سالہا سال سے جاری ہے۔

ملک میں دلیہ سے لے کر سیمنٹ کی صنعت تک ان کے ''قبضۂ قدرت'' میں ہے۔ سات دہائیوں سے ملکی بجٹ کے وافر حصے وصولنے سے لے کر اوکاڑہ کے غریب مزارعین کو لوٹ اور نچوڑ کر ڈی ایچ اے کے بنگلوں کی ٹائلوں میں مزین نقش و نگار بھرنے، بے بہا سامان تعیش فراہم کرنے سے 'بطنِ خاکی' نہیں بھرا تو وقار کا ندیدہ پن مزید عیاں ہوا اور ''اربوں روپے کی چلغوزہ انڈسٹری'' پر اب ''جرنیلی رال'' ٹپک رہی ہے!

یہ خیال دل سے نکال دیجیے کہ نیب افسران ان خاکیوں کی لوٹ مار پر مستقبل میں کوئی ایکشن لے سکتے ہیں۔ ڈاکٹر شازیہ اور کیپٹن حماد کیس ہو یا سانحہ لال مسجد یا پھر بگٹی قتل اور لاپتہ افراد کا معاملہ، لال مسجد کا سانحہ ہو یا مشرف جیسے غدار کا معاملہ، کراچی میں ۱۲ مئی کا قتل عام ہو یا اوکاڑہ میں بے بس مزارعین کے عزت و مال پر ہاتھ صاف کرنے کی واردات، اخروٹ آباد میں مہاجر خواتین کو خون میں تڑپانے کا سانحہ ہو یا سوات میں 'فائر نگ سکواڈ' کے آگے کھڑے کر کے بھون دیے جانے والے بچوں کا المیہ، کراچی کے سرفراز شاہ کا قتل ہو یا راولپنڈی میں حاضر سروس میجر کا بجلی میٹر (عدم ادائیگیٔ بل کی وجہ سے) کاٹنے کی ''حماقت'' کرنے والے واپڈا اہل کار کی ہلاکت!... یہ تمام وہ واقعات ہیں جو کسی نہ کسی صورت منظر عام پر آ گئے ورنہ خاکی درندگی اور ظلم و بہیمیت کی داستانیں اور حقائق اوکاڑہ کے زرعی فارموں سے لے کر گوادر کے ساحلوں تک جا بجا سیکڑوں نہیں ہزاروں کی تعداد میں نقش ہو چکے ہیں! فوج نے تواتر کے ساتھ ہر بار حکومت اور عدلیہ کو واضح پیغام دیا ہے کہ وہ نہ تو کسی ادارے کو اپنے کسی بھی عمل کے لیے جواب دہ ہے اور نہ ہی کسی قانون کا ان پر اطلاق ہوتا ہے۔ ملالہ کے متعلق بڑھ چڑھ کر بولنے والے بتا سکتے ہیں کہ ڈاکٹر شازیہ ریپ کیس کے متعلق وہ فوج سے کچھ پوچھنے کی جرأت کیوں نہ کر سکے۔

گو کہ فوج کی یہ مخصوص حاکمانہ اور برتری کے احساس پر مبنی ذہنیت قیام پاکستان کے وقت سے لے کر اب تک قائم ہے لیکن چونکہ گیارہ ستمبر کے بعد شیطانی اتحاد کا حصہ بننے کے بعد سے ترجیحات اور مفادات نے ایک نیا رخ اختیار کیا۔ لہٰذا ان مقاصد کے حصول کے لیے فوج اور اس کے خفیہ اداروں نے نت نئے طریقے اختیار کیے۔ ایسا دکھائی دیتا ہے کہ سیاست دانوں کی کرپشن اور دوسرے سکینڈلز کی تشہیر سے عوام کو یہ باور کرایا جا رہا ہے کہ اس ملک کی بقا خاکیوں کے ہاتھ میں ہیں جب کہ اصلاً ان کرپٹ سیاست دانوں کی کرپشن ہی فوج کا وہ بنیادی ہتھیار ہے جس کو وہ سیاست دانوں کو بلیک میل کر کے اپنے مفادات کے حصول کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ اسی رائے کا اظہار ''ملٹری انکارپوریشن'' نامی کتاب کی مصنفہ نے اپنی کتاب میں کیا ہے۔

پشاور سکول حملہ ہو یا وکلا پر کیا جانے والا حملہ ہر واقعے کو فوج اور اس کے خفیہ اداروں نے کیش کرانے اور معاشرے پر نفسیاتی گرفت کو مضبوط کرنے کے لیے استعمال کیا لیکن قدرت کو کچھ اور ہی منظور ہے۔ موٹر وے پولیس واقعے نے جس طرح عوامی سطح پر خاکیوں کی برتری کو موضوعِ بحث اور ہدفِ تنقید بنایا ہے کہ صاف محسوس ہوتا ہے کہ سالوں کی دجالی منصوبہ سازیاں اور ''امیج بلڈنگ'' کے لیے کی گئی اربوں روپے سرمایہ کاریاں جھاگ کی مانند بہتی دکھائی دے رہی ہیں۔ اور سونے پہ سہاگہ یہ کہ بھارت کے ساتھ بڑھنے والی کشیدگی اس دجالی فوج کو مزید امتحانوں میں ڈال کر عوام کے سامنے رسوا کرے گی کہ یہ فوج ملک کے اندر محاذوں پر کس طرح گرجتی برستی ہے اور اگر بات آ جائے ہندوستان سے نمٹنے کی تو پھر ان سورماؤں کی حکمت عملی کچھ اور ہوتی ہے۔

سورہ الرعد میں اللہ تعالیٰ حق و باطل کی کشمکش کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَالَتْ اَوْدِيَةٌۢ بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَّابِيًا ؕ وَ مِمَّا يُوْقِدُوْنَ عَلَيْهِ فِي النَّارِ ابْتِغَآءَ حِلْيَةٍ اَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِّثْلُهٗ ؕ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْحَقَّ وَ الْبَاطِلَ ؕ فَاَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَآءً ۚ وَ اَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ ؕ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ

''اسی نے آسمان سے مینہ برسایا۔ پھر اس سے اپنے اپنے اندازے کے مطابق نالے بہ نکلے۔ پھر نالے پر پھولا ہوا جھاگ آ گیا۔ اور جس چیز کو زیور یا کوئی اور سامان بنانے کے لئے آگ میں تپاتے ہیں اس میں بھی ایسا ہی جھاگ ہوتا ہے۔ اس طرح خدا حق اور باطل کی مثال بیان فرماتا ہے۔ سو جھاگ تو سوکھ کر زائل ہو جاتا ہے اور (پانی) جو لوگوں کو فائدہ پہنچاتا ہے وہ زمین میں ٹھہرا رہتا ہے۔ اس طرح (خدا) صحیح اور غلط کی) مثالیں بیان فرماتا ہے (تاکہ تم سمجھو)''۔

''حاصل دونوں مثالوں کا یہ ہے کہ میل کچیل برائے نام اصلی چیز کے اوپر نظر آتا ہے لیکن انجام کار وہ پھینک دیا جاتا ہے اور اصلی چیز باقی رہ جاتی ہے۔ اسی طرح باطل گو چند روز حق کے اوپر غالب نظر آئے لیکن آخر کار باطل محو اور مغلوب ہو جاتا ہے اور حق باقی اور ثابت رہتا ہے''۔ (معارف القرآن)

☆☆☆☆☆

عالمی تحریک جہاد کے مختلف محاذ

سعود میمن

شام:

حلب پھر سے محصور ہو گیا

۶ اگست کو مجاہدین نے حلب کا محاصرہ چھڑوایا اور اس کے بعد مسلسل ۲۸ دنوں کی لڑائی میں بشارالاسد اور روسی فضائیہ کی شدید بمباری کے بعد ۴ ستمبر کو مجاہدین نے مشرقی حلب کو ملانے والا واحد راستہ کھو دیا۔ مشرقی حلب سے مجاہدین کا رابطہ توڑنے کی کوششیں تو کئی روز سے جاری تھیں مگر جب مجاہدین نے حماہ میں بہترین حکمتِ عملی کے تحت حملے شروع کیے اور مجاہدین کو اہم فتوحات ملیں تو ایرانی و اسدی ملیشیات، حماہ کی طرف مزید توجہ مرکوز کرنے سے پہلے مشرقی حلب کو پھر سے محصور بنا کر حلب کے شہری علاقوں تک اپنی سپلائی لائن کو بحال کرنا چاہتی تھیں۔

اس سلسلے میں ۴ ستمبر کو صبح سے روسی و بشاری فضائیہ نے اس محدود سے علاقے میں مسلسل بمباری کیے رکھی، مجاہدین مسلسل بمباری میں دفاع کرتے رہے مگر روسی سپیشل فورسز و رافضی ملیشیات آخرکار شدید بمباری کی آڑ میں مجاہدین کو آرمامنٹ کالج سے باہر نکالنے میں کامیاب ہو گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

معروف شامی صحافی موسیٰ العمر نے کہا ہے کہ ''وہ مجاہدین جنھوں نے آخری دم تک حلب کا دفاع کیا ان میں ۵ مجموعات جبہۃ فتح الشام اور مجموعہ زنکی کے مجاہدین کا تھا''۔ اس کے علاوہ ترکستانی مجاہدین بھی دفاع میں مصروف رہے مگر باقی مزاحمتی گروپوں کی دیگر نسبتاً غیر اہم محاذوں پر توجہ، جیسا کہ جرابلس اور الراعی میں شامی باغی گروہوں کی بڑی تعداد میں مشغولیت اور حلب سے جنگ جوؤں کی منتقلی کی وجہ سے اس اہم ترین محاذ میں پھر سے شکست اٹھانی پڑی ہے۔

ترکی جو یقیناً شامی مسلمانوں کے لیے نہیں بلکہ اپنے ملکی مفادات کے لیے روس اور امریکہ سے باقاعدہ ڈیل کے تحت شام میں داخل ہوا اور فری سیرین آرمی اور دیگر جہادی تنظیموں کی توجہات کو نہایت ہوشیاری کے ساتھ رافضی ملیشیات سے ہٹا کر ثانوی اہداف کی طرف مبذول کروانے میں کامیاب ہو گیا۔ بشارالاسد کے ہوتے ہوئے داعش یا کرد مخالف لڑائی ثانوی اہداف ہیں مگر شاید آج بھی مسلم ممالک کی وطنی افواج مجاہدین کے اصل اہداف کو نظروں سے اوجھل کرنے میں کامیاب رہتی ہیں۔

ایک طرف مجاہدین کے کثیر مجموعات، ترکی کا بارڈر محفوظ بنانے میں مصروف ہیں تو دوسری طرف حلب کے محاذ پر مجاہدین کی تعداد ناکافی ہونے کی اطلاعات ملتی ہیں۔ عجیب بات یہ ہے کہ جس وقت ترکی کے بارڈر سے متصل داعش کے آخر گاؤں پر ترکی فوج و مزاحمتی گروہوں کے قبضے کی خبریں آئیں عین اسی وقت مشرقی حلب کے پھر سے محصور ہونے کی خبر ملی۔

دوسری طرف ایسے نازک حالات میں جب حلب میں مجاہدین رافضی و صلیبی حملے کی زد میں ہیں، اردنی حکام درعا کے مزاحمت کاروں (جنوبی محاذ) کو بشارالاسد کے خلاف کسی بھی نئے محاذ کھولنے سے روکے رہے۔ ترکی کی سرحد کے ساتھ ساتھ داعش کے خلاف فری سیرین آرمی اور ترک فوج کے شروع کیے گئے آپریشن ''درع الفرات'' میں مزاحمتی دستوں کے ساتھ مل کر لڑائی میں شرکت کی غرض سے امریکی فوجی دستوں کا ترکی سے الراعی میں داخل ہونا ایک بڑی سازش کی طرف نشاندہی کرتا ہے۔

اگرچہ مجاہدین نے فوراً سے پہلے امریکی دستوں کو الراعی سے نکال باہر کیا مگر حالات یہی پتا دے رہے ہیں کہ مجاہدین کو داعش کے خلاف لڑائی میں مشغول کرنا در حقیقت حلب سے توجہ ہٹانے اور امریکہ کے ساتھ مل کر کام کرنے پر آمادہ کرنے کی کوشش ہے اور اس سازش کا اہم ترین کردار یقیناً ترکی ہی ہے۔ روس اور امریکہ یہ چاہتے تھے کہ مشرقی حلب پھر سے محصور ہو جائے اور ان کو کھل کھیلنے کا موقع ملے اور عالمی طاقتیں، شامی مزاحمتی گروہوں کو بشارالاسد کے ساتھ معاہدے پر مجبور کر سکیں۔

سب سے افسوس ناک بات تو یہ ہے کہ اتحاد میں دیگر رکاوٹوں کی طرح سب سے اہم رکاوٹ یہی ہے کہ چند گروہوں اور شخصیات کو ترکی، سعودیہ اور اردن سے یارانے تو پیارے ہیں مگر جبہۃ فتح الشام سے تعلق ہضم نہیں ہوتا۔ پھر یہ تو سب ہی کو معلوم ہے کہ انہی مسلم ممالک کی حکومتیں، امریکیوں و دیگر صلیبیوں سے براہِ راست مشاورت اور حکم لیے بغیر ایسے فیصلے کرنے کی اہل ہی نہیں ہیں۔ حلب کی فتح میں سب سے بڑی رکاوٹ اتحاد کا نہ ہونا ہے کیونکہ جب تک مجاہدین کا متحد و یک جان نظم وجود میں نہیں آتا تب تک حلب و حماہ کے محاذوں پر مکمل و مستقل کامیابی مشکل بلکہ ناممکن ہے۔

شام میں موجود مشہور علما، شیخ عبدالرزاق مہدی حفظہ اللہ، شیخ عبداللہ المحیسنی حفظہ اللہ، جبہۃ فتح الشام، حرکت احرار الشام سمیت متعدد جہادی و مزاحمتی تنظیموں اور ان کے امرا و شیوخ مسلسل اسی تگ و دو میں ہیں کہ شام میں کوئی مشترکہ نظم وجود میں آسکے، لیکن ترکی کی شام میں مداخلت، مزاحمتی گروہوں کی ثانوی درجے کی لڑائیوں میں مشغولی، متحدہ کفریہ لشکروں کی چالوں اور ان کی افواہ ساز فیکٹریوں (ذرائع ابلاغ) کی بدولت اتحاد و اتفاق کی بجائے اختلاف کی فضا عام کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ مگر دوسری طرف عام طبقہ، شامی صحافی اور شام میں موجود مہاجرین بھی اتحاد کی کوششوں کو سراہ رہے ہیں تاکہ ایک متحدہ جماعت کی موجودگی میں اس مزاحمت کو منظم طریقے سے جاری رکھ کر اہم اہداف حاصل کیے جائیں۔

حماہ کی فتوحات:

۲۸ اگست کو جندالاقصیٰ نے دوسرے جہادی مجموعات کے ساتھ ریف حماہ شمالی میں غزوہ ''شیخ مروان الحدید تقبلہ اللہ'' کا آغاز کیا، بعد میں مجاہدین جیش الفتح بھی اس آپریشن میں شامل ہو گئے۔ پہلے دن مجاہدین نے جہنم شیلز، راکٹوں و دیگر بھاری اسلحے سمیت بم باری و شیلنگ کے ساتھ حملے کا آغاز کیا اور چیک پوسٹ خیام، چیک پوسٹ السرو، مداجن ابو حسن، مداجن الملحق اور المصاصنہ نامی گاؤں پر قبضہ کر لیا۔ اس کے علاوہ شدید لڑائی کے بعد حلفایا پر بھی قبضہ کر لیا گیا۔

دوسرے دن جندالاقصیٰ کے مجاہد ابو عمر الجزاروی تقبلہ اللہ کے مداجن الطیبہ چیک پوسٹ پر فدائی آپریشن سے حملے کا آغاز ہوا، اس اہم چیک پوسٹ کی تباہی کے بعد مجاہدین نے آگے بڑھ کر طیبۃ الامام نامی اہم شہر پر قبضہ کر لیا۔ اس طرح پہلے دو دنوں میں مجاہدین نے دو اہم شہر حلفایا اور طیبۃ الامام پر قبضہ کر لیا۔

تیسرے دن کا آغاز تیسرے اہم شہر صوران پر حملے سے ہوا، مجاہدین نے صوران شہر کے نواح میں موجود اہم عسکری مواقع، المدرسہ چیک پوسٹ، الشجرہ چیک پوسٹ، بزام نامی پہاڑی کے علاوہ کئی مورچوں پر قبضہ کر لیا، اس کے بعد شدید لڑائی کے نتیجے میں مجاہدین نے آگے بڑھ کر ''صوران'' شہر پر قبضہ کر لیا، اس طرح تین دنوں میں تین اہم شہر فتح ہو گئے اور بشاری ملیشیات میں کھلبلی مچ گئی۔

یکم ستمبر کو مجاہدین نے معردس نامی شہر کے مشرق میں موجود روسی میزائل یونٹ پر قبضہ کر لیا، جہاں سے مجاہدین کو متعدد غنائم حاصل ہوئے۔

۲ ستمبر تک بشاری و ایرانی ملیشیات مجاہدین کے حملوں سے بوکھلا کر واپس اپنے علاقے لینے کے لیے پل پڑیں، مگر مجاہدین نے ان کے تمام حملے پسپا کر دیے، وللہ الحمد۔

۳ ستمبر کو دشمن نے مزید قوت کے ساتھ پلٹ کر حملہ کیا مگر فضائی مدد کے باوجود ناکام رہے اور بے شمار لاشیں چھوڑ کر فرار ہو گئے۔

چند دنوں کی مزید چھوٹی موٹی جھڑپوں کے بعد مجاہدین نے مزید پیش قدمی کا فیصلہ کیا اور جندالاقصیٰ کے مہاجر مجاہد ابو فیصل الکویتی کے ''کوکب'' نامی اہم گاؤں کے نزدیکی عسکری مورچوں پر فدائی حملے سے باقاعدہ کاروائی کا آغاز کیا گیا اور لڑائی کے بعد کوکب پر مکمل قبضہ کر لیا گیا جہاں سے حسبِ سابق مجاہدین کو اسلحہ و گولہ بارود سمیت کافی غنائم ملے۔

مجاہدین نے معدرس پر بھی لڑائی کے بعد قبضہ کر لیا جس کے بعد ۲۱ ستمبر کو مجاہدین نے بشاری افواج کا اپنے علاقے واپس لینے کے لیے کیا جانے والا ایک اور حملہ پسپا کر دیا، لڑائی میں روافض کا ایک ٹینک اور متعدد فوجی ہلاک و زخمی ہوئے۔

۲۴ ستمبر کو مجاہدین نے جارحانہ حکمتِ عملی اختیار کرتے ہوئے شدید حملے اور کئی عسکری مواقع پر کنٹرول حاصل کر لینے کے بعد ایک اہم سٹریٹیجک گاؤں ''معان'' پر قبضہ کر لیا۔

اس گاؤں سے متعلق یہ مقولہ مشہور تھا کہ اگر پورے شام پر بھی مجاہدین کا قبضہ ہو جائے تو ''معان'' پر قبضہ پھر بھی نہیں ہو گا۔ معان کی اہمیت اس کے گرد موجود عسکری حصار، مضبوط مورچوں اور اہم چیک پوسٹوں کی بنیاد پر تھی، جس پر قبضہ کرنے کے لیے مجاہدین نے پہلے بھی کوشش کی مگر ان کی یہ کوشش ۲۴ ستمبر کے حملے میں بار آور ثابت ہوئی۔ معان کے ساتھ موجود گاؤں ''الکباریہ'' پر بھی مجاہدین نے اسی روز قبضہ کر لیا۔

معان کی فتح کے اگلے روز مجاہدین نے الکباریہ کے نزدیک موجود ''شوگر مل''، ''ریلوے سٹیشن'' اور ان سے منسلک علاقے پر بھی کنٹرول حاصل کر لیا۔

جیش الفتح کی غزوہ مروان الحدیدؒ میں شمولیت اور تازہ فتوحات:

۲۶ ستمبر کو ''غزوہ شیخ مروان الحدید رحمہ اللہ'' میں ایک اہم پیش رفت اس وقت ہوئی جب جیش الفتح نے بھی اس آپریشن میں باضابطہ شمولیت اختیار کر لی اور مجاہدینِ جبہۃ فتح الشام، احرار الشام، جند الاقصیٰ، انصار الدین و دیگر نے کراح اور خفسین کے نزدیک موجود اہم عسکری مواقع اور سٹریٹیجک اہمیت کے حامل علاقوں پر منظم حملوں کا آغاز کر دیا۔ مجاہدین نے اس روز تل الاسود نامی پہاڑی اور ''الشعثہ'' نامی اہم گاؤں پر حملہ کیا اور شدید لڑائی کے بعد ان دونوں پر قبضہ کر لیا۔

۲۷ اگست کو مجاہدین نے مزید پیش قدمی کرتے ہوئے القاھرہ، بیت الاسود اور راس العین نامی اہم علاقوں پر فتح حاصل کر لی۔ ''الشعثہ'' گاؤں کا واپس لینے کے لیے ہونے والی روافض کے تمام حملے پسپا کر دیے گئے جن میں اسدی ملیشیات کو بھاری نقصان اٹھانا پڑا۔

۲۸ ستمبر کو مجاہدین نے ''الشعثہ'' سے آگے پیش قدمی شروع کی اور راستے میں موجود اہم عسکری مواقع حاجز التل الابیض، حاجز الخیمہ پر قبضہ کرنے کے بعد اہم شہر ''الطلیسیہ'' کو بھی فتح کر لیا اور مزید آگے پیش قدمی کرتے ہوئے ''جنینۃ الغربیہ'' پر بھی قبضہ کر لیا۔

۲۹ ستمبر کو اہم علاقوں ''کراح'' اور ''خفسین'' کو فتح کرنے کے لیے مجاہدین نے کئی اطراف سے حملہ شروع کیا اور ان کے نواح میں موجود اہم عسکری مواقع حاجز بیت سعدو اور حاجز الخزان، حاجز الشیلکا، حاجز التفتیش پر کنٹرول سنبھالنے اور شدید لڑائی کے بعد ''کراح'' اور پھر ''خفسین'' پر قبضہ کر لیا۔ یوں جیش الفتح کے اس لڑائی میں شامل ہونے کے بعد صرف ۷۲ گھنٹوں میں درجن بھر سے زائد اہم شہر اور گاؤں سمیت کئی عسکری مواقع پر قبضہ کر لیا۔ ان فتوحات میں مجاہدین کو بیش بہا غنائم حاصل ہوئے، جبہۃ فتح الشام کے مجاہدین کے مطابق انہیں ان لڑائیوں میں ۴ ٹینک، ا بکتر بند فوجی گاڑی، ایک شلکا گن سے لیس فوجی گاڑی، مزید کئی عسکری و دیگر گاڑیاں اور بے شمار اسلحہ و ایمونیشن اسدی ملیشیات سے غنیمت میں حاصل ہوا۔

محصور حلب پر بھی بشار الاسد نے نئے حملے شروع کیے ہیں جن میں متعدد حملے پسپا کر دیے گئے ہیں۔ جن میں سے چند کی تفصیل ذیل میں دی گئی ہے۔

۳۰ ستمبر کو سلیمان الحلبی'' نامی علاقے میں بشاری افواج کے حملے کو ناکام بناتے ہوئے مجاہدین نے ۱۸ اسدی فوجیوں کو قتل اور ۲ کو قیدی بنالیا۔ اور یکم اکتوبر کو ''بستان الباشا'' نامی علاقے میں بھی مجاہدین نے نصیری افواج کے حملے کو پسپا کرتے ہوئے ۲۰ سے زائد فوجیوں کو ہلاک کر دیا۔

حلب اور حماہ میں جاری لڑائیوں کے علاوہ غوطہ میں بشار افواج کے ساتھ جیش الاسلام و دیگر مجموعات کے مجاہدین شدید لڑائی میں مصروف ہیں اور القلمون میں بھی مجاہدین مجموعات، داعش کے حملے کے دفاع میں مصروف ہیں۔

اللہ جل شانہ تمام مخلص مجاہدین میں اتحاد نصیب فرمائیں اور اس میں موجود رکاوٹوں کو دور فرمائیں۔ پھر ان متحد لشکروں کو روافض و کفار پر فتح و برتری اور شام میں افغانستان طرز کی ایک اور اسلامی امارت نصیب فرمائیں، آمین

مالی و مغربِ اسلامی (مغربی افریقہ)

ابیرہ کے مضافات کے میں فرانسیسی گاڑی کی تباہی

بدھ ۲۱ ذوالقعدۃ ۱۴۳۷ھ بمطابق ۲۴ اگست ۲۰۱۶ء کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے فضل و کرم سے مجاہدین نے فرانسیسی فوج کی ایک گاڑی کو ابیرہ کے مضافات میں شمالی کیدال کے علاقے میں ریموٹ کنڑول مائن کا نشانہ بنایا جس سے گاڑی مکمل طور پر تباہ ہوگئی۔

کتیبہ عقبہ بن نافع کا بیان:

''تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کے لیے ہیں جو مومنین کو اپنی نصرت سے عزت دیتا ہے اور کافروں کو اپنی عدل سے رسواء کرتا ہے، جو اپنی کتاب میں فرماتا ہے:

''ان سے لڑو، اللہ تمہارے ہاتھوں سے ان کو سزا دلوائے گا اور انہیں ذلیل و خوار کرے گا اور اُن کے مقابلہ میں تمہاری مدد کرے گا اور بہت سے مومنوں کے دل ٹھنڈے کرے گا۔'' (التوبۃ: ۱۴)

درود و سلامتی ہو انبیاء اور رسل میں سب سے معزز ہستی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جن کا فرمان ہے:

''اللہ نے مجھ سے قبل کوئی ایسا نبی نہیں بھیجا جس کے ساتھ اس کی قوم میں سے فرمانبردار اور اطاعت گزار شاگرد اور پیروکار نہ تھے۔ اس کے بعد لوگ آئے اور انہوں نے ایسے دعوے کیے جن پر وہ خود عمل نہ کرتے تھے اور جو عمل وہ کرتے تھے اس سے انہیں روکا گیا تھا۔ اور جس نے اپنے ہاتھ سے ان کی مخالفت کی وہ مومن ہے، جس نے اپنے دل سے ان کی مخالفت کی وہ مومن ہے اور جس نے اپنی زبان سے ان کی مخالفت کی وہ مومن ہے جب کہ اس سے آگے ایمان کا ایک ذرہ بھی باقی نہیں بچتا''۔ (مفہوم)

پس اللہ رب العزت کی توفیق سے اس دن جب غدار حکومت نے اپنی سابقین سے اسلامی سرزمین کو اخلاقی، معاشرتی، سیاسی اور معاشی طور پر محصور کرنے کی ذمہ داری سنبھالی تو القاعدۃ فی المغرب الاسلامی کے مجاہدین (سرایہ جبل السمامہ سے وابستہ مجاہدین جو تیونس کی سرزمین پر عقبہ بن نافع بریگیڈ سے منسلک ہیں) نے دو بکتربند گاڑیوں کو کمین حملے کا نشانہ بنایا۔ یہ گاڑیاں جبل السمامہ کی گلیوں میں ایک مہم پر جارہے تھے۔ پہلی گاڑی جس میں ۱۵ فوجی سوار تھے کو خصوصی بارودی سرنگ سے نشانہ بنایا گیا جس سے گاڑی کے دو حصے ہوگئے باذن اللہ۔

اس کے بعد مجاہدین کی گاڑی کے ٹکڑوں کے اوٹ پوزیشن سنبھالے ہوئے باقی ماندہ طاغوتی سپاہیوں سے جھڑپ کا آغاز ہوگیا۔ جس کے نتیجے میں کئی مرتد سپاہی ہلاک و زخمی ہوگئے۔ مجاہدین نے تین خصوصی مشین گنیں قبضے میں لے لیں اور بحفاظت اپنے مرکز میں پہنچ گئے الحمدللہ۔

آخر میں ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ ہم اس راستے پر ثابت قدمی سے ڈٹے رہیں گے اور ہمارا مقصد صرف اور صرف اللہ کی رضا اور اس کی شریعت کا نفاذ ہے۔ ہم فوج اور پولیس کے سپاہیوں کو یہ یاد دہانی کرانا چاہتے ہیں کہ وہ مغرب کے اتحادیوں کی صفوں سے نکلیں جو ان کی قسمتوں کو لوٹ رہے ہیں اور ان پر ظالم حکمرانوں کو مسلط کرتے ہیں جو درحقیقت مغرب ہی کے مفادات کا تحفظ کرتے ہیں۔

اپنے اسیر بھائیوں کے نام ہمارا یہ پیغام ہے کہ ہم آپ کو نہیں بھولے اور ہم آپ کی رہائی کی خاطر اپنے لہو کا ایک ایک قطرہ تک قربان کرنے کے لیے تیار ہیں۔

بے شک اللہ بڑا طاقتور اور زبردست ہے۔ (الحج: ۴۰)

وللہ العزۃ ولرسولہ وللمؤمنین ولکن المنافقین لایعلمون''

کتیبہ عقبہ بن نافع

۲۶ ذوالقعدۃ ۱۴۳۷ھ بمطابق ۲۸ اگست ۲۰۱۶ء

سان شہر میں ایک چیک پوسٹ پر حملہ:

۳۰ ذوالقعدۃ ۱۴۳۷ھ بمطابق ۲ ستمبر ۲۰۱۶ء کی رات اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے مجاہدین بندوں کو موپتی صوبے کے شہر سان میں ظالم مالی فوج کے ایک چیک پوسٹ پر حملہ کرنے کی سعادت دی۔ فائرنگ کی آواز کے ساتھ ہی فوجی اہل کار فرار ہوگئے اور جان بچانے کے لیے قریبی دریا میں کود گئے۔

(بقیہ صفحہ ۶۱ پر)

اپنے ہاتھوں اپنی موت

سمیع شنواری

''جب طالبان ماریں گے تو اس سے بہتر ہے کہ ہی سے خود مر جائیں''۔
یہ الفاظ اس امریکی جنرل کے ہیں جسے ایک فوجی دستے کے ساتھ ڈیوٹی کے لیے افغانستان بھیجا جا رہا تھا۔افغانستان آنے سے قبل خود کشی کرتے وقت اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا:

''ہم افغانستان جا رہے ہیں وہاں تو لامحالہ جنگ میں طالبان ہمیں ماریں گے، لیکن اگر ہم خود کشی کریں تو یہ ہمارے لیے زیادہ بہتر ہو گا کیونکہ یہاں ہماری میت پر کچھ لوگ جمع ہو کر افسوس تو کریں گے ،وہاں افغانستان میں مرنے والوں کے ورثا تو اپنے پیاروں کو دیکھ بھی نہیں پاتے کیونکہ وہ دیکھنے کے قابل ہی نہیں ہوتے،وہاں طالبان ہمیں بڑی بڑی بارودی سرنگوں سے اُڑائیں گے''۔

دن بدن امریکی فوجی افغانستان کی جنگ میں گرتے چلے جا رہے ہیں۔اب افغانستان ان کے لیے ایک شمشان گھاٹ بن گیا ہے۔پہلے سپر پاور کا نعرہ لگاتے اور خود کو دنیا کا سب سے برا بدمعاش قرار دیتے تھے۔یہاں تک کہ کچھ بزدل مسلمان بھی یہ کہنے لگے کہ امریکہ ایک بڑی قوت ہے اس سے ٹکرانا پاگل پنے سے زیادہ کچھ نہیں،اس کی طاقت کا مقابلہ بالکل ہی ناممکن ہے خاص کر افغانوں اور طالبان کے لیے! لیکن اللہ تعالیٰ کو کچھ اور ہی منظور تھا! ایسا نہیں ہوا جس طرح لوگوں نے سوچ رکھا تھا۔

افغانستان پر امریکی جارحیت کے بعد ہی سے اس کی شکست اور پشیمانی کے ثار ظاہر ہونا شروع ہو گئے تھے۔انہوں نے یلغار سے قبل جو دعوے کیے تھے بعد میں صورتحال ان کے دعووں کے بالکل برعکس تھی۔افغانستان پر حملہ اور طالبان کے خلاف جنگ کو انہوں نے ایک معمولی سا اقدام سمجھا۔لیکن اس دلدل میں دھنسنے کے بعد یہاں سے نکلنا انہیں ایک مشکل کام نظر آ رہا ہے، جان چھڑانے کی راہ انہیں نظر نہیں آ رہی۔نیٹو اٹلانٹک اور دنیا کی دیگر بڑی طاقتیں اب شکست تسلیم کیے کھڑی ہیں۔ کبھی ایک طرف اور کبھی دوسری طرف بھاگتے ہیں لیکن جان خلاصی کا صحیح راستہ اب بھی انہیں سجھائی نہیں دیتا۔اب وہ جو کہتے ہیں ناک میں دم کر دیا ہے یقینی امریکی اب پریشان ہیں کہ ہم کون تھے، کیا تھے اور کیا ہو گئے!!!

بااعتماد رپورٹوں کی بنیاد پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہر فوجی دستہ جو تبادلے کے لیے افغانستان آتا ہے چار اہم نامناسب تدابیر سے خود کو بچانے کی کوشش کرتا ہے۔یعنی شر میں اپنی خیر سمجھتے ہیں فارسی ضرب المثل ہے کہ: ''شر مابخیزد کہ خیر ما باشد''۔خود کو نقصان پہنچا کر یہ کوشش کرتے ہیں کہ شاید اس طرح سے افغانستان جانے یا افغانستان کی جنگ سے بچ جائیں گے۔

سب سے پہلے تو خود کو پاگل ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کیوں کہ ان کے قانون میں جنونی جنگ میں حصہ نہیں لے سکتا۔دوسرا خود کو خنجر، چھری یا گولیوں سے ایسا زخم لگاتے ہیں کہ جس سے معذور ہوں یا مر جائیں۔اور یا ایسے زخمی کر دیتے ہیں جو ان کی جنگی اصولوں کے مطابق جنگ کے قابل نہیں ہوتے۔ تیسرا کسی اور کو گولی سے مار دیتے یا زخمی کر دیتے ہیں، یا چوری اور ڈاکے کا ارتکاب کر لیتے ہیں، یا سخت جرائم کے مرتکب ہو کر حکومت کی جانب سے گرفتار اور قید کر لیے جاتے ہیں اس طرح سے جنگوں سے اپنے آپ کو محفوظ کر لیتے ہیں۔

عالمی ذرائع ابلاغ کی جانب سے حالیہ دنوں میں خود کشیوں کے بارے میں جو رپورٹیں نشر ہوئی ہیں ان میں خود کشی کرنے والے فوجیوں کے اعداد و شمار کے متعلق سروے میں کہا گیا ہے کہ ان کی تعداد ۵۵ فی صد سالانہ تک پہنچ گئی ہے۔

N.B.C ٹی وی کے مطابق افغانستان میں جو فوجی یا افسران جنگ میں مارے جاتے ہیں خود کشی کرنے والے فوجیوں کی تعداد ان سے زیادہ ہے۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ جنگ کے دوران خود کشی کرنے والے فوجیوں کی خبروں کا نشر ہونا پریشان کن ہے کیوں کہ اس سے پتہ چلتا ہے امریکی فوجیوں میں خود کشی کے واقعات دن بدن بڑھ رہے ہیں۔

اس رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ گزشتہ ۶ سالوں میں امریکی فوجیوں کی خود کشی کی واقعات سالانہ ۵۵ فی صد تک پہنچ گئے ہیں۔امریکی وزارت دفاع پینٹاگون اگرچہ اپنے فوجیوں کی حوصلہ افزائی اور ان کے گرتے مورال کو سنبھالا دینے کے لیے میلینوں ڈالر خرچ کر رہا ہے مگر امریکی فوجی پھر بھی خود کشی کر رہے ہیں۔

رپورٹ میں حیرت انگیز طور پر کہا گیا ہے کہ جب سے امریکی پینٹاگون نے خود کشیوں کی روک تھام کے لیے پروگرام کا آغاز کیا ہے امریکی فوجیوں میں خود کشی کے واقعات میں ۹ فیصد کا اضافہ ہوا ہے۔ اس سے پہلے بھی ایک رپورٹ میں کہا گیا تھا کہ ۱۳۰ امریکی فوجی روزانہ افغانستان میں خود کشی کی کوشش کرتے ہیں جن میں سے ۵ یا ۱۴ اس کوشش میں کامیاب بھی ہو جاتے ہیں۔ان اعداد و شمار کے ذریعے افغانستان میں امریکیوں اور دیگر جارحیت پسندوں کی ہلاکتوں کا صحیح اندازہ معلوم کیا جا سکتا ہے۔اگرچہ امریکہ نے گزشتہ سال افغانستان میں اپنے ہلاک ہونے والے فوجیوں کی کل تعداد ۴۰۰ سے کچھ زیادہ بتائی ہے مگر آزاد ذرائع، طالبان اور عینی شاہدین اس گنتی کو کئی گنا زیادہ بتاتے ہیں اور ان کی باتوں کو جھوٹ قرار دیتے ہیں۔

یہ ایسے واقعات ہیں جن کو پوشیدہ بھی نہیں رکھا جا سکتا۔یہاں تک کہ ایسے واقعات بھی ہوئے ہیں کہ بہت سی امریکی خواتین اپنے شوہر یا Boy Friends کے افغانستان جانے پر خود کشی کر لیتی ہیں، پھر افغانستان جانے والے دستے کی روانگی کے وقت ایک دستے کے فوجیوں میں سے بہت سوں کو دست کی بیماری لگ جاتی ہے ایسے فوجی بھی جنگ کے قابل نہیں ہوتے بالآخر ۱۰۰ میں سے ۴۵ فوجی افغانستان بھیجے جاتے ہیں۔ (بقیہ صفحہ ۷۶ پر)

بیکار پالیسیاں اور معاہدے

سید نور اللہ شاہ

افغانستان کے حکومتی ایوانوں میں کہیں معاہدوں کا ہنگامہ، تو کہیں بدلتی پالیسیوں کا شور ہے لیکن تمام پینترے بازیوں کے باوجود افغان غداروں کے حصے میں مسلسل شکست ہی آئی ہے۔اشرف غنی بھارت سے پینگیں بڑھا رہا ہے اور ادھر حزبِ اسلامی کے نمائندوں نے بھی افغان قوم کی غدار'موجودہ حکومت کے ساتھ معاہدے پر دستخط کر دیے ہیں۔ایجنٹ حکومت کی یہ ساری چابک دستیاں میدان میں پڑتی مار کا نتیجہ ہیں۔ایک طرف اگر افغان حکام آپس میں گتھم گتھا ہیں تو دوسری طرف فوجی افسران بھی رنگ رلیوں میں مصروف نظر آتے ہیں۔ان حالات میں امریکہ بہادر بھی سوچتا تو ہوگا کہ افغانستان میں سالہا سال کی دشت پیمائی کے بعد اس نے کیا پایا؟؟؟آپسی اختلافات کا شکار کٹھ پتلی حکومت، بزدل افغان افواج اور مسلسل شکست!!!

کٹھ پتلی حکومت کی آپسی سر پھٹول:

امریکہ کی افغانستان میں قائم کی گئی کٹھ پتلی حکومت کے آپسی اختلافات اب خانہ جنگی میں بدلتے نظر آرہے ہیں اور شمالی اتحاد کے دھڑوں کے درمیان شمالی و مغربی افغانستان میں شروع ہونے والی جھڑپیں اب دار الحکومت کابل تک پہنچ چکی ہیں۔پچھلے دنوں بچہ سقاؤ بادشاہ کی میت کے کابل میں دفنانے کے لیے شروع ہونے والے تنازع کے بعد کابل حکومتی گروہوں کی آپسی جنگ کا میدان بن گیا اور نوے کی دہائی کے اوائل کا منظر پیش کرنے لگا۔شمالی اتحاد کے عبدالرشید دوستم اور عطاء نور کی ملیشیا افواج پہلے بھی مغربی افغانستان میں آپس میں دوست و گریباں رہی ہیں مگر حالیہ دورِ حکومت میں یہ شاید پہلی مرتبہ ہوا ہے کہ ان کی لڑائی دار الحکومت تک جا پہنچی اور لڑائی میں متعدد افراد ہلاک وزخمی ہوئے۔

اگرچہ امریکی آقا ہر ایسے جھگڑے کو عارضی طور پر ختم کرادیتے ہیں مگر یہ جھگڑے اور اختلافات کم ہونے کی بجائے روز بروز بڑھ رہے ہیں اور ایسے میں وہ حکومتی شخصیات جو مجاہدین کے درمیان اختلافات کا پراپیگنڈا کرتے رہے ہیں ،ان کے لیے اپنے جھگڑے سنبھالنا ہی ناممکن ہو گیا ہے۔دوسری طرف کٹھ پتلی حکومت کے اعلیٰ ترین عہدے دار یعنی صدر اشرف غنی اور چیف ایگزیکٹو عبداللہ عبداللہ کے درمیان بھی شدید نوعیت کے اختلاف موجود ہیں اور حالت یہ ہے کہ امریکی آقاؤں کی آمد پر متحدہ استقبال کرنے کی بجائے امریکیوں کے یہ دونوں غلام اپنی مخصوص لابی کے ساتھ کابل میں اپنے اپنے ایریاز میں جشن مناتے اور تقریبات کا انعقاد کرتے ہیں۔شنید یہ بھی ہے کہ اشرف غنی'عبداللہ عبداللہ کے ساتھ کیے گئے معاہدے کے دو سال پورے ہونے کے بعد عبداللہ عبداللہ کو مزید اس عہدے پر برقرار رکھنے کا ارادہ نہیں رکھتا اور خود عبداللہ عبداللہ بھی شمالی اتحاد کے مختلف دھڑوں اور شخصیات کو کھٹکنے لگا ہے۔دوسری جانب عبداللہ عبداللہ نے بھی حالیہ ایک بیان میں صدر اشرف غنی پر تنقید کرتے ہوئے اسے صدارت کے لیے نااہل قرار دیا اور اہم معاملات میں مشاورت نہ کیے جانے کا شکوہ کیا، جس کے جواب میں ایوانِ صدر کی جانب سے بھی جواب دیا گیا لیکن عبداللہ عبداللہ نے مطالبات نہ ماننے کی صورت میں حکومت سے الگ ہونے کی دھمکی دی ہے۔اگر اس رسہ کشی کے نتیجے میں عبداللہ عبداللہ کے ساتھ کیا جانے والا معاہدہ برقرار نہ رکھا گیا تو کٹھ پتلی گروہوں کے آپسی اختلافات خانہ جنگی میں بھی بدل سکتے ہیں۔

انکل سام کی پریشانی:

جہاں ایک طرف کابل کے وار لارڈز کے درمیان بڑھتی کشیدگیوں نے انکل سام کو بھی مسلسل پریشانی میں مبتلا کر رکھا تو وہاں دوسری طرف میدان میں مسلسل شکستیں اتحادی افواج کا مقدر بن رہی ہیں جن کی وجہ سے اب ایسی حالت میں امریکہ کا افغان افواج پر بھروسہ کرکے تپتی گلی سے نکلنے کا پروگرام بھی کھٹائی میں پڑ گیا ہے۔اب امریکہ کی پریشانیوں کا بنیادی سبب یہی ہے کہ امریکہ'افغانستان میں موجود رہتا ہے تو امریکہ کے بڑھتے مسلسل معاشی و عسکری نقصانات امریکی معیشت کو مکمل تباہی کی جانب دھکیل دیں گے اور دوسری طرف اگر نکلنے کا فیصلہ کر لیا جاتا ہے تو افغانستان اگلے ہی دن افغانستان' امارتِ اسلامیہ کے ہاتھ میں ہوگا۔ایسے میں فرعونِ عصر امریکہ کو دو میں سے ایک شکست کا تعین کرنا ہے مگر اللہ سے امید یہی ہے کہ امریکہ کا سپر پاور کا زعم اسے مکمل تباہی اور شکست کی طرف دھکیل کر ہی دم لے گا۔

حزبِ اسلامی کا افغان حکومت سے معاہدہ:

کئی ماہ سے کی جانے والی کوششوں کے بعد بالآخر حزبِ اسلامی'افغان حکومت سے معاہدے اور عسکری جدوجہد چھوڑنے پر تیار ہو گئی ہے۔حزبِ اسلامی اور کابل حکومت کے نمائندوں کے درمیان ابتدائی معاہدے پر دستخط ہو گئے ہیں۔ذرائع کے مطابق حزبِ اسلامی نے اپنی معدوم ہوتی حیثیت کو بچانے اور کابل کی حکومتی رسہ کشی میں شریک ہونے کے لیے اپنی علامتی مزاحمت کو ترک کرنے کا فیصلہ کیا ہے تاکہ مزید مشکلات کا سامنا کرنے کی بجائے پرامن جدوجہد میں شریک ہو کر جمہوری حکومت کے ثمرات سے فائدہ اٹھایا جا سکے۔

دوسری جانب افغان حکومت جو عسکری میدان میں واضح شکست کو دیکھ کر امن کے نعرے لگا رہی ہے ،اسے بھی کسی ایسے گروہ کی ضرورت تھی جو امن معاہدے پر لبیک کہے تاکہ کٹھ پتلی حکام اپنے آقاؤں کو اپنی کارکردگی دکھا سکیں۔ان معاہدوں کے باوجود افغان جہاد کو نہ کوئی روک سکا ہے اور نہ ہی آگے اس جہاد میں کوئی کمزوری آئے گی بلکہ یہ جہاد باذن اللہ روز

بروز توانا ہو گا۔ جہادی قوت میں اضافے کی وجہ سے اب مجاہدینِ امارتِ اسلامیہ ’ملک میں دفاعی حکمتِ عملی کو جارحانہ حکمتِ عملی سے بدل رہے ہیں۔

افغان محاذ میں بھارت کی بڑھتی دلچسپی:

افغان صدر اشرف غنی کے حالیہ دورۂ بھارت اور نئے معاہدوں کے بعد افغان حکومت اور بھارت کے درمیان بڑھتے تعلقات کو مزید مہمیز ملی ہے اور بھارت نے افغانستان کے لیے ملٹری امداد کا اعلان کیا ہے۔ علاوہ ازیں افغانستان میں ’’امن و استحکام‘‘ کے نام پر بھارت نے سالانہ ایک ارب ڈالر کی امداد کا اعلان بھی کیا ہے۔ ہندوستان کی جانب سے افغان افواج کو ملٹری امداد دینے کے اعلان پر مجاہدینِ امارتِ اسلامیہ نے ہندوستانی حکومت کو انتباہ جاری کیا ہے کہ افغان تنازعے سے اپنے آپ کو دور رکھے ورنہ مودی حکومت ’افغان عوام کی دشمنی مول لے گی۔

امارتِ اسلامیہ کے ترجمان نے کہا کہ ’’بھارت پہلے بھی افغانستان کو فوجی امداد دیتا رہا ہے جو ہماری عوام کو محکوم کرنے، ان کو قتل کرنے، گھروں کو لوٹنے، ان کی املاک کی تباہی کے لیے استعمال ہو رہی ہے‘‘۔ ترجمان نے مزید اس کی وضاحت دیتے ہوئے کہا کہ ’’اس کی مثال حال ہی میں قندوز میں اچین پل کی تباہی ہے جو کہ افغان افواج کو فراہم کیے گئے بھارتی فوجی ہیلی کاپٹر کی بم باری سے ہوئی۔ اس لیے مزید بھارتی فوجی امداد کو افغان عوام سے واضح دشمنی تصور کیا جائے گا‘‘۔ دوسری جانب پاکستانی اسٹیبلشمنٹ بھی افغانستان اور بھارت کی بڑھتی قربت سے پیچ و تاب کھا رہی ہے۔ خطے میں ہندوستان کے بڑھتے اثر و رسوخ نے پاکستانی اسٹیبلشمنٹ کو بوکھلا کر رکھ دیا ہے کیونکہ نائن الیون کے بعد مجاہدین سے دہشت گردی کے نام پر جنگ شروع کر لینے کے بعد افغانستان میں پاکستانی اسٹیبلشمنٹ اپنے مفادات کو خطرے میں دیکھ رہی ہے۔ اب حالات کا اس صورت حال پر لوٹنا ممکن ہے کہ جب پہلے کی طرح افغانستان کو پاکستان کا ’’پانچواں صوبہ‘‘ کہا جا سکے۔ آج اوڑی فدائی آپریشن کے بعد برہم ہندی اسٹیبلشمنٹ کی پاکستان کے خلاف جارحانہ حکمتِ عملی کے بعد شاید فی الوقت افغانستان میں کوئی بھی ایسی طاقت نہیں جو افغانستان میں پاکستانی مفادات کا تحفظ کر سکے اور یقیناً امریکہ بہادر کی دھمکی کے سامنے ڈھیر ہو کر مجاہدین کے خلاف لڑائی میں کود پڑنے کا فیصلہ ہی اس کی اکلوتی وجہ ثابت ہوا ہے مگر اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت۔

تازہ فتوحات اور نئے معرکے:

اس ماہ نئے معرکوں کا مسکن قندھار اور ہلمند سے متصل افغان صوبہ ارزگان رہا۔ عید الاضحیٰ سے پہلے مجاہدین نے جارحانہ حکمتِ عملی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ارزگان کے دارالحکومت ترین کوٹ پر شدید حملہ کیا اور کئی اطراف سے شہر کو محصور کر دیا۔ لڑائی کے ابتدائی دو روز میں دو مختلف واقعات میں تقریباً پچاس کے قریب فوجی اور ملیشیا اہل کاروں نے مجاہدین کے سامنے ہتھیار ڈال دیے جب کہ لڑائی بڑھنے پر مجاہدین شہر کے وسط تک پہنچ گئے اور آدھے سے زیادہ شہر پر قبضہ کر لیا جب کہ افغان افسر اور اہل کار شہر سے باہر ایئر پورٹ کی جانب بھاگنے لگے۔ امریکی ایئر فورس کے بم بار طیاروں نے شہر کے وسیع حصے پر مجاہدین کے قبضے کے بعد شہر پر بارود و آہن کی بارش شروع کر دی مگر مجاہدین ثابت قدمی سے لڑائی میں مصروف رہے اور لڑائی کو افغان فورسز کے گڑھ یعنی ایئر پورٹ تک پھیلا دیا جب کہ ۱۹ ستمبر کو بروز پیر امریکی طیاروں کی فرینڈلی بم باری کے نتیجے میں افغان فورسز کے متعدد عسکری مواقع تباہ اور ۳۰ اہل کار ہلاک ہو گئے جن میں ۲۲ پولیس اہل کار جب کہ ۸ فوجی شامل تھے۔ اس دوران میں مجاہدین اہم سرکاری عمارتوں اور مرکزی جیل پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہو گئے جب کہ ایک فوجی ہیلی کاپٹر بھی مار گرایا اور اس میں موجود عملے سمیت سپیشل فورسز کے کئی اہل کار بھی ہلاک ہو گئے۔ عید الاضحیٰ کی آمد پر ترین کوٹ کے معرکے کچھ سرد پڑ گئے مگر عید گزرنے کے بعد اب پھر سے مجاہدین نے لڑائی شروع کر دی ہے۔

صوبہ پکتیا کی تحصیل جانی خیل پر مجاہدین کے قبضے کے بعد مجاہدین نے وسیع علاقے سے دشمن افواج کو پسپا کر دیا اور تحصیل کو واپس لینے کے لیے حملہ کرنے والی زمینی افواج کو کئی کلو میٹر دور دھکیل دیا۔ مسلسل کئی دنوں کی بم باری اور حملوں کے باوجود مجاہدین نے جانی خیل تک پہنچنے کے سارے راستے اتحادی افواج کے لیے مسدود کر دیے ہیں، یہاں تک کہ جانی خیل سے پانچ کلو میٹر کے فاصلے پر پہنچنا بھی دشمن افواج کو خواب نظر آنے لگا۔

مجاہدین نے ۴ روزہ محاصرے اور شدید لڑائی کے بعد صوبہ پکتیکا کا ضلع اومنہ فتح کر لیا، اس لڑائی میں ۴ طالبان مجاہد شہید ہوئے اور ۵ زخمی ہوئے جب کہ ۲۱ افغان فوجی ہلاک اور ۱۴ زخمی ہو گئے۔ اس لڑائی میں مجاہدین کو ۶ رینجر گاڑیوں کے علاوہ متعدد بھاری و ہلکا اسلحہ غنیمت میں حاصل کیا اور بعد میں مفتوحہ علاقوں میں مجاہدین نے پریڈ بھی کی۔

قندوز کی فتح:

۳ اکتوبر کو مجاہدین نے ایک سال بعد دوبارہ صوبہ قندوز کے صدر مقام قندوز شہر پر قبضہ کر لیا اور شہر کی سرکاری عمارتوں اور مرکزی چوک پر امارت اسلامیہ کا جھنڈا لہرا دیا۔ اکثر سیکورٹی اہل کار فرار ہو کر قندوز ایئر پورٹ کی طرف بھاگ گئے۔ جب کہ بہت سے اہل کاروں نے مجاہدین کے سامنے ہتھیار ڈال دیے۔ افغان فوج بہت بڑی مقدار میں سامانِ حرب چھوڑ کر فرار ہوئی ہے۔

ان فتوحات کے علاوہ مجاہدین نے مختلف حملے ترتیب دے کر مزید کئی اہم شاہراؤں پر اپنا کنٹرول بڑھایا ہے اور پہلے سے زیرِ کنٹرول شاراہوں پر قبضے کو مستحکم کیا ہے، جب کہ ان شاہراؤں کا کنٹرول واپس لینے کے لیے کیے گئے اتحادی افواج کے تمام حملے پسپا کر دیے گئے ہیں۔ ہلمند میں لشکر گاہ، مارجہ و نادِ علی کی شاہراہیں جمعے کے روز سے دشمن افواج کی آمد و رفت کے لیے بند ہیں۔

افغان وزارتِ دفاع پر حملہ:

۵ ستمبر کو عمری آپریشن کے سلسلے میں امارت اسلامیہ کے مجاہدین نے کابل شہر کے وسط میں وزارت دفاع کے مین گیٹ میں پہلے شدید دھماکہ کیا جس کے بعد جب اعلیٰ فوجی افسران اور حکام وزارتِ دفاع سے فرار ہونے لگے اور باہر سے مزید پولیس افسران جائے وقوعہ کا جائزہ لینے پہنچے تو امارت اسلامیہ کے فدائی مجاہد شہید حافظ خلیل الرحمن تقبلہ اللہ باشندہ صوبہ قندہار نے عین اس وقت اپنی بارودی جیکٹ کو پھاڑ دیا۔ اس حملے کے نتیجے میں وزارت دفاع کے اعلیٰ فوجی افسر اور احمد شاہ مسعود کے قریبی ساتھی جنرل عبدالرازق پنجشیری، پولیس اسٹیشن سربراہ، اس کے نائب اور صدر اشرف غنی کے دو محافظوں سمیت ۱۵۸ اعلیٰ فوجی حکام اور کمانڈر ہلاک جب کہ درجنوں شدید زخمی ہوگئے۔ حملے کے بعد کٹھ پتلی انتظامیہ نے معمول کے مطابق حقائق اور نقصانات کو پوشیدہ رکھنے کی خاطر صحافیوں اور شہریوں کو وہاں جانے کی اجازت نہیں دی۔

اتحادی افواج کے انٹیلی جنس مرکز پر فدائی آپریشن:

۶ ستمبر کو عمری آپریشن کے سلسلے میں رات گیارہ بجے کے لگ بھگ کابل شہر کے وسط میں واقع استعماری ممالک کے خفیہ ٹھکانے (انٹیلی جنس مرکز) پر امارت اسلامیہ کے پانچ فدائین نے حملہ کیا، سب سے پہلے ایک فدائی نے بارود بھری گاڑی کو مرکزی گیٹ سے ٹکرا کر تمام رکاوٹوں کو دور کیا جس کے بعد ہلکے و بھاری ہتھیاروں اور آتش گیر مادے سے لیس چار فدائی مجاہدین نے مرکز میں داخل ہوکر وہاں تعینات انٹیلی جنس سروس اہل کاروں کو نشانہ بنایا اور ساتھ ہی تازہ دم سیکورٹی اہل کاروں کو بھی شدید مزاحمت کا سامنا ہوا۔ ۱۲ گھنٹے تک جاری رہنے والی لڑائی کے دوران درجنوں اتحادی فوجی، انٹیلی جنس سروس اہل کار اور سرکاری حکام ہلاک و زخمی ہوئے۔ مذکورہ مرکز میں استعماری ممالک کے خفیہ اہل کار موجود تھے جو مجاہدین اور عامۃ المسلمین کے خلاف جارحیت کے مرتکب تھے اور مجاہدین نے گزشتہ تین ماہ سے دشمن پر نظر رکھی ہوئی تھی جس کے بعد بالآخر کامیابی سے انہیں نشانہ بنایا گیا۔

امارتِ اسلامیہ کی نئی حکمت عملی:

عیدالاضحیٰ کے موقع پر امیر المومنین شیخ ہیبت اللہ اخند حفظہ اللہ کے جاری ہونے والے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ مجاہدین اب نئی حکمتِ عملی پر گامزن ہیں۔ امیر المومنین نے فرمایا کہ

> ''اگرچہ جارحیت کے ابتدائی سالوں میں ہماری ذمہ داری صرف دشمن کے خلاف قتال اور مقابلہ تھا، لیکن اب چونکہ ملک کے بیشتر رقبے پر ہمارا کنٹرول ہے تو وہ وقت آن پہنچا ہے کہ پندرہ سالہ جہاد کے ثمرات حاصل کیے جائیں اور جہادی اہداف کو بچایا جائے۔ جہاد کے عظیم اہداف اللہ تعالیٰ کی زمین پر شریعت الٰہی کا نفاذ، استحکام، امن کی بحالی، سرحدوں کی حفاظت اور اہل وطن کے جان، مال، عزت اور تمام خداداد حقوق کا تحفظ اور ان کا دفاع ہے''۔

گویا کہ اب دفاعی حکمتِ عملی پرانے دنوں کی بات ہے اب باذن اللہ افغانستان کو واپس لینے کا فیصلہ ہو چکا ہے اور فیصلہ کن لڑائی شروع کر دی گئی ہے، مجاہدین کی ملک کے طول و عرض میں حالیہ فتوحات کی لہر اسی حکمتِ عملی کا نتیجہ معلوم ہوتی ہے۔ اس لیے امیر المومنین حفظہ اللہ نے نئے مفتوحہ علاقوں کے نظم و نسق کے حوالے سے بھی پہلے سے ہی ہدایات جاری کر دی ہیں کہ:

> ''فوجی کمیشن کے ذمہ داران، گورنرز، عدالتی امور کے کارکنان، صوبائی کمیشنز کے اراکین، ضلعی سربراہان، جہادی کمانڈرز نیز تمام سویلین کمیشنز کے ذمہ داران ان مفتوحہ علاقوں میں امن اور عدالت کا استحکام، شریعت کا نفاذ، بہترین حکمرانی، دینی اور عصری علوم کی ترقی اور عوامی فلاح کے کاموں مثلاً راستوں، پُلوں، صحت کے شعبے، پینے کے صاف پانی، زراعت اور تجارت کی پیش رفت وغیرہ رفاہی کاموں پر خصوصی توجہ دیں۔ جو اس راہ میں رکاوٹیں ہوں، ان کا سد باب کیا جائے، تاکہ مؤمن عوام شرعی حاکمیت کے زیرِ سایہ خوشحال، روشن اور غیر محتاج زندگی کی سعادت سے روشناس اور امن کی فضا میں سکون کا سانس لے سکیں''۔

مزید برآں عیدالاضحیٰ کے مبارک موقع پر امیر المومنین ملا ہیبت اللہ اخند حفظہ اللہ کی ہدایت پر ارزگان، ہلمند، فاریاب، پروان اور قندوز وغیرہ میں پکڑے جانے والے ۱۰۶ افغان فوجیوں کو رہا کر دیا گیا تاکہ یہ فوجی نئے سرے سے پرامن زندگی کا آغاز کریں اور افغان فوج میں شمولیت اختیار کرنے کی بجائے روزگار کے دوسرے وسائل پر غور کر سکیں۔

اتحادی افواج کے چھاپے میں پاکستانی مجاہدین کی شہادت:

۲۴ ستمبر کو افغانستان کے صوبے پکتیا کے علاقے لمن میں پاکستانی مجاہدین کے مراکز پر اتحادی افواج کی سپیشل فورسز نے چھاپہ مارا، لڑائی کے دوران جہادِ پاکستان کو شروع کرنے والے رہنماؤں میں سے ایک محترم اعظم طارق محسود تقبلہ اللہ اپنے بیٹے اور ساتھیوں سمیت شہید ہوگئے۔ اس حملے میں کل ۵ مجاہدین شہید ہوئے جن میں سے ۴ محسود مجاہدین کے علاوہ جماعت القاعدہ برصغیر کے ایک مجاہد بھی شامل تھے، تقبلھم اللہ۔

تجزیہ نگاروں کے مطابق مجاہدین پر ہونے والا یہ حملہ امارتِ اسلامیہ کے زیرِ کنٹرول علاقے میں ہوا اور مزید برآں یہ کہ محسود مجاہدین کے مجموعات ان علاقوں میں امارتِ اسلامیہ کی زیرِ سربراہی کٹھ پتلی و اتحادی افواج کے خلاف مختلف تشکیلات میں کام کرتے رہتے ہیں، جو کہ پاکستانی و افغان مجاہدین کے آپسی تعلق پر واضح دلیل ہے۔ اس حملے سے جہاں جہادِ

افغانستان کے لیے پاکستانی مجاہدین کی قربانیاں واضح ہوتی ہیں وہیں پاکستانی مجاہدین کی افغان افواج سے معاہدوں سے متعلق افواہوں کی حقیقت بھی واضح ہو جاتی ہے۔

مظلوم افغان مہاجرین:

جہاں پاکستان میں مظلوم افغان مہاجرین کو مزید ظلم ودہشت کی چکی میں پیسا جارہا ہے وہیں ایران بھی اس وقت مہاجرین کے حوالے سے اپنی اصلیت دکھا بیٹھا جب تقریباً دو درجن کے قریب افغان مہاجرین کو آنکھوں پر پٹیاں باندھ کر لوہے کے پنجرے میں بند دکھایا گیا۔ سوشل میڈیا پر پھیلائی جانے والی تصاویر میں افغان مہاجرین پر ظلم وستم دیکھ کر انسانی حقوق کی تنظیمیں بھی چلا اٹھیں۔

اتحادی افواج کے ناکام چھاپے:

۷ ستمبر کو صوبہ ننگرہار کے ضلع خوگیانی میں ناکام امریکی چھاپے میں امریکی سپیشل فورسز کے ۱۵ اہل کار ہلاک ہوگئے جب کہ ۴ ستمبر کو چپرہار ضلع میں امریکی چھاپے کے دوران مجاہدین کے دفاعی حملے میں بھی ۵ امریکی سپیشل فورسز اہل کار مردار ہوگئے، علاوہ ازیں ۲۱ ستمبر کو رات بارہ بجے کے لگ بھگ اتحادی سپیشل فورسز کے اہل کاروں نے صوبہ لغمان کے ضلع علینگار کے کلتکہ نامی علاقے میں چھاپہ مارا، جنہیں مجاہدین کی شدید مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا، جس کے نتیجے میں تین امریکی اور دو کٹھ پتلی اسپیشل فورس اہل کار ہلاک ہوگئے۔

طاغوتی فضائیہ کو پہنچنے والے نقصانات:

صوبہ پروان کے ضلع بگرام میں ۳ ستمبر دوپہر ۲ بجے ''سہ دکان'' میں مجاہدین کے ایک کامیاب حملے میں امریکی فوج کا ایف 16 طیارہ تباہ ہوا تھا۔ طیارے کو فضا میں ہی آگ لگ گئی، جس سے وہ مکمل طور جل کر خاکستر ہوگیا۔ جب کہ اس میں موجود دونوں پائلٹ بھی جل کر کوئلہ بن گئے۔ ۲۵ ستمبر کو مجاہدین نے صوبہ غور ضلع شینکوٹ میں کٹھ پتلی کے ہیلی کاپٹر کو نشانہ بنا کر مار گرایا، جس کے عملے کے تمام اہل کار بھی ہلاک وزخمی ہوگئے۔ ۲۷ ستمبر کو صوبہ ننگرہار ضلع بہسود کے میران نامی علاقے میں جاسوسی پرواز کرنے والے امریکی ڈرون طیارے کو نشانہ بنا کر مار گرایا۔ اس کے علاوہ ترین کوٹ صوبہ ارزگان کی لڑائیوں میں بھی ایک افغان فوجی ہیلی کاپٹر مجاہدینِ امارتِ اسلامیہ نے عملے اور اس میں موجود سپیشل فورس اہل کاروں سمیت فضاء میں ہی تباہ کر دیا تھا۔

عام آبادیوں پر اتحادی افواج کا ظلم اور چھاپے:

صلیبیوں اور اُن کے اتحادیوں کا یہ وطیرہ رہا ہے کہ مجاہدین کے مقابلے میں بے بس اور عاجز ہو جانے کے بعد عام مسلمان آبادیوں اور مسلم عوام کو اپنے ظلم وبہیمیت کا نشانہ بناتے ہیں۔

۸ ستمبر کو امریکی فوجیوں نے صوبہ قندوز کے صدر مقام قندوز شہر میں مقامی آبادی پر چھاپہ مارا اور چادر و چار دیواری کا تقدس پامال کرتے ہوئے ۵۰ عام شہریوں کو اغوا کر کے لے گئے۔

۲۲ ستمبر کو امریکی غاصب اور کٹھ پتلی فوجوں نے صوبہ قندوز ضلع دشت آرچی میں پتانی کے علاقے میں مقامی آبادی پر چھاپہ مارا، پھر وحشت وبربریت کا مظاہرہ کرتے ہوئے عوام کو گھروں سے نکال کر پہلے ان پر تشدد کیا اور بعد میں ۲۳ کے قریب عام شہریوں کو حراست میں لے کر نامعلوم مقام کی جانب لے گئے۔

۲۸ ستمبر کو قندھار میں بور اور شاکاریز کے علاقوں پر غاصبین اور ان کے کٹھ پتلیوں نے چھاپہ مار کر وحشت وبربریت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایک سویلین گاڑی جلا کر خاکستر کر دیے اور ایک بچہ، ایک عورت سمیت چار مظلوم افراد شہید جب کہ چھ کو گرفتار کر کے نامعلوم مقام کی طرف منتقل کر دیے۔

دعوت وارشاد کمیشن کی کامیابیاں:

امارت اسلامیہ کے مجاہدین دشمن کو میدان میں ہی زیر نہیں کر رہے بلکہ اللہ کے فضل سے دل ودماغ جیت کر اور دعوت وارشاد کے ذریعے بھی دشمن کی صفوں میں موجود لوگوں کو مخاطب کرتے ہیں اور دلائل کی بنیاد پر اُنہیں اسلام دشمنوں کی صفوں سے نکال کر دین اور شریعت کا ممد ومعاون بننے کی راہ دکھاتے ہیں۔

۲۷ ستمبر کو دو افغان فوجیوں نے اپنے ۱۲ فوجی ساتھیوں کو ہلاک کیا اور سرکاری اسلحہ لے کر مجاہدینِ امارتِ اسلامیہ کی صفوں میں شامل ہوگئے۔

صوبہ روزگان کے مختلف علاقوں میں ایک ہفتے کے دوران امارت اسلامیہ کے دعوت وارشاد کمیشن کے کارکنوں کی دعوت کو لبیک کہتے ہوئے ۱۲۷ سیکورٹی اہل کاروں نے ہتھیار ڈال دیے، جنہوں نے ۹۰ عدد کلاشنکوفیں، ۱۱ ہیوی مشین گنیں، ۹ راکٹ لانچر، پانچ فوجی رینجر گاڑیاں، ایک ٹینک اور مختلف النوع فوجی سازوسامان مجاہدین کے حوالے کر دیا۔ واضح رہے کہ سرنڈر ہونے والے اہل کار ایک عام شہری کی حیثیت سے زندگی گزاریں گے۔

فاریاب میں جنگجو کمانڈر رحیم نے ۲۰ اہل کاروں سمیت مجاہدین کے سامنے ہتھیار ڈالے اور ۳ ہیوی مشن گن، ۳ راکٹ لانچر اور ۱۴ کلاشنکوفوں سمیت مختلف قسم کا ہلکا وبھاری اسلحہ و فوجی سازوسامان بھی مجاہدین کے حوالے کیا۔

سرپل کے سوزمہ قلعہ میں مجاہدین نے ۱۱۱ افغان فوجیوں کو بکتر بند گاڑیوں اور ڈھیروں اسلحے سمیت گرفتار کر لیا۔

دعوت وارشاد کمیشن کی کوششوں اور کاوشوں سے مجموعی طور پر ماہ ستمبر ۲۰۱۶ء میں افغان فورسز اور حکومتی اداروں کے ۱۲۰۴ اہل کاروں نے مجاہدین کے سامنے ہتھیار ڈالے۔

☆☆☆☆☆

الحاج مولوی نور محمد حقپال رحمہ اللہ

مفتی ابو محمد حقانی

سپین غر کے فلک بوس چوٹیوں کا شیر صفت مجاہد الحاج مولوی نور محمد حقپال رحمہ اللہ کا مختصر تذکرہ

ہر گز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق　　ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما

"مشرق میں بڑا اور نامور آدمی جب زندہ ہو تو مردہ ہوتا ہے اور جب مر جاتا ہے تو زندہ ہو جاتا ہے"۔

یہ بات سچ ہے کہ ہمارے معاشرے میں زندہ علمی، جہادی یا سماجی شخصیات کا اس درجہ احترام نہیں ہوتا اور نہ ان کی تعریف کوئی کرتا ہے۔ یہ لوگوں کے درمیان غائب ہوتے ہیں۔ اور اگر ان کا کوئی علمی اثر یا جنگی کارنامہ سامنے نہ آئے تو کوئی اسے جانتا بھی نہیں اور نہ کوئی ان کے استعداد اور صلاحیت پر فخر کرتا ہے۔ مگر جب مر جاتا ہے اور ان کی آنکھوں سے فنا ہو جاتا ہے تو پھر ان کی یاد منائی جاتی ہے، مرثیے اور نظمیں کہی جاتی ہیں۔ سوانح اور شخصیت پر تحریریں لکھیں جاتی ہیں۔ اب وہ لوگوں کے لیے سب کا متفقہ اور پسندیدہ شخص بن جاتا ہے۔ مگر اب پانی گذر چکا ہوتا ہے، وہ خاک میں مل چکا ہوتا ہے۔ خوشحال خان خٹک نے اپنے ایک ایک شعر یہی مفہوم پیش کیا ہے:

دخوشحال قدر کہ نن پہ هیچا نشتہ　　پس لہ مرگہ بہ یې یادکاڑ یر عالم

"خوشحال کی قدر آج کوئی نہیں جانتا موت کے بعد اسے بڑی دنیا یاد کرے گی"

بات مولوی نور محمد حقپال کی شجاعت اور بہادری کی کرنے لگا تھا۔ یہ فقید المثال شخص ایسی عجیب و غریب صفات کا مالک تھا کہ ہمارے جیسے اور بہت سے اس سے بے بہرہ ہیں۔ ان کی شخصیت کی خصوصیات کے متعلق میری معلومات اس لیے ہیں کہ میں اس وقت پشاور میں پانچویں درجے میں پڑھ رہا تھا اور مولوی صاحب میرے ساتھ چند کتابوں میں شریک تھے۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ بہت پہلے ہی اس جہادی شخصیت کی سوانح یا کارناموں کا تذکرہ کرتا مگر بدقسمتی ہے کہ انسان بعض اوقات بڑی سے بڑی بھی بھول جاتا ہے۔ ثقافتی کمیشن کے سربراہ کی زندگی میں اللہ تعالی مزید برکت عطا فرمائے انہوں نے بار بار ترغیب دلائی یہاں تک کہ چند الفاظ لکھنے کی توفیق ہو گئی۔

اس وقت جب روسی جارحیت کے خلاف جہاد جاری تھا، وہ مولوی یونس خالص مرحوم کی قیادت میں اسلامی حزب میں انجنیئر محمود کے گروپ میں ایک فعال اور تیز مجاہد کی حیثیت سے پہچانے جاتے تھے اور سپین غر اور تور غر کی چوٹیوں پر عقاب کے جیسے دشمن پر حملہ آور ہوتے۔

پیدائش:

مولوی نور محمد ننگرہار ضلع خوگیانو کے علاقے وزیر و میں پیرہ خیل میں پیدا ہوئے۔ الحاج خیر محمد کے گھر میں ۱۹۷۹ء میں پیدا ہوئے۔ اسلامی ماحول میں بڑے ہوئے۔ جہاد اور علم کے موتیوں سے اپنے دامن بھرا اور بالآخر اسی راہ میں اپنا پاکیزہ لہو اللہ تعالی کے حضور بطور نذرانہ پیش کر دیا۔

تعلیم اور فراغت:

انہوں نے اپنے ماحول کی مشکلات اور ہجرت کی صعوبتوں کی باوجود اپنا علمی سلسلہ جاری رکھا۔ ملک کے دیگر علما کی طرح ابتدائی کتابیں دیارِ ہجرت میں پڑھیں اور ۱۹۹۳ء میں پشاور میں دورہ حدیث پڑھا۔ اسی سال دستار بندی ہوئی۔ اس سے قبل انہوں نے پانچ سال اپنے گاؤں کی ایک مسجد میں امامت کے فرائض بھی انجام دیے اور ایک مدرسے میں تدریس بھی کرتے رہے۔ اُنہوں نے دوسرے علما کی طرح مجاہدین رہنماؤں کی آپس کی لڑائیوں میں ملوث رہنے سے خود کو بچایا۔ یہاں تک کہ میوند سے طالبان تحریک کا علم بلند ہوا اور وہ اپنے عظیم قائد ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کی قیادت میں اس لشکر میں شامل ہو گئے۔

ذوالھجر تین شہید:

روسی جارحیت کے وقت ان کی عمر آٹھ سال تھی۔ اسی وقت سے انہیں جہاد سے بے پناہ محبت تھی۔ اُن کے خاندان نے ۱۹۷۹ء میں ہجرت کی اور پاکستان کے شہر پشاور میں پیوکے مہاجر بازار میں رہنے لگے۔ روس کی شکست کے بعد عام افغان اپنے شہروں کو واپس چلے گئے۔ امارت اسلامیہ کے دور حکومت میں انہوں نے بڑے عہدوں پر کام کیا۔ امریکی جارحیت کے بعد انہیں ذوالہجر تین کی سعادت بھی ملی اور بالآخر ۲۰۰۱ء میں پھر ہجرت کر کے پرائے دیار کو پہنچے۔ جارحیت پسندوں کے خلاف ہتھیار اٹھائے۔ اپنے زنگ آلود ہتھیار صاف کیے اور اسلامی نظام کے دشمنوں کے خلاف کمر بند باندھ کر نکل پڑے۔

اسلامی تحریک طالبان میں شمولیت:

یہ وہ دور تھا جب داخلی جنگجوؤں، شر پسند عناصر اور مفاد پرست حلقوں کی جانب سے ملک کو خطرات لاحق تھا۔ افغانستان تقسیم در تقسیم ہو کر ٹکڑوں میں بٹنے لگا تھا۔ اسی لیے ملک کے طلبا اور علما کو اپنے ایمانی اور اخلاقی ذمہ داری کا مظاہرہ کرتے ہوئے شر پسندوں کے خلاف اٹھ کھڑا ہونا پڑا۔ افغان عوام کی خوش قسمتی تھی کہ قندہار کے افق پر امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد کی قیادت میں طلبہ و علماء کی ایک جماعت اٹھی۔ جو خوست تک پہنچی اور مولوی نور محمد صاحب بھی اپنے استاد مولوی محمد ظاہر کی قیادت میں ایک گروپ سمیت اس میں شامل ہو گئے۔ یہ گروپ ۱۹۹۶ء میں طالبان تحریک میں شامل ہو گیا۔ تحریک کے رہ نماؤں کے حکم پر لبیک کہا۔ یہاں تک کہ طالبان کے فاتح کمانڈر ملا بورجان شہید کے ہاتھوں ننگرہار فتح ہو گیا اور فاتح لشکر کابل کے ماہی پر دروازے تک آ پہنچا۔

ذمہ داریاں اور خدمات:

ننگرہار کی طالبان کے ہاتھوں فتح کے بعد مولوی محمد ظاہر نصرت جو عسکری لحاظ سے انتہائی تجربہ کار اور مخلص مجاہد تھے۔انہیں طورخم اور سرحدی عسکری چوکیوں کے عمومی نگران مقرر کیا گیا۔ مولوی نور محمد حقپال بھی ان کے ساتھ رہے۔کچھ عرصہ بعد مولوی ظاہر شہید ہوگئے۔ ننگرہار کے ذمہ داران نے ان کی جگہ محمد اللہ وحدت کو جنرل عسکری کمانڈر پر تعینات کیا اور مولوی نور محمد کو ان کا نائب متعین کیا۔ مولوی محمد اللہ وحدت اکثر اوقات شمال میں مخالفین سے جنگوں کی کمان سنبھالتے۔

اس لیے مولوی نور محمد شہید یہاں نگران اور سرپرست رہے۔کچھ عرصے بعد مولوی محمد اللہ کابل میں گل درے میں شہید ہوگئے اور ان کی جگہ مولوی نور محمد کو تعینات کیا گیا۔اس کے علاوہ شمال میں خط اول پر جنگی تشکیلات میں انہیں بارہا طلب کیا گیا۔اس کے ساتھ ساتھ ننگرہار کے سب سے ہم اسٹریٹجک ضلع ''درہ نور'' کے ضلعی سربراہ بھی تعینات کیے گئے۔ اس کے بعد ننگرہار میں ہسکہ مینا کے ضلعی سربراہ تعینات کیے گئے۔اس کے علاوہ انہوں نے ننگرہار حکام کے حکم پر وقتاً فوقتاً عسکری قطعات اور گروپوں کی سرپرستی بھی کی۔طورخم کے شمشاد اقصیٰ بریگیڈ کے کمانڈر رہے۔اس کے علاوہ دیگر سرحدی علاقوں کے نگران اور ذمہ دار رہے۔امریکہ کی جانب سے امارت اسلامیہ پر جارحیت کے بعد ننگرہار کے عسکری امور کے ذمہ دار کے طور پر ان کا تقرر ہوا اور ان حالات میں نئے انقلاب اور صلیبی جارحیت کے خلاف ننگرہار کے علاقے میں جہاد کے نوجوانوں کو تیار کیا۔

ایک ناقابل فراموش تاریخی کارنامہ:

دیگر جہادی اور جنگی کارناموں کے علاوہ بڑا قابل فخر کارنامہ یہ ہے کہ موی نور محمد شہید نے ان شدید حالات میں جب امریکہ اور اس کے صلیبی و کٹھ پتلی اتحادی ہر طرح کے جدید وسائل سے لیس ہو کر مجاہدین کے خلاف سرگرم تھے۔ تورہ بورہ ان کی بم باریوں کا خاص ہدف تھا۔ جس طرح کہ ان کا خیال تھا کہ شیخ اسامہ بن لادن شہید رحمہ اللہ تورہ بورہ میں اپنے تمام عرب مجاہدین سمیت موجود اور محصور ہیں۔ دشمن ایک لمحہ کے لیے بھی یہاں سے غافل نہیں تھا۔انہی شدید حالات میں مولوی نور محمد اپنے مجاہدین کے ساتھ تعاون کے لیے تورہ بورہ محاذ پر گئے اور عرب مجاہدین کو بحفاظت باہر نکالنے کے لیے راستے اور وسائل مہیا کیے۔ اللہ کے فضل سے ان کا منصوبہ کامیاب رہا اور تمام مجاہدین بحفاظت نکلنے میں کامیاب رہے۔اس کے بعد جارحیت پسندوں کے خلاف عسکری میدان میں تدریجی طور پر کام کیا۔

دو بھائی اور ایک بیٹا شہید:

امارت اسلامیہ کے پرچم تلے مولوی نور محمد نے اپنے دو بھائیوں اور ایک نوجوان بیٹے اللہ کی راہ میں قربان کیا۔ایک بھائی ملک عنبر گل نمایاں عسکری تجربہ رکھنے والے نڈر مجاہد تھے جنہوں نے آپ کی شہادت کے بعد آپ کے ساتھیوں کی کمان سنبھالی۔ دوسرے بھائی کمانڈر احمد حنیف تھے جن کی جراتوں کی الگ تاریخ ہے۔دشمنوں کے ایک چھاپے میں شہید ہوگئے۔ حال ہی میں ان کے اٹھارہ سال نوجوان بیٹے ''طالب الحق'' داعش کے جنگجوؤں کے ساتھ لڑائی میں شہید ہوگئے۔اس میں شک نہیں کہ مولوی نور محمد کا خاندان شہادت اور قربانی میں دوسروں سے زیادہ نمایاں مثالیں رکھتا ہے۔

خصوصیات:

مولوی نور محمدؒ میں یگانہ روزگار شخصیت تھے۔ جن خصوصیات کی بدولت ایک انسان اوج کمال تک پہنچتا ہے وہ سب اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا کی تھیں۔ جہاں تک میں انہیں جانتا تھا وہ ایک انتہائی متواضع، متقی اور فقیر منش آدمی تھے۔ ہر طالب اور مجاہد ساتھی سے عاجزی سے پیش آتے۔ ہمیشہ سادہ سا لباس پہنتے، اپنے متعلق کبھی انہیں یہ خیال نہ ہوتا کہ میں نمایاں رہوں۔ جہاد سے بے پناہ محبت رکھتے تھے۔ پڑھائی کے دوران میں بھی جہاد میں شرکت کے لیے نکلتے۔اجتماعیت اور اچھے اخلاق ان کی خاص خصوصیت تھی۔اللہ تعالیٰ نے انہیں اخلاق کریمانہ دیے تھے۔ اپنے اچھے اخلاق کی وجہ سے ہی تمام ساتھی ان سے محبت کرتے۔ خلاصہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں وہ خصوصیات رکھیں تھیں جو ایک کامل انسان بننے کے لیے ضروری تھیں۔

شہادت:

مولوی نور محمد حق پال جہاد کی راہ میں کسی سے ڈرتے نہ تھے۔ نہ کسی کی عداوت کی پروا کرتے۔ ننگرہار اور خوگیانو میں جہادی حملے کرتے رہے۔ان کی کارروائیاں دیکھ کر دشمن نے انہیں اپنے لیے بڑا خطرہ سمجھا اس لیے دیار ہجرت میں یکم ستمبر ۲۰۰۴ء کو انہیں ایک بزدلانہ ٹارگٹ حملے میں شہید کر ڈالا۔

یادیں اور باتیں:

حافظ مولوی عصمت اللہ عاصم صاحب مرحوم کی بہادری، اطاعت اور دیگر صفات کے حوالے سے فرماتے ہیں:

> ''محترم مولوی نور محمد حق پال رواں جہاد میں ہمارے بالکل ابتدائی ساتھیوں میں سے تھے۔انہوں نے شروع ہی سے جہاد کے لیے اسلحہ اٹھایا اور شہادت تک اٹھائے رکھا۔ وہ انتہائی وفادار اور مطیع ساتھی تھے۔امارت اسلامیہ کے دورِ حکومت میں جب ہم ساتھ رہتے تھے اور ہماری دوستی بھی بہت مضبوط تھی۔میں نے انہیں بہت قریب سے دیکھا۔ وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ بہت مخلص تھے۔ان کی کسی بھی قسم کی مدد سے دریغ نہیں کرتے تھے۔ انہیں شہادت کی شروع ہی سے تمنا تھی۔ مجاہدین کے درمیان اتحاد واتفاق ان کی ہمیشہ خواہش تھی۔افغان سرزمین سے بہت محبت رکھتے تھے''۔

افغانستان کی معروف علمی ، جہادی اور سیاسی شخصیت محترم مولوی محمد یونس خالصؒ کے صاحبزادے اور جانشین مولوی انوار الحق مجاہد صاحب جن کے مولوی نور محمد شہیدؒ سے انتہائی گہرے تعلقات تھے۔ اپنی یادوں کا تذکرہ کچھ اس طرح کرتے ہیں:

''امریکی جارحیت کے بعد جب دوبارہ امارت اسلامیہ کے مجاہدین کی صفیں ترتیب پارہی تھیں اس وقت ضرورت ایسے متفقہ شخصیت کی تھی جس کے تقویٰ، قربانی اور بہادری پر سارے مجاہدین متفق ہوں اور سب ان کا احترام کریں۔ قیادت نے ہم علاقے والے مجاہدین سے رائے طلب کی۔ تقریباً تمام مجاہدین کی جانب سے جو نام دیا گیا وہ انہیں مولوی نور محمد شہید کا تھا۔

جارحیت کے آغاز اور بم باری کے دنوں میں جب مہمان مجاہدین تورہ بورہ میں محصور تھے مولوی نور محمد مرحوم انتہائی پریشان تھے۔ اس بات نے انہیں بے چین کر رکھا تھا کہ ان کے مہمان عرب مجاہدین تورہ بورہ میں بم باری میں شہید ہو جائیں اور یہ لوگ جان بچا کر بھاگ جائیں۔ اسی بے چینی کی وجہ سے انہوں نے تورہ بورہ جا کر ان عربوں کی مدد کی اور انہیں بحفاظت باہر نکالنے میں کامیاب ہو گئے۔ ان کے اس کارنامے پر ان کے ساتھی اور جانشین جتنا بھی فخر کریں کم ہے''۔

ملا نیک محمد رہبر، مولوی صاحب رحمہ اللہ کے چھوٹے بھائی، جانشین اور ننگرہار میں عسکری قطعات کے جنرل کمانڈر ہیں۔ وہ اپنے شہید بھائی کے متعلق فرماتے ہیں:

''مجھے وہ رات نہیں بھولتی جب ننگرہار خوگیانو میں ہمارے گھر پر امریکی اور افغان فوجیوں نے چھاپہ مارا۔ ان کی تعداد درجنوں میں تھی۔ ان کے ہمراہ فضا میں ہیلی کاپٹر اور زمینی بکتر بند گاڑیاں تھیں۔ میں نے دیکھا میرے شہید بھائی سپین غر کے شاہین کی طرح جارحیت پسندوں پر ٹوٹ پڑے تھے۔ گھر کو مورچہ بنا کر لڑتے رہے۔ ان کے ہمراہ ہمارے دوسرے بھائی ملک عمیر ان کے ساتھ کھڑے تھے۔ وہ راکٹ سے دشمن پر فائر کر رہے تھے جب کہ مولوی صاحب اپنی گن سے دشمن کو نشانہ بنا رہے تھے۔ میری ماں اور عظیم مجاہدہ خاتون مولوی صاحب کے کندھا سے کندھا ملائے کھڑی تھی اور مسلسل حوصلہ دیے جا رہے تھے۔ بیٹا حوصلہ مت ہارنا میں اپنے آخری سانس تک تمہارے ساتھ کھڑی ہوں۔ اس دین کے دشمنوں کے مقابلے میں ایک قدم پیچھے نہیں ہٹنا۔ گھبراؤ مت۔ شہادت تک لڑتے رہو۔ وہ خود گولیاں اٹھا اٹھا کر ان تک پہنچاتیں اور بالکل ہی ساتھ کھڑی ہوتیں۔ بھائی نے بھی خوب مقابلہ کیا۔ ہمارے چھوٹے بھائی ملا احمد حنیف گھر سے باہر بیٹھک میں تھے۔ جنگ کے آغاز ہی سے وہ زخمی ہو گئے تھے۔ ہم باہر جا کر اسے لانا چاہتے تھے مگر دشمن کی فائرنگ اس شدت سے تھی کہ باہر نکلنے کا موقع ہی نہیں ملتا تھا۔ مولوی نور محمد نے کئی بار کوشش کی مگر بھائی نے کہا میں تو ویسے بھی جا رہا ہوں تم باہر مت آؤ۔ جنگ کے بعد جب ہم انہیں اندر لائے تو دیکھا کہ وہ ملا احمد حنیف شہید ہو گئے تھے۔

ساری رات ہم جارح دشمن سے لڑتے رہے جب تک دوسرے مجاہدین ہماری مدد کو نہ پہنچے۔ جب دوسرے مجاہدین ساتھی پہنچ گئے اور دشمن دشمن شکست کھا کر بھاگ گیا۔ اس وقت ہم نے دیکھا کہ ملا احمد حنیف خون میں لت پت پڑے تھے۔ اپنی جان جانِ آفرین کے سپرد کر گئے تھے۔ جب کہ خاندان کے دیگر افراد معجزانہ طور پر زندہ بچ گئے تھے''۔

ملنگ کاکا، شہید کے ایک اور ساتھی، ان کے متعلق فرماتے ہیں:

''۱۹۹۸ء میں جب ملا صاحبؒ ہمارے شمالی خطوط کے ذمہ دار تھے تو ان کے دوسرے بھائی ملا احمد حنیف زخمی ہو گئے۔ خود مولوی صاحب بھی ہاتھ پر زخمی ہو گئے تھے مگر وہ نہیں چاہتے تھے کہ اپنے زخم سے اپنے چھوٹے بھائی یا دوسرے مجاہدین کو مطلع کریں۔ اس لیے خود پر چادر لپیٹ کر کابل میں زخمیوں کی عیادت کے لیے چلے گئے۔ ننگرہار کے پولیس سربراہ مولوی احمد اللہ بھی اس وقت کابل میں تھے۔ انہوں نے دیکھ کر بے ساختہ کہا: اللہ تعالیٰ تمہارا سایہ ہم پر تادیر سلامت رکھے۔ انہوں نے جواب میں کہا اگر میں شہید ہو جاؤں تو میرے بھائی ہیں وہ میری جگہ ظالموں سے بہت اچھا حساب کتاب لیں گے۔ اور پھر ہوا بھی ایسا ہی اور مولوی صاحب کے بھائیوں نے بھی جہاد کی راہ خوب نبھائی''۔

لواحقین:

الحاج مولوی نور محمد حقپال کے سات بھائی اور گیارہ بچے تھے۔ بھائیوں میں سے دو ان سے بڑے اور چار چھوٹے تھے۔ نور محمد شہید سمیت تین شہید ہو گئے جب کہ ایک بھائی کا انتقال سعودیہ میں ہوا۔ تین بھائی ابھی حیات ہیں۔ جیسا کہ ہم نے کہا ان کے گیارہ بچے ہیں۔ چار بیٹے اور سات بیٹیاں۔ ان کا ایک بیٹا حال ہی میں شہید ہو گیا۔ تین بیٹے ابھی حیات ہیں۔ ان کی وہ بہادر والدہ جو محاصرے میں انہیں گولیاں لا کر دے رہی تھیں وہ بھی اب تک حیات ہیں۔

☆☆☆☆☆

بھیڑ اور بھیڑیے کی کہانی (بڑوں کے لیے)

معین الدین شامی

بھیڑ اور بھیڑیے کی کہانی کا مرکزی خیال یمن سے نشر ہونے والے انگریزی رسالے اِنسپائر میں چھپنے والی ابو نوح کی تحریر ''The Good, the Lamb and the Ugly '' سے لیا گیا ہے، اسی سے ملتی جلتی کہانی محسنِ امت شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ بھی اپنے ایک بیان میں سنا چکے ہیں۔ یہ کوشش یمن میں شہید ہونے والے مجاہد بھائی سمیر خان رحمہ اللہ کے نام منسوب کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی رحمت سے ڈھانپ لے اور اپنی راہ میں مقامِ شہادت سے سرفراز فرمائے، آمین۔

زیادہ عرصہ پرانی بات نہیں، کہ ایک پراسرار خطۂ زمین پر، ایک دو نسلا بھیڑیا رہا کرتا تھا۔ اس بھیڑیے کا نام ''اِسکیمو کتا'' اور پُراسرار دیس کا نام ''جس کی لاٹھی اس کی بھینس!'' تھا۔ اِسکیمو کتا، اپنے ساتھیوں میں اپنے بڑے سر، اونچی دھاڑ اور لمبی زبان کے باعث امتیازی حیثیت رکھتا تھا۔ انہی خصوصیات کے باعث وہ اپنے جتھے کا سرغنہ بن گیا تھا!

ایک روز اسکیمو کتا پہاڑی کی چوٹی پر ٹہل رہا تھا۔ وہ اپنے پیٹ میں لگی ہوس کی آگ کو مٹانے کا سامان، اپنی لالچی نگاہوں سے تلاش کر رہا تھا مگر کہیں کچھ دِکھتا نہ تھا۔ سامانِ ظلم مانگتی اس کی بھوک اپنے جوبن پر تھی۔ اسی دوران اس کی نظر پہاڑی کے دامن میں واقع سبزہ زار میں گھومتے، ایک پیارے سے بھیڑ کے بچے پر پڑی۔ اسکیمو کتا لمبی لمبی چھلانگیں لگاتا دامنِ کوہ میں آناً فاناً پہنچا، تاکہ اس معصوم سے میمنے سے ''ملاقات'' کر سکے۔ اسکیمو اس بات پر نہایت پختہ عزم باندھے ہوا تھا کہ وہ اس معصوم کو ہرگز بھی وحشیانہ وار کر کے ہڑپ نہ کرے گا۔ وہ سب کے حقوق سے بخوبی آگاہ تھا، بلکہ وہی تو عالمی حقوق کا سب سے بڑا چیمپین تھا۔ اس لیے، اس منصفِ اعظم کا ارادہ پیارے سے بھیڑ کے بچے پر اتمامِ حجت کے بعد ہی اپنے لمبے اور زہر ٹپکتے دانت اس کی گداز سی گدّی کے پار کرنے کا تھا۔ اس نیک مقصد کے حصول، اپنے فریضے اور بھیڑ کے بچے کے حق کی ادائیگی کے لیے اسکیمو، میمنے کے قریب ہوا اور یوں گویا ہوا:

''اے بچے! پچھلے سال تم نے میری نہایت گستاخانہ انداز میں بے عزتی کی تھی!''

''دراصل... میں تو پیدا ہی اس سال ہوا ہوں...!'' بھیڑ کا بچہ کانپتی آواز میں منمنایا۔

''ہممممم۔۔۔ تم میری چراگاہ میں چر رہے ہو... ہاں!!!''

''ہرگز نہیں عالی جاہ...'' میمنا بولا، ''میں نے تو کبھی گھاس چکھی ہی نہیں!''

''تم میرے کنوے سے پانی پیتے ہو!''

''نہیں حضور!'' میمنے نے اعلانیہ انداز میں کہا، ''میں نے تو کبھی پانی پیا ہی نہیں، میری ماں کا دودھ میرے لیے اب تک کھانا اور پانی دونوں کا کام کرتا رہا ہے۔''

''خیر میں بھوکا تو ہرگز نہیں رہ سکتا!'' اسکیمو نے سوچا۔

اِسکیمو نے میمنے کو دبوچا اور چیر پھاڑ کر کھا گیا۔ دبوچتے اور چیر پھاڑ کرتے ہوئے عالمی حقوق کا چیمپین، اسکیمو کہہ رہا تھا؛ ''یقیناً پھر وہ تمہاری ماں ہی ہوگی جس نے یہ سب جرائم کیے ہیں!''

ستم زدہ ماں، لاچاری و بے بسی کے عالم میں پاس ہی کھڑی، یہ ماجرا تک رہی تھی۔ اپنے پیارے بیٹے کو اس بے رحم بھیڑیے کے دانتوں تلے ادھڑتا دیکھ کر یہ غریب ماں آخر کر بھی کیا سکتی تھی؟ وہ جانتی تھی کہ اپنا حق یہاں مانگا (claim) نہیں جا سکتا۔ لیکن اس ماں کی ممتا نے اسے یونہی بیٹھا رہنے نہ دیا، وہ آگے بڑھی اور اسکیمو کو سینگ مارا! ظاہر ہے بھیڑیے کو اس بے چاری کے سینگ سے کیا ہونا تھا؟ سو ہوا بھی کچھ نہیں۔ مگر اسکیمو آگ بگولہ ہو گیا، اس کی آنکھیں غصے سے سرخ ہو گئیں۔ جسم پر بال مارے غضب کے کھڑے ہو گئے۔ اس نے سوچا کہ اس بھیڑ کی یہ جرأت کہ مجھے چھوئے! اس کی جرأت کے مجھ سے اپنا حق وصول کرنے کا سوچے!

''آآآاااووو...'' اسکیمو ایک لمبی اور غیر متزلزل، دردناک آواز میں چلایا۔ ''یہ دہشت گرد ہے، یہ دہشت گرد ہے، یہ شدّت پسند ہے... انتہا پسند ہے!'' اس کے ساتھ ہی سلطنت میں موجود تمام بھیڑیوں نے اسکیمو کی آواز کے ساتھ اپنی آواز ملا لی۔ وہ سب اس کے الفاظ دہرانے لگے: ''دہشت گرد، شدّت پسند، انتہا پسند!!!''... اس سب شور شرابے کے ساتھ ایک پُر فریب سا ماحول بن گیا۔ گویا تمام اقوام و افراد اس فعل کی مذمت کر رہے ہوں۔ یہ بات حیرت انگیز نہیں کہ یہ ''آہ و زاری'' دس میل دُور تک سنائی دے رہی تھی... بلکہ تعجب تو یہ تھا کہ یہ آوازیں پورے جنگل میں گونج رہی تھیں۔ ساتھ ہی جنگل میں موجود میڈیا کے نمائندہ طوطوں نے ان الفاظ کو دہرانا اور خبریں اور تجزیے نشر کرنا شروع کر دیے:

''ہم بھیڑ کا بھیڑیے کو سینگ مارنے کے ظالمانہ فعل کی پر زور الفاظ میں مذمت کرتے ہیں''!

''جنگل کے تمام جانور اس وحشیانہ حرکت کے خلاف ہیں!''

''سِول سوسائٹی بھی اس barbaric act کی شدید الفاظ میں مذمت کرتی ہے!''

''اس دہشت گرد بھیڑ کے خلاف کارروائی ہونی چاہیے!''

''تمام اقوامِ جنگل اس ظالمانہ ذہنیت رکھنے والے طبقے کے خلاف متحد ہیں!''

''جنگل کی جی-ایٹ اقوام (جن میں بھیڑیے، شیر، سؤر، اژدھے، لومڑیاں، تیندوے، چیلیں اور گدھ شامل ہیں) نے اس حرکت کے خلاف اپنا ردِّ عمل جاری کرنے کے لیے اجلاس طلب کر لیا ہے!''

''ہم اس شدّت پسند بھیڑ اور اس کے ہم نواؤں کو جنگل کے کونے کونے سے ڈھونڈ نکالیں گے اور ''انصاف'' کے کٹہرے میں لائیں گے!''

جنگل کے بے تاج بادشاہ، جنابِ اِسکیمو کتا، جو جنگل کی سب سے بڑی طاقت یعنی بھیڑیوں کی قوم کے سردار بھی ہیں نے اعلان کیا ہے کہ :

"Either you are with us or with the terrorists!"

"یا تو تم ہمارے ساتھ ہو یا دہشت گردوں کے ساتھ !"

"بھیڑوں، بکریوں، چڑیوں، بلبلوں اور جگنوؤں کی تمام اقوام، عالمی دہشت گردوں کی فہرست میں شامل کر دی گئی ہیں !"

"جنگل کے ہر درخت پر موجود "گھونسلا ائیر بیسوں" کو "چیل فورس" کے ذریعے تباہ کیا جائے گا"

"بلبل اور چڑیاں پھولوں کے گلشن میں رہتی ہیں، ان گلشنوں کو آگ لگا دی جائے گی"

...اور جنگل کی تاریخ کی سب سے بڑی جنگ کا آغاز ہو گیا جو تا حال جاری ہے...

☆☆☆☆☆

بقیہ: تحریکِ آزادئ کشمیر، فکر و عمل کی پکار

ہم اگر اللہ پر توکل کر کے صاف و شفاف دعوت اور جہاد کا پرچم اٹھائیں تو اللہ ضرور مدد فرمائیں گے ۔يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اے ایمان والو! إِن تَنصُرُوا اللَّهَ يَنصُرْكُمْ اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو وہ بھی تمہاری مدد کرے گا وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ اور تم کو ثابت قدم رکھے گا۔

پس کشمیر کے اے میرے نوجوان بھائیو اور انتہائی محترم بزرگو! ظلم سے خلاصی اور عدل کے قیام کا یہی واحد راستہ ہے۔ اس راستے پر آپ قدم بڑھائیں، ہم آپ کے ساتھ ہیں، دنیا بھر کے مجاہدینِ اسلام آپ کی پشت پر کھڑے ہیں۔ پاکستان و ہندوستان کے مسلمان عوام ان شاء اللہ آپ کے انصار بنیں گے۔ اللہ پر بھروسہ کیجیے، إِنْ يَنْصُرْكُمُ اللَّهُ۔ اگر اللہ آپ کی مدد کریں۔ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ۔ تو کوئی تم پر غالب نہیں ہو گا۔ وَإِنْ يَخْذُلْكُمْ۔ اور اگر اللہ نے تمہیں چھوڑا۔ فَمَنْ ذَا الَّذِي يَنْصُرُكُمْ مِنْ بَعْدِهِ۔ تو کون ہے جو اس کے بعد تمہاری مدد کرے؟۔ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ۔ اور مؤمنین کو چاہیے کہ اللہ ہی پر توکل کریں۔

پاکستان، بنگلہ دیش اور ہندوستان کے مسلمان بھائیو! مظلوم کشمیری بھائیوں کی مدد اور برصغیر میں ظالمانہ نظام کفر ختم کرنے کے لیے جہاد ہم پر بھی فرض ہے۔ کشمیری قوم نے بہت قربانیاں دیں، یہ قربانیاں تب ہی رنگ لائیں گی جب ہم پاکستان، ہندوستان اور بنگلہ دیش کے مسلمان بھی 'حی علی الجہاد' کی پکار پر لبیک کہنے والے بن جائیں، ایک صف بن کر قافلہء جہاد کو تقویت بھی بخشیں اور اس جہاد کو طواغیت کے حملوں اور سازشوں سے محفوظ بھی رکھیں۔ تاخیر بہت ہو چکی اور مزید تاخیر اللہ کی شدید ناراضگی کا باعث ہو سکتی ہے ۔يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَا لَكُمْ إِذَا قِيلَ لَكُمُ انْفِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ مومنو! تمہیں کیا ہوا ہے کہ جب تم سے کہا جاتا ہے کہ جہاد کے لیے نکلو اثَّاقَلْتُمْ إِلَى الْأَرْضِ تو تم زمین پر گرے جاتے ہو أَرَضِيتُمْ بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا مِنَ الْآخِرَةِ کیا تم آخرت کو چھوڑ کر دنیا کی زندگی پر خوش بیٹھے ہو فَمَا مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا قَلِيلٌ دنیاوی زندگی کے فائدے تو آخرت کے مقابل بہت ہی کم ہیں إِلَّا تَنْفِرُوا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا أَلِيمًا اور اگر تم نہیں نکلو گے تو اللہ تم کو بڑی تکلیف کا عذاب دے گا۔ وَيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ تمہاری جگہ اور لوگ پیدا کر دے گا وَلَا تَضُرُّوهُ شَيْئًا اور تم اس کو کچھ نقصان نہ پہنچا سکو گے وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔ اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ اللہ ہماری رہنمائی فرمائے، کشمیری مسلمانوں کے صبر و استقامت میں اضافہ کرے اور اس عظیم قوم کی قربانیوں کی برکت سے پورے برصغیر میں اسلام کا غلبہ ہمیں دکھائے۔ آمین یا رب العالمین

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقه محمد و آله وصحبه أجمعين

☆☆☆☆☆

بقیہ: اپنے ہاتھوں اپنی موت

اب امریکہ میں یہ بات مشہور ہے کہ امریکی فوجی آپس میں یہ کہتے ہیں کہ افغانستان کی ہاری ہوئی جنگ میں طالبان مارتے ہیں ہم اپنے آپ کو خود ہی مار دیں تو زیادہ بہتر ہے۔ جو کوئی ایک فوجی دستہ ایک مرتبہ افغانستان آیا ہے اور اپنی ذمہ داری پوری کر چکا ہے پھر وہ کبھی بھی افغانستان نہیں آیا، یا تو افغانستان میں قتل اور زخمی ہو جاتے ہیں یا دوبارہ افغانستان جانے کے خوف سے خودکشی کرتے ہیں اور یا خود کو ہمیشہ کے لیے معذور کر دیتے ہیں۔

اقتصادی طاقت، فوجی طاقت اور پچھلے رعب و دبدبہ میں سے اب کچھ بھی باقی نہیں رہا کئی کئی بار اقتصادی بحران کا راستہ روکنے کے لیے بند باندھا گیا مگر سب بے سود ثابت ہوا۔ اور وہ جو وہاں افغانستان میں موجود ہیں افغان جنگ کی پریشان کن صورتحال سے جن کے دل پھٹے جا رہے ہیں وہ تو ایک الگ ہی موضوع ہے۔ مجاہدین کا رعب ان کے دلوں میں ایک بیماری بن چکا ہے کئی امریکی سول عوام جو ذرائع ابلاغ پر طالبان کے بارودی سرنگوں کے دھماکے دیکھتے ہیں، اپنے پیاروں کی ہلاکتیں دیکھتے ہیں یا اپنے رشتہ داروں کے ٹکڑے ٹکڑے جسم دیکھتے ہیں وہ گھروں میں بیٹھے بیٹھے پاگل ہو جاتے ہیں۔ کبھی کبھی تو بچوں کو بھی طالبان کے نام سے ڈراتے ہیں۔ بچے جب شور کرتے یا روتے ہیں تو اپنی زبان میں یوں کہتے ہیں :

They Will Keep Quiet Dont Cry The Taliban Com.

"چپ ہو جاؤ، رو نا مت طالبان آ جائیں گے"۔

اب پانی سر سے گذر چکا ہے امریکہ اپنے کیے پر یقینا پچھتا رہا ہے، امریکی فوجی اس جنگ میں یا تو مارے جاتے ہیں اور یا اپنے گلے میں خود پھندا ڈالتے ہیں۔ اقتصاد سے لے کر جانی نقصان تک کچھ بھی نہیں بچا جس سے توقع رکھیں۔ تاریخ میں اس کا ایسا برا انجام رقم ہو رہا ہے کہ شاید آئندہ کبھی بھی متکبرانہ لہجے میں کوئی بڑا دعویٰ نہ کر سکے۔

☆☆☆☆☆

خراسان کے گرم محاذوں سے

ترتیب وتدوین: عمر فاروق

افغانستان میں محض اللہ کی نصرت کے سہارے مجاہدین صلیبی کفار کو عبرت ناک شکست سے دوچار کر رہے ہیں۔ ماہِ جون میں ہونے والی اہم اور بڑی کارروائیوں کی تفصیل پیش خدمت ہے۔ یہ تمام اعداد و شمار امارت اسلامیہ ہی کے پیش کردہ ہیں جب کہ تمام کارروائیوں کی مفصل روداد امارت اسلامیہ افغانستان کی ویب سائٹ http://www.urdu-alemarah.com پر ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

یکم اگست:

☆کابل شہر کے حلقہ نمبر 9 کے مربوطہ علاقے میں واقع غاصب قوتوں کے نارتھ گیسٹ ہاؤس اور لاجسٹک و انٹیلی جنس مرکز امارت اسلامیہ کے 4 فدائین نے پر حملہ کیا۔ سب سے پہلے سرفروش فدائی مجاہد نے بارود بھری مزدا ٹرک کے ذریعے نارتھ گیٹ ہوٹل کے مین گیٹ کو تباہ کر کے تمام رکاوٹوں کو دور کر دیا اور اس سے دشمن کی تمام چوکیاں، عمارتیں، ذخائر وغیرہ منہدم ہوئے اور وہاں موجود اکثر بیرونی غاصب ملبے کے تلے دب گئے۔ اس کے بعد تین سرفروش مرکز کے صحن میں داخل ہوئے اور وہاں زندہ بچ جانے والے غاصبوں کو نشانہ بنایا اور یہ سلسلہ صبح پانچ بجے تک جاری رہا، جس کے نتیجے میں کوئی شخص محفوظ نہ رہ سکا اور رہائش پذیر درجنوں غاصب و کٹھ پتلی ہلاک و زخمی ہوئے۔ دوسرے مرحلے میں دو گھنٹے تک تینوں فدائین نے منصوبے کے مطابق مرکز سے آنے والے تازہ دم کمانڈوز، بیرونی افواج اور کٹھ پتلی پولیس اور فوجیوں پر گولیاں کی بوچھاڑ شروع کر دی اور اس دوران درجنوں ملکی اور غیر ملکی افواج اور پولیس اہل کار ہلاک و زخمی ہوئے، جنہیں ایمبولینس گاڑیوں کے ذریعے منتقل کیے گئے۔ اس مبارک معرکہ کے نتیجے میں وہاں موجود سیکڑوں بیرونی اور داخلی انٹیلی جنس اہل کار مطابق مارے گئے اور کافی زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ہرات کے ضلع شینڈنڈ کے دامان کے علاقے میں واقع جنگ جوؤں کے مراکز پر مجاہدین نے وسیع حملہ کیا۔ اس دوران میں جنگ جوؤں کی مدد کے لیے ہیلی کاپٹروں سے کمانڈوز کو اتارا گیا، جن پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 17 جنگ جوؤں سمیت 3 کمانڈوز بھی ہلاک اور متعدد زخمی ہوئے۔

☆صوبہ کابل کے ضلع سروبی کے تیزین کے علاقے قلعہ کلان کے مقام پر واقع فوجی چوکی پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی نصرت سے چوکی فتح اور وہاں تعینات اہل کاروں میں سے 4 ہلاک جب کہ 2 زخمی اور مجاہدین نے دو کلاشنکوفیں، ایک ہیوی مشین گن، ایک دوربین اور دیگر فوجی ساز و سامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ فاریاب کے ضلع جمعہ بازار میں پولیس اہل کاروں پر مجاہدین کا حملہ، جس کے نتیجے میں ٹینک تباہ اور اس میں سوار پولیس چیف (سخی بابا عثمانی) محافظ سمیت ہلاک جب کہ 4 اہل کار زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع نادعلی مرکز کے قریب فوجی مراکز پر مجاہدین نے وسیع حملہ کیا، جس کے نتیجے میں سید آباد گاؤں، لعل جان اور جنگلہ نامی پولیس اسٹیشن سمیت 9 چوکیاں فتح اور وہاں تعینات اہل کاروں کو ہلاکتوں کا سامنا ہوا۔ مجاہدین نے 2 امریکن ہیوی مشن گن، 2 راکٹ لانچر ایک مارٹر توپ، 4 امریکن بندوقیں اور 2 کلاشنکوفوں سمیت مختلف النوع فوجی ساز و سامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع گرمسیر کے سفار بازار کے قریب بصیر خان نامی گاؤں میں واقع فوجی چوکی پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس سے چوکی فتح اور وہاں تعینات اہل کاروں میں سے 10 ہلاک جب کہ دیگر نے فرار کی راہ اپنالی۔

2 اگست:

☆صوبہ قندہار کے ضلع شاہ ولیکوٹ کے الیک کے علاقے میں واقع دو چوکیوں پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس سے ایک چوکی فتح اور وہاں تعینات اہل کاروں میں سے کمانڈر سمیت 9 ہلاک ہوگئے۔ مجاہدین نے 4 ہیوی مشن گن، 2 راکٹ لانچر، اور 3 کارمولی سمیت مختلف النوع فوجی ساز و سامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع ناوہ میں پولیس اہل کاروں کے قافلے کے 2 ٹینک مجاہدین کی نصب شدہ بم دھماکوں سے بھی تباہ اوان میں سوار 14 اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ کابل کے ضلع سروبی کے مختلف علاقوں میں کابل، جلال آباد قومی شاہراہ پر مجاہدین نے فوجی کاروان پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے وسیع حملہ کیا جس میں 2 فوجی ٹینک اور 4 رینجر گاڑیاں تباہ ہونے کے علاوہ 18 سیکورٹی اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ لوگر کے ضلع برکی برک کے دوشیخ کے علاقے میں واقع پولیس چوکی پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی نصرت سے چوکی فتح اور 13 اہل کار ہلاک ہوئے

☆صوبہ ہلمند کے ضلع مارجہ میں فوجی و پولیس چوکیوں پر مجاہدین نے حملہ کیا۔ جس کے نتیجے میں اللہ کی نصرت سے پانچ چوکیاں فتح، ایک ٹینک تباہ اور وہاں تعینات اہل کاروں میں سے 15 ہلاک جب کہ دیگر نے فرار کی راہ اپنالی۔

☆صوبہ ہرات کے ضلع ضلع شینڈنڈ میں جنگ جوؤں اور فوجیوں کے مراکز پر مجاہدین نے حملہ کیا۔ جس کے نتیجے میں 4 فوجی مراکز فتح ہونے کے علاوہ کمانڈر حکمتک سمیت 21 سیکورٹی ہلاک جب کہ پانچ گرفتار ہوئے۔

3 اگست:

☆صوبہ غور کے ضلع پسابند میں شب تنگی خاسہ کے علاقے میں واقع 2 میں فوجی چوکیوں پر مجاہدین نے حملہ کیا۔ دونوں چوکیاں فتح اور وہاں تعینات اہل کاروں میں سے 9 ہلاک جب کہ 10 سے زیادہ زخمی ہوئے۔

☆صوبہ فاریاب کے قیصار اور چھلگزئی اضلاع میں دعوت وارشاد کمیشن کے کارکنوں کی دعوت کو لبیک کہتے ہوئے 14 جنگ جوؤں نے مخالفت سے دست برداری کا اعلان کیا۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع ناد علی میں فوجی وپولیس مراکز اور چوکیوں پر حملے، چانجیر بازار اور آس پاس کی چوکیوں پر وسیع حملہ ہوا۔ جس کے نتیجے میں اللہ کی فضل سے چانجیر بازار اور آس پاس چوکیاں فتح ہونے کے علاوہ وہاں تعینات اہل کاروں میں سے 45 ہلاک جب کہ دشمن کے 2 ٹینک بھی تباہ ہوئے۔

☆صوبہ غزنی کے شلگر اور خوگیانی اضلاع میں کمانڈوز اور پولیس کو مجاہدین نے نشانہ بنایا۔ ضلع شلگر کے کنصف اور دوہ لارے کے علاقوں میں مجاہدین نے سپیشل فورس اہل کاروں اور پولیس چوکیوں پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے شدید حملہ کیا، جس کے نتیجے میں چار فوجی ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ 12 اہل کار ہلاک جب کہ 17 زخمی ہوئے۔

4 اگست:

☆صوبہ ہرات کے ضلع رباط سنگی میں یکہ توت کے علاقے میں واقع فوجی چوکیوں پر حملہ ہوا۔ جس کے نتیجے میں ایک ٹینک، ایک رینجر گاڑی تباہ اور 2 فوجی ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع ناد علی میں دشمن کے حملے پسپا۔ فوج، پولیس اور کمانڈوز نے تین دفعہ چانجیر بازار پر ناکام حملے کی کوشش کی، جن کو مجاہدین کے شدید مزاحمت کا سامنا ہوا اور لڑائی چھڑ گئی۔ جس کے نتیجے میں 5 ٹینک تباہ اور اس میں سوار اہل کاروں کو ہلاکتوں کا سامنا ہوا۔ مجاہدین نے ایک اینٹی ائیر گرافٹ گن سمیت مختلف النوع فوجی ساز وسامان بھی غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع گرشک میں نہر سراج کے علاقے کے شینند ک ماندہ کے مقام پر ایک فوجی ٹینک بارودی سرنگ سے ٹکرا کر تباہ اور اس میں سوار اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

5 اگست:

☆صوبہ ہرات کے ضلع گلران میں امارت اسلامیہ کے مجاہدین نے فوجی کاروان پر حملہ کیا۔ جس کے نتیجے میں 7 اہل کار ہلاک جب کہ 5 زخمی ہونے کے علاوہ ایک فوجی ٹینک بھی تباہ ہوا۔

6 اگست:

☆صوبہ کابل میں کابل لوگر روڈ پر پولیس اہل کاروں کے ٹینک پر بارودی سرنگ دھماکے کی زد میں آ گیا۔ جس کے نتیجے میں ٹینک تباہ اور اس میں سوار شاہراہ کمانڈر سید ستار ہاشمی سمیت 6 اہل کار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ پکتیا کے ضلع سمکنئی میں فوجی کاروان پر مجاہدین نے حملہ کیا۔ جس کے نتیجے میں 2 فوجی ٹینک اور ایک رینجر گاڑی تباہ ہونے کے علاوہ دشمن کو ہلاکتوں کا سامنا بھی ہوا۔

7 اگست:

☆صوبہ پکتیا کے صدر مقام گردیز شہر کے کوٹوال کے علاقے میں مجاہدین نے فوجی کارروان پر حملہ کیا، جس میں ایک ٹینک اور موٹر سائیکل تباہ ہونے کے علاوہ 2 فوجی ہلاک جب کہ 3 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ پکتیا کے ضلع جانی خیل کے رباط کے علاقے میں مجاہدین نے کمانڈوز پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 6 اہل کار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ پکتیا کے ضلع سمکنئی کے لواڑہ کے علاقے میں کمانڈوز نے مجاہدین کی مورچوں پر حملہ کیا، جنہیں شدید مزاحمت کا سامنا ہوا، جس کے نتیجے میں تین کمانڈوز ہلاک ہونے کے علاوہ دو فوجی ٹینک اور ایک رینجر گاڑی مکمل طور پر تباہ ہوئیں۔

☆صوبہ زابل کے صدر مقام قلات شہر کے مربوطہ نورک کے علاقے میں واقع چوکی پر مجاہدین نے ہلکے وبھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں کمانڈر حکمت سمیت 3 اہل کار ہلاک جب کہ 4 مزید زخمی ہوئے۔

☆صوبہ زابل کے ضلع شہر صفا میں فوجی قافلے پر حملہ ہوا، جس کے نیتجے میں 3 ٹینک، ایک رینجر گاڑی تباہ اور ان میں سوار اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

8 اگست:

☆صوبہ پکتیا کے ضلع سمکنئی کے مربوطہ علاقوں میں افغان فوجی کارروان، مجاہدین کی کمین گاہوں اور بارودی سرنگوں کی زد میں آیا۔ جس کے نتیجے میں ایک رینجر گاڑی اور 9 ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ معروف جنگ جو کمانڈر فیضو سمیت 31 اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے ہیں۔

☆صوبہ فراہ کے ضلع پشترود میں جنگ جوؤوں نے محاصرہ توڑنے کی خاطر مجاہدین پر حملہ کیا۔ جنہیں شدید مزاحمت کا سامنا ہوا اور گھمسان کی لڑائی چھڑ گئی، جس کے نتیجے میں 4 ٹینک تباہ اور 7 کمانڈوز قتل جب کہ 8 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ننگرہار کے صدر مقام جلال آباد شہر میں امریکی فوجوں کے کارروان پر فدائی حملہ ہوا۔ جلال آباد شہر کے قریب اڈہ کے علاقے اخندزادہ صاحب کے مقام پر امارت اسلامیہ کے فدائی مجاہد شہید عمر تقبلہ اللہ نے بارود بھری گاڑی کو امریکی کارروان سے ٹکرا دی۔ شہیدی حملے میں ایک ٹینک مکمل تباہ، جب کہ دوسرے کو نقصان پہنچنے کے علاوہ 6 وحشی فوجی موقع پر واصل جہنم ہوئے۔

☆صوبہ ننگرہار کے ضلع بٹی کوٹ کے سپین خوڑ کے علاقے میں مجاہدین نے کٹھ پتلی فوجوں پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں ایک رینجر گاڑی تباہ اور اس میں سوار 4 اہل کار ہلاک اور 2 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ننگرہار کے ضلع چپرہار کے سرخ قلعہ اور شعیب قلعہ درمیانی علاقے میں مجاہدین نے امریکی فوجوں اور افغان سپیشل فورس اہل کاروں پر حملہ کیا، جس میں سپیشل فورس کے 2اہل کار ہلاک جب کہ 2امریکی فوجوں سمیت 6کٹھ پتلی فوجی زخمی ہوئے۔

9اگست:

☆صوبہ سمنگان کے ضلع حضرت سلطان میں مقامی جنگ جوؤں اور پولیس اہل کاروں پر مجاہدین نے حملہ کیا۔ جس کے نتیجے میں 7پولیس اہل کار اور 3 جنگ جو ہلاک جب کہ 8 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع ناوہ میں فوجی وپولیس مراکز اور چوکیوں پر مجاہدین نے وسیع حملے کا آغاز کیا، جس کے نتیجے میں 2فوجی مراکز، ایک پولیس اسٹیشن اور پانچ چوکیاں فتح ہونے کے علاوہ متعدد افراد ہلاک اور زخمی ہوئے۔ مجاہدین نے 2ٹینک، 2رینجر، اور ایک کاماز گاڑی، ایک اس پی جی 9توپ، ایک مارٹر توپ، ایک 82ایم ایم توپ، 2ہیوی مشن گن، ایک کلاشنکوف اور 2پستولوں سمیت مختلف النوع فوجی ساز وسامان غنیمت کر لیا۔

10اگست:

☆صوبہ بغلان کے ضلع دھنہ غوری کے مرکز اور آس پاس چوکیوں پر مجاہدین نے حملہ کیا۔ مجاہدین نے اللہ تعالیٰ کی نصرت سے دو فوجی بیس اور دس چوکیوں کا کنٹرول حاصل کر لیا اور وہاں تعینات اہل کاروں میں متعدد ہلاک اور زخمی ہوئے جب کہ 33 اہل کاروں نے مجاہدین کے سامنے ہتھیار ڈال دیے، جنہوں نے کافی مقدار میں ہلکے اور بھاری ہتھیار بھی مجاہدین کے حوالے کر دیے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع مارجہ میں کیمپ کے علاقے میں افغان فوج اور پولیس نے راستہ کھولنے کی خاطر مجاہدین پر حملہ کیا، جنہیں شدید مزاحمت کا سامنا ہوا اور لڑائی چھڑ گئی، جس سے 3ٹینک تباہ اور ان میں سوار 10اہل کار موقع پر ہلاک ہوئے جب کہ دیگر نے فرار کی راہ اپنائی۔

☆صوبہ غزنی کے صدر مقام غزنی شہر میں پولیس اہل کاروں اور کٹھ پتلی فوجوں پر مجاہدین نے حملہ کیا۔ جس کے نتیجے میں 7اہل کار ہلاک جب کہ 4زخمی اور ایک کو مجاہدین نے گرفتار کرنے کے علاوہ ایک ہیوی مشین گن، تین کلاشنکوفیں اور دیگر فوجی ساز وسامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ قندھار کے ضلع میوند کے بند تیمور کے علاقے کے بیابانک کے مقام پر ہونے والوں بم دھماکوں سے 3فوجی ٹینک تباہ ہوئے جب کہ ان میں سوار اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ قندھار کے ضلع شوراب‌ک میں سرو چاہان کے علاقے میں رینجر گاڑی مجاہدین کی نصب شدہ بم سے ٹکرا کر تباہ ہوگئی اور اس میں سوار اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ بغلان کے ضلع دھنہ غوری میں دشمن کے خلاف وسیع کارروائی کا آغاز کیا، جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی نصرت سے 14چوکیاں اور فوجی بیس فتح ہونے کے علاوہ جنگ جو کمانڈر خان کرمولی سمیت 10ہلاک جب کہ متعدد زخمی ہونے کے علاوہ مجاہدین نے ایک رینجر گاڑی اور کافی مقدار میں ہلکے وبھاری ہتھیار غنیمت کر لیے۔

☆صوبہ قندوز کے ضلع امام صاحب میں مجاہدین نے دشمن پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 4ٹینک تباہ ہوئے اور متعدد افغان فوجی ہلاک اور زخمی ہوئے

11اگست:

☆صوبہ ہلمند کے ضلع ناوہ کے انٹیلی جنس سروس کے مرکزی عمارت پر حملہ ہوا، جس کے نتیجے میں مرکز فتح اور وہاں تعینات اہل کاروں میں سے 20ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع گرمسیر میں سفار بازار کے علاقے میں واقع دشت نامی فوجی مرکز پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس سے مرکز فتح اور وہاں تعینات 17اہل کار ہلاک، متعدد زخمی جب کہ ایک کاماز گاڑی تباہ ہوئی۔ جب کہ مجاہدین نے 2ٹینک، 3رینجر گاڑیاں، ایک ڈی سی توپ، ایک امریکن ہیوی مشن گن، اور 16امریکن بندوقوں سمیت مختلف النوع فوجی ساز وسامان غنیمت کر لیا۔

12اگست:

☆صوبہ غور کے ضلع شینکوٹ میں کمانڈوز، فوجیوں، پولیس اور جنگ جوؤں نے مجاہدین پر حملہ کیا۔ جنہیں شدید مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا اور لڑائی چھڑ گئی جس کے نتیجے میں کمانڈوز کے کمانڈر سمیت متعدد اہل کار ہلاک ہوئے جب کہ زمان نامی انٹیلی جنس چیف سمیت متعدد زخمی ہوئے۔

☆صوبہ میدان کے ضلع نرخ کے خواجہ بازار کے علاقے میں مجاہدین نے صوبائی گورنر کے کاروان پر حملہ کیا، جس میں ایک گاڑی تباہ ہوئی، لیکن ہلاکتوں سے متعلقہ اطلاع فراہم نہ ہوسکی۔

☆صوبہ لغمان کے ضلع علیشنگ کے شمس خیل کے علاقے میں مقامی جنگ جوؤں اور کٹھ پتلی فوجوں پر مجاہدین نے حملہ کیا۔ جس کے نتیجے میں دو فوجی ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ 7اہل کار ہلاک جب کہ 8زخمی ہوئے۔

13اگست:

☆صوبہ پکتیا کے ضلع جانی خیل میں شاہو خیل کے علاقے میں کٹھ پتلی فوجوں کے 2ٹینک بارودی سرنگوں سے ٹکرا کر تباہ ہوئے۔ ان میں سوار 8اہل کار ہلاک اور 3زخمی ہوئے۔

☆صوبہ لغمان کے ضلع علینگار کے لوکاٹ اور سیندروان کے علاقوں میں مجاہدین نے فوجی کاروان پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 3فوجی ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ 7اہل کار ہلاک جب کہ 8زخمی ہوئے۔

☆صوبہ پکتیکا کے ضلع زیڑوک کے سرخ میدان کے علاقے میں فوجی کاروان کو بارودی سرنگوں اور حملوں کا سامنا ہوا، جس کے نتیجے میں 4سپلائی گاڑیاں تباہ ہونے کے علاوہ 6سیکورٹی اہل کار ہلاک جب کہ 7زخمی ہوئیں۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع گرمسیر کے مربوطہ علاقوں میں واقع فوجی و پولیس مراکز و چوکیوں پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 4 مراکز، 3 پولیس اسٹیشن اور 36 چوکیاں فتح ہونے کے علاوہ وہاں تعینات 36 اہل کار ہلاک ہوئے جب کہ دیگر نے فرار کی راہ اپنالی۔ مجاہدین نے 2 ٹینک، 3 رینجر گاڑیاں، پانچ امریکن ہیوی مشن گن اور 35 امریکن بندوقوں سمیت مختلف النوع فوجی ساز و سامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع گرشک میں نہر سراج کے علاقوں شینڈک ماندہ اور یکلنگ علاقوں میں کٹھ پتلی فوجوں، پولیس اور جنگ جوؤں نے ہرات-قندہار راستہ کھولنے کی ناکام کوشش کی، جنہیں شدید مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا، اور لڑائی چھڑ گئی، جس کے نتیجے میں 6 ٹینک تباہ ہوئے اور ان میں سوار اہل کاروں کو ہلاک و رخمی ہوئے۔

14 اگست:

☆صوبہ قندھار کے ضلع شورابک میں تنگئی کے علاقے میں واقع فوجی مرکز پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں اللہ کی نصرت سے مرکز فتح اور وہاں تعینات اہل کاروں میں سے کمانڈر پیدا محمد سمیت 19 ہلاک ہوئے۔ ایک ٹینک، ایک رینجر گاڑی، ایک راکٹ لانچر، 3 ہیوی مشن گن اور 9 کلاشنکوفوں سمیت مختلف النوع فوجی ساز و سامان غنیمت کر لیا گیا۔

☆صوبہ ننگرہار کے ضلع بٹی کوٹ میں سپین خوڑ کے علاقے میں مجاہدین نے صوبائی گورنر کے کارروان پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 2 فوجی ٹینک راکٹ لگنے سے تباہ ہونے کے علاوہ ضلعی سربراہ غالب کا بیٹا اور ایک کمانڈر سمیت 4 اہل کار ہلاک جب کہ متعدد زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے صدر مقام لشکر گاہ شہر میں مربوطہ چار گل پٹرول پمپ کے علاقے میں کٹھ پتلی فوجوں نے سیکروں ٹینک اور گاڑیوں سمیت ہرات-قندہار راستہ کھولنے کی خاطر مجاہدین پر حملے کی ناکام کوشش کی، جنہیں شدید مزاحمت کا سامنا ہوا اور لڑائی چھڑ گئی، جس کے نتیجے میں 4 ٹینک، ایک رینجر گاڑی تباہ اور ان میں سوار (آقانور کینتوز) نامی صوبائی پولیس چیف اور ضلع دیشو کے (جانان) نامی پولیس چیف سمیت متعدد اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

15 اگست:

☆صوبہ زابل کے ضلع ارغنداب میں دیغوانان کے علاقے میں فوجی کانوائے پر حملہ ہوا، جس سے 3 گاڑیاں تباہ اور 9 فوجی ہلاک جب کہ پانچ مزید زخمی ہوئے۔

16 اگست:

☆صوبہ بادغیس کے ضلع بالا مرغاب میں فوجی چوکیوں پر حملہ ہوا۔ جس کے نتیجے میں 2 چوکیاں فتح، 14 اہل کار ہلاک جب کہ 6 گرفتار اور ایک ٹینک اور رینجر گاڑی تباہ ہوئی۔

18 اگست:

☆صوبہ تخار کے ضلع قدر کے علاقے القناغ میں مجاہدین نے القناغ کے علاقے میں واقع دشمن کے مراکز اور چوکیوں پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے وسیع حملہ کیا، جو 13 گھنٹے تک جاری رہا، جس کے نتیجے میں 7 اہل کار ہلاک جب کہ 11 زخمی ہوئے۔ مجاہدین نے ایک فوجی ٹینک، دو رینجر گاڑیاں، ایک کار گاڑی اور کافی مقدار میں مختلف النوع ہلکے اور بھاری ہتھیار غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ کابل کے ضلع سروبی میں کابل، جلال آباد قومی شاہراہ پر استحکام اور ڈبیلی پل کے درمیانی علاقے میں مجاہدین نے فوجی کاروان پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں ایک سپلائی گاڑی، دو ٹینک اور تین فوجی رینجر گاڑیاں تباہ ہونے کے علاوہ 14 اہل کار بھی ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع ناوہ میں لڑکئی کے علاقے میں مجاہدین نے فوجی چوکی اور مراکز پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں دو مرکز اور ایک فوجی چوکی اللہ تعالی کی نصرت سے فتح اور وہاں تعینات اہل کاروں میں سے 7 ہلاک ہوئے جب کہ 9 گرفتار کیے گئے۔ مجاہدین نے دو فوجی ٹینک، تین گاڑیاں، ایک ایس پی جی نائن توپ، دو امریکی ہیوی مشین گنیں، 13 امریکی گنیں، ایک راکٹ لانچر اور دیگر فوجی ساز و سامان غنیمت کر لیا۔

19 اگست:

☆صوبہ لوگر کے صدر مقام پل عالم شہر میں الوزئی کے علاقے میں مجاہدین نے آپریشن کے لیے آنے والے کٹھ پتلی فوجوں پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 2 فوجی ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ 6 سیکورٹی اہل کار ہلاک جب کہ 4 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ فاریاب کے ضلع بلچراغ میں شب آق بلاق کے علاقے میں جنگ جوؤں سے مجاہدین کی جھڑپیں ہوئیں، جس سے 2 اہل کار ہلاک، 5 زخمی ہوئے جب کہ مجاہدین نے 8 موٹر سائیکلیں اور ایک کلاشن کوف سمیت مختلف النوع فوجی ساز و سامان غنیمت کر لیا۔

20 اگست:

☆صوبہ قندوز کے ضلع خان آباد کے مرکز پر قبضہ کرنے کے بعد مجاہدین نے اقتاش کے علاقے میں دشمن کے مراکز اور چوکیوں پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا،، جس کے نتیجے میں ایک بڑا فوجی بیس اور 14 چوکیاں فتح ہونے کے علاوہ مجاہدین نے بھاری مقدار میں مختلف ہلکے اور بھاری ہتھیار غنیمت کر لیے اور متعدد سیکورٹی اہل کار ہلاک بھی ہوئے۔

☆صوبہ قندوز کے ضلع قندوز شہر کے الچین اور قندہاری بزہ کے علاقوں میں واقع چوکیوں پر اسی بھی نوعیت کا حملہ کیا گیا، جس کے نتیجے میں 12 چوکیاں فتح اور وہاں تعینات اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔ مجاہدین نے پانچ ایم پی فوجی ٹینک اور تین بکتر بند ٹینک اور کافی مقدار میں مختلف النوع ہلکے اور بھاری ہتھیار اور فوجی ساز و سامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ بادغیس کے ضلع مرغاب میں کٹھ پتلی فوجیوں و پولیس نے مجاہدین کے خلاف پر حملہ کیا۔ مجاہدین کے جوابی حملے کے نتیجے میں 19 اہل کار ہلاک اور 18 زخمی ہوئے جب کہ دیگر نے فرار کی راہ اپنالی۔

☆صوبہ ننگرہار کے ضلع حصارک میں مجاہدین نے محصور ہیڈکوارٹر پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے شدید حملہ کیا، جس کے نتیجے میں اللہ تعالی کی نصرت سے مرکز فتح اور وہاں تعینات اہل کاروں کثیر تعداد میں ہلاک ہوئے، اس کے علاوہ مجاہدین نے کئی ٹینک، رینجر گاڑیاں، ہلکے اور بھاری ہتھیار اور دیگر فوجی ساز وسامان غنیمت کر لیا۔

21اگست:

☆صوبہ سرپل کے ضلع سنگچارک میں مسجد سبز اور توپخانہ کے علاقوں میں کٹھ پتلی فوجوں و پولیس سے مجاہدین کی شدید جھڑپیں ہوئیں، جس کے نتیجے میں اللہ کی فضل سے دونوں علاقے فتح،14اہل کار ہلاک،12زخمی ہوئے جب کہ دیگر نے فرار کی راہ اپنالی۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع گرشک میں نہر سراج کے علاقے کے مکتب کے مقام پر فوج اور پولیس نے ہرات قندہار شاہراہ کھولنے کی خاطر مجاہدین پر حملہ کیا، جنہیں شدید مزاحمت کا سامنا ہوااور اس دوران 2ٹینک تباہ اوران میں سوار 11اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع گرشک میں نہر سراج کے علاقے کے مکتب کے مقام پر اسی سہ پہر پھر ناکام دشمن نے راستہ کھولنے کی کوشش کی، جنہیں شدید مزاحمت کا سامنا ہوا، جس کے نتیجے میں 3ٹینک تباہ اور 14 سیکورٹی ہلاک اور زخمی جب کہ دیگر نے فرار کی راہ اپنالی۔

22اگست:

☆صوبہ پروان کے ضلع بگرام میں پل سیاد کے علاقے میں امریکی فوجیں اور پولیس اہل کار ٹینکوں اور گاڑیوں کے پاس کھڑے تھے، جن پر امارت اسلامیہ کے فدائی مجاہد شہید عبیدہ تقبلہ اللہ نے بارود بھری گاڑی کے ذریعے شہیدی حملہ سرانجام دیا۔اس مبارک معرکہ میں 12امریکی فوجیں اور 5کٹھ پتلی پولیس اہل کار ہلاک جب کہ متعدد زخمی ہونے کے علاوہ 2امریکی بکتر بند ٹینک بھی تباہ ہوئے۔

24اگست:

☆صوبہ ہلمند کے صدر مقام لشکر گاہ شہر میں مجاہدین کی قابض امریکی اور نام نہاد کمانڈوز سے جھڑپیں ہوئیں، جس کے نتیجے میں 11امریکی اور کمانڈوز ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ قندوز کے ضلع قلعہ ذال کے مختلف علاقوں میں 20 فوجی، پولیس اہل کار اور نام نہاد قومی لشکر کے جنگ جوؤں نے حقائق کاادراک کرتے ہوئے مخالفت سے دستبردار ہوگئے۔

☆صوبہ قندوز کے ضلع چاردرہ میں سرنڈر ہونے والے 11 سیکورٹی اہل کاروں نے مجاہدین کی دعوت پر سرنڈر کیا۔

25اگست:

☆صوبہ پکتیکا کے ضلع اورگون میں پیر کوٹی کے علاقے میں مجاہدین نے پولیس اور فوجی کاروان پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 12اہل کار ہلاک جب کہ 15زخمی ہوئے۔

26اگست:

☆صوبہ فاریاب کے ضلع شیرین تگاب میں فیض آباد کے علاقے میں فوج اور پولیس سے مجاہدین جھڑپیں ہوئیں، جس سے 3ٹینک تباہ، اور صوبائی نائب پولیس چیف سمیت 4اہل کار قتل جب کہ ضلعی پولیس چیف عزت اللہ سنگرمل سمیت 10زخمی ہوئے۔

☆صوبہ پکتیا کے ضلع جانی خیل کے ضلعی مرکز، پولیس ہیڈکوارٹر اور آس پاس چوکیوں پر مجاہدین نے ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے وسیع حملہ کیا۔ جس کے نتیجے میں تمام مراکز اور 10چوکیاں اللہ تعالی کی نصرت سے فتح ہوئیں اور وہاں تعینات اہل کاروں میں سے 48کی لاشیں تاحال وہاں پڑی ہوئی ہیں۔ مجاہدین نے 15فوجی ٹینک، 16رینجر گاڑیاں اور کافی مقدار میں مختلف النوع ہلکے اور بھاری ہتھیار اور فوجی ساز وسامان غنیمت کر لیا، اس کے علاوہ 6فوجی ٹینک بھی تباہ ہوئے۔

☆صوبہ سرپل کے ضلع سنگچارک میں سیکڑوں فوجیوں اور پولیس نے طیاروں اور ٹینکوں سمیت مجاہدین کی جانب سے فتح کیے جانے والے علاقوں پر قبضہ جمانے کی خاطر مجاہدین پر وسیع حملہ کیا، جنہیں شدید مزاحمت کا سامنا ہوا، اور لڑائی چھڑ گئی جس سے 2ٹینک تباہ، 25 اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے جب کہ دیگر نے فرار کی راہ اپنالی۔

27اگست:

☆صوبہ جوزجان کے ضلع مردیان میں جنگل آریغ کے علاقے میں مجاہدین نے جنگ جوؤں کی چوکیوں پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے وسیع حملہ کیا، جس کے نتیجے میں دو چوکیاں فتح اور وہاں تعینات اہل کاروں میں سے 15ہلاک، 20زخمی اور تین گرفتار ہوئے جب کہ دیگر فرار ہوگئے۔

☆صوبہ پکتیا کے ضلع جانی خیل کے مرکز، چوکیوں اور فوجی تنصیبات پر مجاہدین نے حملہ کیا۔ جس کے نتیجے میں تمام مراکز اور دس چوکیاں اللہ تعالی کی نصرت سے فتح ہوئیں اور وہاں تعینات اہل کاروں میں سے 48 ہلاک ہوگئے، جب کہ متعدد زخمی ہوئے اور دیگر فرار ہونے میں کامیاب ہوئے۔15 فوجی ٹینک، 16 رینجر گاڑیاں اور کافی مقدار میں مختلف النوع ہلکے اور بھاری ہتھیار اور فوجی ساز وسامان غنیمت کر لیا، اس کے علاوہ 6 فوجی ٹینک بھی تباہ ہوئے۔

29اگست:

☆صوبہ قندوز کے ضلع خان آباد کے مربوطہ قندوز، خان آباد قومی شاہراہ پر مجاہدین اور کٹھ پتلی فوجوں کے درمیان چھڑنے والی لڑائی دن بھر جاری رہی، جس کے نتیجے میں 2 فوجی ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ 26سیکورٹی اہل کار بھی ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ بغلان کے ضلع مرکزی بغلان کے کوثر چنار کے علاقے میں کٹھ پتلی دشمن نے مجاہدین کے مراکز پر حملہ کیا، جنہیں شدید مزاحمت کا سامنا ہوااور لڑائی چھڑ گئی، جس کے

نتیجے میں 8 اہل کار ہلاک جب کہ 13 زخمی، ایک فوجی ٹینک اور ایک رینجر گاڑی بھی تباہ ہوئی۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع گرشک کے نہر سراج کے علاقے کے شینڈک ماندہ کے مقام پر فوج اور پولیس سے جھڑپیں ہوئیں، جس کے نتیجے میں 3 ٹینک تباہ 12 اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ننگرہار کے ضلع چپرہار میں سپین جومات کے علاقے میں امریکی فوجیوں اور کٹھ پتلی کمانڈوز نے مجاہدین کے مرکز پر چھاپہ مارا، جنہیں شدید مزاحمت کا سامنا ہوا اور لڑائی چھڑ گئی، جس کے نتیجے میں 13 وحشی فوجیں اور کٹھ پتلی کمانڈوز ہلاک جب کہ 7 زخمی ہوئے۔

30 اگست:

☆صوبہ روزگان کے ضلع دہراود میں شینغولئی کے علاقے میں واقع چوکی پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں ضلعی پولیس چیف (کمانڈر رحیم) سمیت 7 اہل کار موقع پر ہلاک جب کہ 2 کمانڈروں (اسماعیل اور محمد ولی) سمیت 8 فوجی ہلاک اور زخمی ہونے کے علاوہ ایک ٹینک تباہ اور مجاہدین نے 3 بندوقیں غنیمت کر لیا۔

31 اگست:

☆صوبہ فراہ ضلع بالا بلوک میں خاجدار اور شیوان کے علاقوں میں مجاہدین نے فوجی مراکز اور چوکیوں پر وسیع حملہ کیا، جس کے نتیجے میں حاجی جمعہ خان نامی اہم مرکز فتح، 2 ٹینک تباہ، 20 اہل کار ہلاک، 15 زخمی ہوئے۔ مجاہدین نے ایک مارٹر توپ، ایک اینٹی ایئر کرافٹ گن، 3 ہیوی مشن گن، پانچ کار مولی بندوقیں اور ایک راکٹ لانچر سمیت مختلف النوع فوجی ساز و سامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ قندہار ضلع میوند میں مجاہدین نے بند تیمور کے علاقے میں واقع دو فوجی مراکز اور دو چوکیوں پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے وسیع حملہ کیا، جس کے نتیجے میں اللہ تعالی کی نصرت سے ایک مرکز فتح اور وہاں تعینات اہل کاروں میں سے 24 ہلاک ہوئے۔ مجاہدین نے پانچ ہیوی مشین گنیں، چار راکٹ لانچر، ایک مارٹر توپ، 14 سنائپر گنیں اور کافی مقدار میں مختلف النوع فوجی ساز و سامان غنیمت کر لیا اور ایک ٹینک تباہ ہوا۔

یکم ستمبر:

☆صوبہ ہلمند کے ضلع گرشک میں نہر سراج کے چار گل پٹرول پمپ کے علاقے کے مکتب و وزیر ماندہ کے مقام پر فوجیوں و پولیس نے امریکی طیاروں کے ہمراہ ایک بار پھر ہرات قندہار راستہ کھولنے کی ناکام کوشش کی، جوابی کارروائی کے نتیجے میں 2 ٹینک تباہ، 9 اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع ناوہ میں سرخدر دشت کے علاقے میں امریکی فوجیوں اور کٹھ پتلیوں پر مجاہدین نے حملہ کیا، بم دھماکہ سے ایک امریکن ٹینک تباہ اور اس میں سوار اہل کاروں کو ہلاکتوں کا سامنا ہوا۔

☆صوبہ لوگر کے ضلع چرخ میں فدائی مجاہدین نے ضلعی مرکز، پولیس ہیڈ کوارٹر پر حملہ کیا، سب سے پہلے فدائی مجاہد نے بارود بھری ٹرک گاڑی کو ضلعی مرکز کے مین گیٹ سے ٹکرا کر دی، جس کے بعد تمام رکاوٹیں دور ہوئیں اور ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے لیس فدائین مرکز میں داخل ہو کر وہاں تعینات اعلیٰ عہدیداروں اور سیکورٹی فورسز کو نشانہ بنایا۔ اس فدائی علیہ میں ضلعی سربراہ محمد حنیف حنفی، ڈسٹرکٹ پولیس چیف سمیت 41 اعلیٰ عہدے دار اور افسر ہلاک جب کہ متعدد زخمی ہوئے۔

3 ستمبر:

☆صوبہ پروان کے ضلع بگرام میں سنہ دکانہ کے علاقہ میں مجاہدین نے امریکی ایف 16 طیارے کو نشانہ بنا کر مار کر گرایا اور اس میں سوار 2 پائلٹ ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ پکتیا کے ضلع جانی خیل میں شاوو کے علاقے میں لڑائی کے دوران امریکی ٹینک مارٹر توپ گولہ لگنے سے تباہ ہونے کے علاوہ 7 وحشی فوجی بھی واصل جہنم ہوئے۔

☆صوبہ گردیز کے صدر مقام گردیز شہر میں مجاہدین اور جارح و کٹھ پتلی فوجوں کے درمیان چھڑنے والی کے دوران امریکی ٹینک دھماکہ سے تباہ اور اس میں سوار ایک غاصب ہلاک جب کہ 2 زخمی ہوئے۔

4 ستمبر:

☆صوبہ پروان کے ضلع بگرام میں قلندر خیل کے علاقے میں امریکی فوجیوں کے ٹینک پر دھماکہ ہوا، جس سے ٹینک تباہ اور اس میں سوار 3 وحشی واصل جہنم ہوئیں۔

☆کابل شہر کے وسط میں وزارت دفاع کے اعلی حکام اور افسروں کو فدائی مجاہد نے شہیدی حملے کا نشانہ بنایا۔ وزارت دفاع کے مین گیٹ میں پہلے شدید دھماکہ ہوا اور بعد میں امارت اسلامیہ کے فدائی مجاہد شہید حافظ خلیل الرحمن تقبلہ اللہ نے اس وقت بارودی جیکٹ کے ذریعے شہیدی حملہ سرانجام دیا، جب اعلیٰ فوجی افسر اور حکام وزارت سے نکل رہے تھے۔ اس حملے میں دھماکہ میں وزارت دفاع کا اعلیٰ فوجی آفسر عبدالرازق پنجشیری سمیت متعدد افسر اور سیکورٹی اہل کار ہلاک جب کہ درجنوں زخمی ہوئے۔ اسی دوران میں پولیس اسٹیشن نائب سربراہ دیگر اعلی حکام کے ہمراہ جائے واردات پہنچا تو دوسرے فدائی مجاہد نے بارودی جیکٹ سے دھماکہ کروایا۔ اس مبارک معرکہ میں اعلیٰ فوجی آفسر جنرل عبدالرازق پنجبیشری، پولیس اسٹیشن سربراہ اور نائب، اشرف غنی کے دو محافظوں سمیت 58 اعلی فوجی حکام اور کمانڈر ہلاک جب کہ درجنوں شدید زخمی ہوئے۔

☆☆☆☆☆

غیرت مند قبائل کی سرزمین سے

عبدالرب ظہیر

قبائل اور مالاکنڈ ڈویژن کے ملحقہ علاقوں میں روزانہ کئی عملیات (کارروائیاں) ہوتی ہیں لیکن اُن تمام کی تفصیلات ادارے تک نہیں پہنچ پاتیں اس لیے میسر اطلاعات ہی شائع کی جاتی ہیں۔ متعلقہ علاقوں کے ذمہ داران سے بھی گذارش ہے کہ وہ تفصیلی خبریں ادارے تک پہنچا کر اُمت کو خوش خبریاں پہنچانے میں معاونت فرمائیں (ادارہ)۔

۲۹جون: کوئٹہ کے علاقے شال کوٹ اور سریاب روڈ میں دو مختلف حملوں میں ۴ پولیس اہل کار ہلاک ہو گئے۔

۶جولائی: مردان کے علاقے خواجہ گنج بازار میں دھماکے کے نتیجے میں ۲ پولیس اہل کاروں کے زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

۱۲جولائی: سوات میں کالام کے علاقے مانکیال میں ریموٹ کنٹرول بم دھماکے کے نتیجے میں ۵ پولیس اہل کاروں کے زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے خبر جاری کی۔

۱۲جولائی: کرم ایجنسی کے صدر مقام پاراچنار میں پیپلز پارٹی کرم ایجنسی کے صدر حامد طوری کو فائرنگ کر کے قتل کر دیا گیا۔

۱۷جولائی: صوابی کے علاقے یار حسین میں اے این پی کے سابق ایم پی اے اور صوابی میں امن کمیٹی کے رکن حاجی محمد شعیب کو فائرنگ کر کے قتل کر دیا گیا۔

۱۷جولائی: پشاور کے علاقہ ہزارخوانی میں پولیس اہل کار کو فائرنگ کر کے قتل کر دیا گیا۔

۱۹جولائی: دیر بالا کے علاقے بدر کنی میں ڈوگدرہ امن لشکر کے سربراہ خان محمد کو امن لشکر کے دیگر ۷ اہل کاروں سمیت بارودی سرنگ دھماکے کا نشانہ بنا کر مردار کر دیا گیا۔

۲۰جولائی: سوات کی تحصیل مٹہ کے علاقے کالاکوٹ میں پولیس موبائل پر مجاہدین نے اُس وقت حملہ کیا جب وہ تھانے میں مخابراتی سسٹم کو بحال کر کے واپس آ رہے تھے۔ موبائل میں موجود تمام پولیس اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

۲۲جولائی: سوات کے علاقے کالام میں اتروڑ جانے والی ایک فوجی گاڑی کو ریموٹ کنٹرول بم حملے کا نشانہ بنایا گیا۔ اس حملے میں گاڑی میں سوار آرمی کیپٹن، بونیر تحصیل نظام سمیت ۶ سیکورٹی اہل کار شدید زخمی ہوئے۔

۲۳جولائی: بونیر کے علاقے چھار کلے میں سپیشل فورس پولیس کے ایک اہل کار کو مجاہدین نے گرفتار کیا اور اُس سے مکمل تفتیش کرنے اور معلومات لینے کے بعد اُسے قتل کر دیا۔

۲۸جولائی: کوئٹہ کے علاقے سریاب روڈ پر ایف سی کی گاڑی پر بم حملے کے نتیجے میں ۴ ایف سی اہل کاروں کے زخمی ہونے کی سرکاری طور پر تصدیق کی گئی۔

۲۸جولائی: بنوں کے علاقے سرائے نورنگ میں مجاہدین سے مقابلے میں سی ٹی ڈی کے ۳ اہل کاروں کے زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے خبر جاری کی۔

۲۹جولائی: بنوں میں نئی سبزی منڈی کے علاقے میں پولیس اہل کار کو فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا گیا۔

۲اگست: صوابی میں مجاہدین سے مقابلے میں ایک پولیس اہل کار ہلاک اور ۲ کے زخمی ہونے کی سرکاری طور پر تصدیق کی گئی۔

۳اگست: کوئٹہ میں اسپینی روڈ پر ایف سی اور پولیس ناکے کے قریب ریموٹ کنٹرول بم حملے میں ایف کے ۲ اور پولیس کے ایک اہل کار کے زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

۹اگست: باجوڑ کے علاقے چارمنگ میں بارودی سرنگ دھماکے کے نتیجے میں ۲ فوجی حوالداروں کے ہلاک ہونے کی سیکورٹی ذرائع نے خبر جاری کی۔

۱۱اگست: کوئٹہ میں زرغون روڈ پر سریاب چلائی اوور کے قریب ہونے والے دھماکے کے نتیجے میں ۵ پولیس اہل کاروں کے زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے خبر جاری کی۔

۱۶اگست: ضلع صوابی کے علاقے زیدہ پھلی سٹاپ پر پولیس موبائل پر فائرنگ کے نتیجے میں ایس ایچ او زیدہ ہلاک اور ۳ پولیس اہل کار زخمی ہو گئے۔

۱۶اگست: ضلع صوابی میں تھانہ کالو خان کی حدود میں نوشہرہ تھانہ اضاخیل کے ایڈیشنل ایس ایچ او کو فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا گیا۔

۱۶اگست: خیبر ایجنسی کی تحصیل وادی تیراہ کے علاقے میدان میں لیویز اہل کاروں پر حملے میں دو اہل کاروں کے زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے خبر جاری کی۔

۱۷اگست: بونیر کے علاقے کڑاکڑ میں ڈی پی او بونیر کی گاڑی کو بارودی سرنگ حملے کا نشانہ بنایا گیا۔ ڈی پی او محفوظ رہا، اس حملے میں ایک پولیس اہل کار کے زخمی ہونے کی سرکاری طور پر خبر جاری کی گئی۔

۱۹اگست: باجوڑ ایجنسی کے علاقے سلارزئی میں ہونے والے بم دھماکے کے نتیجے میں ایک سیکورٹی اہل کار کے ہلاک ہونے کی فوجی ذرائع نے تصدیق کی۔

۲۰اگست: خیبر ایجنسی کی تحصیل جمرود کے علاقے سخی پل پر فائرنگ کے نتیجے میں خاصہ دار فورس کے اہل کار کے ہلاک ہونے کی سرکاری طور پر تصدیق کی گئی۔

۲۵اگست: ضلع گوادر کی تحصیل جیوانی میں سیکورٹی چیک پوسٹ پر حملے میں ۵ سیکورٹی اہل کاروں کے ہلاک اور ۳ کے زخمی ہونے کی فوجی ذرائع نے تصدیق کی۔

۲۶اگست: کوئٹہ کے علاقے سریاب روڈ پر حملے میں ایک فوجی اہل کار کے ہلاک اور ۳ کے زخمی ہونے کی سیکورٹی ذرائع نے تصدیق کی۔

۳۱اگست: پشاور کے قریب لنڈی سرک کے علاقے میں پاکستانی خفیہ ایجنسی کے اہل کار کو قتل کر دیا گیا۔

۳ستمبر: مہمند ایجنسی کے علاقے علینگار میں بارودی سرنگ دھماکے کے نتیجے میں خاصہ دار فورس کے ایک اہل کار کے ہلاک ہونے کی سرکاری ذرائع نے خبر جاری کی۔

۴ستمبر: پشاور کے علاقے اسلم ڈھیری میں پولیس موبائل کے قریب ہونے والے دھماکے کے نتیجے میں ایک پولیس اہل کار کے ہلاک ہونے کی سرکاری طور پر خبر جاری کی گئی۔

۴ستمبر: مہمند ایجنسی کی تحصیل صافی کے علاقے کوزچرکنڈ میں دھماکے کے نتیجے میں مہمند رائفلز کا ایک اہل کار کے ہلاک ہونے کی سیکورٹی ذرائع نے تصدیق کی۔

۴ستمبر: مہمند ایجنسی کی تحصیل صافی کے علاقے چرکنڈ میں دھماکے کے نتیجے میں خاصہ دار اہل کار کے ہلاک ہونے کی سرکاری ذرائع نے خبر جاری کی۔

۹ستمبر: صوابی کے تھانہ کالو خان کی حدود میں پولیس موبائل پر فائرنگ کے نتیجے میں اے ایس آئی شدید زخمی ہو گیا۔

۱۴ستمبر: تحریک طالبان پاکستان کے خصوصی دستے ایس ٹی ایف نے کل کوئٹہ میں بلوچ کانسٹیبلری کی گاڑی کو ریموٹ کنٹرول بم کے ذریعے نشانہ بنایا، گاڑی مکمل طور پر تباہ ہو گئی اور گاڑی میں سوار تمام اہکار ہلاک وزخمی ہو گئے

۱۵ستمبر: کوئٹہ کے علاقہ سریاب روڈ پر پولیس وین کے قریب دھماکے کے نتیجے میں ایک پولیس اہل کار کے ہلاک اور ۵ کے زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

۱۶ستمبر: باجوڑ ایجنسی کے علاقے ناوگئی میں فوجی قافلے پر ریموٹ کنٹرول بم حملہ کے نتیجے میں ۲ فوجی اہل کار ہلاک اور ۴ زخمی ہوئے۔

۱۸ستمبر: پشاور کے علاقے فقیر گاؤں میں ۳ پاکستانی فوجیوں کو گھات لگا کر کیے گئے حملے میں قتل کر دیا گیا۔

☆☆☆☆☆

حلب تحترق: حلب جل رہا ہے!

۲۷ستمبر ۲۰۱۶ء کو شام کے شمالی شہر حلب پر جہاں کئی دنوں سے روز روسی اور اسدی افواج کی بم باری جاری رہی، اسدی فوج کے زمینی دستوں نے شہر میں مزاحمت کاروں کے زیر انتظام کئی علاقوں پر بھی دھاوا بول دیا۔

اسدی فوج نے شہر میں مجاہدین کے زیر انتظام علاقوں میں ۴ محاذوں پر زمینی حملہ کیا اور گزشتہ ایک ہفتے سے جاری شہر پر مکمل قبضے کی کوشش کے دوران یہ اسدی فوج کا سب سے بڑا زمینی حملہ ہے۔

اس حملے میں درجنوں ٹینک اور بکتر بند گاڑیاں شامل ہیں اور یہ پیش قدمی نمر فوج نامی خصوصی دستے کر رہے ہیں۔ جب کہ مجاہدین نے کہا ہے کہ انہوں نے ۱۰۷۰ فلیٹس نامی رہائشی منصوبے، سویقہ اور حرابلہ کے مقام پر اسدی فوج کے حملے پسپا کر دیے ہیں اور اس دوران کئی فوجی بھی مارے گئے۔

دوسری جانب مجاہدین کے زیر انتظام شہر کے مشرقی حصے پر کئی دن سے مسلسل روسی اور اسدی افواج کی شدید بم باری جاری رہی اور ان فضائی حملوں کے نتیجے میں ۲۲ شہری شہید جب کہ درجنوں زخمی ہو گئے۔

مقامی ذرائع کے مطابق ان فضائی حملوں میں مشہد اور شعار نامی رہائشی علاقوں کو سب سے زیادہ نشانہ بنایا گیا۔ طیارے شہر کے ۱۷ محصور علاقوں پر فاسفورس اور کلسٹر بم برساتے رہے، جب کہ اسدی فوج نے مہلک بیرل بم گرائے۔

واضح رہے کہ حلب شہر ۲۰۱۲ء سے ۲ حصوں میں منقسم ہے۔ مشرقی حصہ مجاہدین کے زیر انتظام ہے، جب کہ مغربی حصے پر اسدی فوج کا قبضہ ہے۔ ستمبر کے اوائل سے اسدی فوج نے مشرقی حصے کا دوبارہ محاصرہ کر رکھا ہے۔

شہر کے اس حصے میں تقریباً ڈھائی لاکھ شہری محصور ہیں اور انہیں خوراک اور دواوں کے ساتھ پانی کی قلت کا بھی سامنا ہے۔ اسپتالوں میں زخمیوں کی تعداد بڑھنے سے ادویہ اور دیگر طبّی سامان کم پڑتا جا رہا ہے۔ اسپتالوں پر بہت زیادہ دباو ہے اور زخمیوں کو لگانے کے لیے خون کی بھی کمی کا سامنا ہے۔

محاصرے کے باعث غذائی اجناس بھی کمیاب ہوتی جا رہی ہیں اور اشیائے ضروریہ کی قیمتیں آسمان سے باتیں کر رہی ہیں جو بآسانی دستیاب بھی نہیں ہو رہیں۔ شہر پر فضائی حملوں کے پیش نظر کئی خیراتی اداروں نے اپنا کام بند کر دیا ہے، جب کہ شہری دفاع اور دیگر امدادی تنظیموں کا عملہ نقل و حرکت نہیں کر پا رہا جس کے باعث اب تک درجنوں لاشیں اور زخمی ملبے تلے دبے ہیں

۱۹ستمبر سے جاری بم باری کے نتیجے میں سیکڑوں شہری شہید اور زخمی ہو چکے ہیں۔ اس انسانی المیے پر عالمی سطح پر سخت تشویش کا اظہار کیا جا رہا ہے، لیکن کوئی عملی اقدام دیکھنے میں نہیں آ رہا۔

بنکر بسٹر بم کا مقصد گہرے اور مضبوط زیر زمین بنکرز میں موجود فوجیوں کو مارنا ہے جو کہ روس' حلب میں تہہ خانوں میں پناہ لیے ہوئے عوام پر استعمال کر رہا ہے۔ کئی خاندان روسی دہشت گردوں کی اس نئی ''انسانیت'' (حیوانیت اور درندگی تو اس ''انسانیت'' کے مقابلے میں بہت رحم لانہ رویہ لگتا ہے...!!!) کی نذر ہو گئے ہیں۔

بھارت کشمیر میں جو کچھ کر رہا ہے، روس اس سے سوگنا زیادہ ظلم شام میں بشار کے ساتھ مل کر شامی عوام پر کر رہا ہے۔

☆☆☆☆☆

اصلِ جمہوریت رذالت ہے!

اپنی قسمت کی بات رہنے دے
دل کی حسرت کی بات رہنے دے
اب تو بس خار ہیں مقدر میں
گل کی نکہت کی بات رہنے دے
لذتِ وصل پر قناعت کر
زخمِ فرقت کی بات رہنے دے
ان کے اخلاق کیسے ہیں قاصد؟
ان کی صورت کی بات رہنے دے
وقتِ پیری میں ذوقِ لطف آگیں
عہدِ عشرت کی بات رہنے دے
یاس و حسرت ہیں جس کی سوغاتیں
اس محبت کی بات رہنے دے
کچھ تو دیدارِ رب بتا واعظ!
لطفِ جنت کی بات رہنے دے
ہم سے آشفتہ حال کے آگے
حسنِ عورت کی بات رہنے دے

در بیانِ جمہوریت

اہلِ یورپ کی خامیاں بھی بتا
ان کی سطوت کی بات رہنے دے
ہم نے دیکھا ہے نظمِ جمہوری
اس کی مدحت کی بات رہنے دے
جس میں سفاک ہوتے ہیں حاکم
اس حکومت کی بات رہنے دے
اکثریت کا فسق ظاہر ہے
اکثریت کی بات رہنے دے
جس نے ہر ماسوا میں جکڑا ہے
اس فراست کی بات رہنے دے
جس کو تہذیب کہتی ہے دنیا
اس جہالت کی بات رہنے دے
جس میں برباد ہوتی ہے غیرت
اس کی زینت کی بات رہنے دے
جس میں شہوات کی غلامی ہو
اس وزارت کی بات رہنے دے
جس میں ہر نازنیں یہ کہتی ہو
شرم و عفت کی بات رہنے دے
جس کا انجام رب سے دوری ہو
اس کی راحت کی بات رہنے دے
جس میں نادار کو ملے پھانسی
اس عدالت کی بات رہنے دے
جس کا مقصود نام و شہرت ہو
اس سخاوت کی بات رہنے دے
جس نے حیوانیت کو دی عزت
اس کی عزت کی بات رہنے دے
جس کے دانشوروں کا مسلک ہو
علم و حکمت کی بات رہنے دے
جس کے الفاظ حق سے عاری ہوں
اس بلاغت کی بات رہنے دے
جس سے مسرور رب کے دشمن ہوں
اس لیاقت کی بات رہنے دے
جس سے مجروح رب کے عاشق ہوں
اس شجاعت کی بات رہنے دے
جس میں ایمان بیچے جاتے ہوں
اس تجارت کی بات رہنے دے
جس کے وزراء کے منہ پہ لکھا ہو
اب شرافت کی بات رہنے دے
جس کی فوجیں عوام سے کہہ دیں
ہاں! حفاظت کی بات رہنے دے
اصلِ جمہوریت رذالت ہے!
اس رذالت کی بات رہنے دے

حافظ ابن الامام

تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے

"اللہ تعالیٰ نے اس دین کے لیے ابدیت اور اشاعتِ عام اور اس امت کے لیے بقائے دوام کا فیصلہ فرمایا ہے، اور اس کا تقاضہ یہ ہے کہ وہ ان تمام مرحلوں سے گزرے جن سے گزشتہ قومیں تاریخ کے مختلف زمانوں میں گزری تھیں، اور اس کی دعوت کو ان تمام قدرتی اور طبعی چیزوں کا سامنا کرنا پڑے جو انسانی زندگی میں پیش آتی رہتی ہیں۔ اس کو کبھی قوت حاصل رہی، کبھی کمزوری، کبھی کثرت، کبھی قلت، کبھی موافقت، کبھی مخالفت، کبھی فتح اور کبھی ہزیمت... چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ اکثر وہ جماعتیں جو دعوت کی علم بردار ہیں، اور عقائدِ صحیحہ پر قائم ہیں، سخت ترین مظالم کی شکار ہوتی ہیں، ان کو ایذا رسانی اور جلاوطنی کی طرح طرح کی قسموں کا سامنا کرنا پڑتا ہے، کبھی یہ غیر مسلم حکومتوں میں ہوتا ہے، اور کبھی ان حکومتوں کے زیر سایہ جن کو اسلامی حکومتیں کہا جاتا ہے، اور جس کی قیادت ان لوگوں کے ہاتھوں میں ہوتی ہے جو کلمہ گو کہلاتے ہیں، جو بڑی بڑی مسجدیں تعمیر کرتے ہیں، میلاد اور شب معراج کے شان دار جلسے کراتے ہیں، بہت شان و شوکت سے عید مناتے ہیں، لیکن اسی کے ساتھ وہ اسلام کی دعوت اور عقائد صحیحہ کو اپنے وجود و سالمیت اور اپنے استحکام و بقا کے لیے اکثر جاہلی تحریکوں، مشرکانہ خرافات اور ملحدانہ خیالات سے زیادہ خطرناک سمجھتے ہیں۔ اس وقت اصحاب کہف کا قصہ 'سرزمین اسلام میں پھر سے دہرایا جاتا ہے، کمزور صاحبِ ایمان 'اقلیت اور منافق و طاقت ور اکثریت کے درمیان کشمکش پھر برپا ہوتی ہے، اور مسلم نوجوان 'اصحابِ کہف کے قصہ سے دوبارہ روشنی، بصیرت اور نشاط حاصل کرتے ہیں:

اِنَّهُمْ فِتْيَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنٰهُمْ هُدًى ۝ وَّرَبَطْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اِذْ قَامُوْا فَقَالُوْا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَنْ نَّدْعُوَا مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلٰهًا لَّقَدْ قُلْنَآ اِذًا شَطَطًا (الکہف: ۱۳-۱۴)

"وہ چند نوجوان تھے کہ اپنے پروردگار پر ایمان لائے تھے، ہم نے انہیں ہدایت پر زیادہ مضبوط کر دیا، اور ان کے دلوں کی (صبر واستقامت میں) بندش کر دی وہ جب (راہِ حق میں) کھڑے ہوئے تو انہوں نے (صاف صاف) کہہ دیا: "ہمارا پروردگار تو وہی ہے جو آسمان و زمین کا پروردگار ہے، ہم اس کے سوا کسی اور معبود کو پکارنے والے نہیں، اگر ہم ایسا کریں تو یہ بڑی ہی بے جا بات ہوگی"۔

کبھی کبھی یہ حالت اتنی سخت اور جان لیوا ہوتی ہے، اور زندگی اور ایمان و عقیدہ کو باہم جمع کرنا اس قدر محال ہو جاتا ہے کہ مسلمانوں کے سامنے معاشرہ کو خیر باد کہہ دینے اور عزلت و تنہائی کی زندگی گزارنے کے سوا کوئی چارۂ کار باقی نہیں رہتا۔ یہ وہ حالت ہے جو صدیوں اور تاریخ کے طویل وقفوں کے بعد پیش آتی ہے، لیکن نبوت محمدی نے جو تمام زمانوں کی نبوت ہے اور ہر قسم کے حالات میں ہماری مکمل رہ نمائی کرتی ہے، اس کی نشان دہی بھی کر دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

يشك ان يكون خير مال المسلم غنمًا يتبع به شعف الجبال، ومواقع القطر يفر بدينه من الفتن (صحیح بخاری)

"قریب ہے کہ مومن کا بہترین مال بکریں رہ جائیں جن کو لے کر اپنے دین کو فتنہ سے بچانے کے لیے وہ کسی دامنِ کوہ میں یا کسی زرخیز وادی میں چلا جائے"۔

یہ وہ موقع ہے جہاں سورہ کہف مومن کی مدد کے لیے سامنے آتی ہے اور وہ راستہ روشن کر دیتی ہے جس پر اس کو جانا چاہیے"۔

اقتباس: معرکۂ ایمان و مادیت از مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی نور اللہ مرقدہ